يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذي الكبرياء الذي خالق نور حبيبه قبل جميع الاشياء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب
براه صدق و صواب ماحی عقائد باطله کاشف مکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه اعنی حسب الارشاد
فیض بنیاد مجمع اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب محمد عبد الله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم منکیداری

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة بالدلائل

المقلب

الفاضحة لمن قصد ابطال المروج من الميلاد والفاتحة

که لمعه ایست از لمعات شمس سمائی معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکائی فلک فروع کا معقول ضیائی بزم علمائی فحول جناب
مولوی نذیر احمد خان متوطن امیر افغانان مدرس مدرسه طیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد دام اقامت انواره ابد الآباد
و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبد الله صاحب قوم ادام الله مجدهما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده مطبوع طبایع خلائق گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در ردّ براہین قاطعہ گنگوہی

بحث محفل میلاد شریف

حدیث

بحث قیام میلاد شریف

ہوتی

صفحہ	مضمون
صفحہ ۳۲۵	مما یصح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ
صفحہ ۳۲۶	کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث بطور تصحیح اور دلیل کی نہین لکہی
ایضاً	گنگوہی کا قول صحیح ہوگا تو شاہ صاحب کا سفیہ وفریبی ہونا لازم آویگا
صفحہ ۳۲۸	حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت و کراہت تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت چاہیی
ایضاً	بدعت مثل کراہت یا مرادف کراہت ہے
صفحہ ۳۲۹	وہابیہ تغییر حکم کرتے ہین دین مین وہ چیز داخل کرتے ہین جو دین مین سے نہین ہے یہی بدعت ہے
صفحہ ۳۳۰	شاہ صاحبکو گنگوہی نے در پردہ مرتکب حرام کہاہے
صفحہ ۳۳۱	ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہیی کہ آنحضرت کو بہائی بنانا تو کچھ برا نہین اور پیر کے ملنے کو ملنا کہدینا برا ہو جاوے
ایضاً	گنگوہی کو اپنی جہل مرکب پر گہمنڈ ہی کہ خود کو مانند امام ابی یوسف و امام محمد زعم کرتا ہے
صفحہ ۳۳۲	اصحاب امام قسمین کہاکرتے ہین کہ ہمنے اپنے استاد کی مخالفت نکی
صفحہ ۳۳۳	بڑے بڑے محققین نے اپنی اساتذہ کی مخالفت نکی
صفحہ ۳۳۴	گنگوہی کے نزدیک اکابر مجوز حرام و کفر کے ہین
صفحہ ۳۳۵	اس نے آنحضرت صلعم کی حاضر ناظر جانیکو اور نداو خطاب کو کفر لکہا تہا
صفحہ ۳۳۷	حضور آنحضرت صلعم کی روحانیت کا ثابت ہوا
صفحہ ۳۳۸	لفظ احیاناً مطبوع قدیم شرح فقہ اکبر مین نہین ہے

صفحہ	مضمون
صفحہ ۳۳۹	فقراللہ نے زیادہ کردیا ہی اس سے لیکر گنگوہی زیادہ کیا
صفحہ ۳۴۰	طریق معلوم ہونیکی گنگوہی تین بتاتا ہے منصفین غور کرین کہ دین مین رخنہ گری گنگوہی کرتا ہے یا صاحب انوار
ایضاً	الہام اولیاء کو بالکل دلیل سے گنگوہی خارج کرتا ہے
صفحہ ۳۴۲	الہام اولیاء بدون علم ضروری کی کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے ہی یا روح آنحضرت صلعم کے طرف سے ہے محقق نہین ہوتا
ایضاً	کشف و الہام نقلکرنا بقول گنگوہی فریب دہی ہے تو مولوی اسمعیل کی فریب دہی ثابت ہوگی
صفحہ ۳۴۳	اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ روحون مین تنازع ہوا ہی اور کونسی دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل قبولکرلیا
للیضاً	یہ ایمان گنگوہی کا ہی کہ آنحضرت صلعم کی غیب دانی اسقدر بہی نہین قبولکرتا کہ مجلس جز ہوجاتی ہی اور مولوی اسمعیل کے قولکو سچا بتانیکو غیب دانی غوث اعظم رح و خواجہ بہاوالدین رح کے بیان کرے
صفحہ ۳۴۴	مولوی اسمعیل پر گنگوہی قطعی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہے یہ عقاید کے خلاف ہے
صفحہ ۳۴۵	گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی جنتی کہدینے پہ نہ کہا کہ یہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہے
صفحہ ۳۴۶	اس آیت و حدیث سی مولوی اسمعیل کا خدا تعالی کے نزدیک متقی وولی ہونا ہرگز ثابت نہین
صفحہ ۳۴۷	تقوی و جہاد مولوی اسمعیل کا ہرگز موجب دخول جنت یقیناً وقطعاً نہین ہے

تمت بالخیر

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذي الكبرياء الذي خلق نور حبيبه قبل جميع الاشياء كه درين زمان ميمنت اقتران كتاب لاجواب
هادي شيخ و شاب به اوج صدق و صواب احق عقائد باطله كاشف مكائد طلسم عامرين بمسائل اغنيه منير براهين قاطعه بدلائل

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الفاضحة لمن قصد ابطال المرجين والميلاد والفاتحه

كه مليه انيق مصنفات شمس سماء معقول و منقول ابن اوج فرح و عروج اصول و فروع گردون افلاك عقول ضيائي بزم علما فخر ان جناب مولانا
مولوي احمد خان متوطن اوليو افغانان من ريسه طيبه واقعه گجرات شهر احمد آباد و قاست انواره الي الآباد -

در مطبع سرساد دت واقع بمبئي لباس طبع پوشيده مطبوع طبائع خلائق گرديد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یصدق وعدہ ولا یخلف عہدہ والصلوۃ والسلام علی من ختم بہ النبوۃ وحدہ یقول ناعتم لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب اللہ وجندہ **بعد حمد وصلوٰۃ** کے خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور افغانان اہل خبرت ونصفت کی خدمت بابرکت مین گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندہ وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلائے نامدار کثرہم اللہ تعالے انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتی اور اس محفل اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب مین صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیطہ تصنیف فرمائی کہ اگر اون فتاوی وکتب ورسائل کے اسماء علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہون تو ایک کتاب کبیر الحجم طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے کہ اونکے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا بلادت نہین ملنتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنی مقتدائی سابق کے مقتدی ہین کون مقتدا اور مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المحتار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ مین یون تحریر فرمایا کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علماءہم حتی کسر اللہ تعالی شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی یعنی علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ درود وسلام کے

بتوہین

بتو ہمین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت کا مارڈالنا اونہون نے مباح کردیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز رکہا یہانتک کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کردیا اور مسلمانون کی لشکر کو اونپر فتح دی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین ردالمحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بھی یہان قلم کے قدم کو آگے بڑہادیا واقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پاسکتے ہین تصریح کی ضرورت نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسخر کرسکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبان بنادق غزات سے مرجوم ہون وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی مسلسل کیا مقدور انکا جو گوہ خوری اور بیہودہ گوئی کرسکین باقی رہا نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بےباک کردیا ہے کہ ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست * بشکل انسان متمثل ہوکر قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اونکا کلام ہے تفسیق جملہ علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام وتشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ کذا بین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدود تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بناوے اسوجہ سے بیخوف ہوکر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات کفار روسیاہ کررہے ہین جو مجمع الیاد دیکہتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل ہورہی ہے جلجاتے ہین اور ہانم آتے ہین جہان حسنات کے سامان کے طیاری ہوئی تو گویا ان شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بہی بزنجیر تقریر وتحریر علمائے

تحریر یہ دیوبند تہا اگرچند سال سے میدان خالی پاکر نا ہوگیا ہے اوسکی فریات نے گوہ خوری شروع
کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی بادشاہ
شہاب الدین غوری وشاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم وسلاطین معنوی حضرت معین الدین
چشتی وخواجہ قطب الدین بختیار کاکی وشیخ فریدالدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستانکی
پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اوران بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان
تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار
کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جما دیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور
اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام
اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون
اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے
صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
وحضوری مین بحث کر گئے امکان وامتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم
قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی
تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہیلا گئے مولانا عبدالعلی بحرالعلوم
لکہنوی قدس سرہ منقول ومعقول کا دریا بہا گئے فقہ واصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ
دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ وباطنہ کے نکات ودقائق کہول گئے اور علاوہ انکے بہت سے
صاحب فضل وکمال کا جاہ وجلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب وعجم سے لوگ واسطے استفادہ کے
یہان آنے لگے بلخ وبخارا سے استفتا بہجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پرنور اوران
سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ع خوش آن مسجد ومدرسہ خانقاہ ہے * کہ در وے بود قیل وقال محمد *
انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام وفاتحہ اموات اہل اسلام واجتماع باعراس
بزرگان عظام کو مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود ہی عمل مین لاتے رہے اور یہہ
مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ
نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ
کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین وشرم ہو اتفاق کی روشنی جائے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان درہم ہو اسکے لئے اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نہ پائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار غفر له الغفار وعفا عنه الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد وآبا وخویش واقربا جو مر گئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو اکیلے پکے مسلمان ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب نہین ہے کہ ما الفینا علیه آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب عبد الوہاب مذبور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صدائے مسطور دینے لگے جب خویش و اقربا نے یہ تکفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی توقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچھ فہمایش کی کچھ سود مند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے متبوع سے بڑھکر بمضمون ؎ یہ پنجہ بضعفہ کہ سلطان ستم روا دارد * زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ * شور وشغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبد الوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے یہی بات کرجایا کرتے تھے صراط مستقیم یہی دکہا جایا کرتے تھے پس نذر اگر بر گوشت واقع شد آن گوشت حلال ست بھی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو بھی دہر لپیٹا اور قلمرو ہند کو مکمل مشرک اور مبتدع ہی سمجھ لیا اور ازانجا کہ کوئی حاکم دافع یہان نہین رہا۔ اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علمائے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰة والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علمائے اسلام نے بہت سی کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام تصنیف فرمائی اور عالم ربانی وفاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت تو ان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہوگیا تہا اب باعث
قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئے
فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب
مسمیٰ بانوار ساطعہ کہ اسم با مسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل
فقولا له قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعله یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ * سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوٰۃ ومنع من الخیرات سے باز نہ آیا۔
ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلے کا مورد بنا پہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ
لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا
مین ذلیل و خوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک زقوم و مار اور فی النار ہوگا فرعون بے
بہی بڑہکر مغرور رہتا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ سبحانہٗ
محفوظ رکہے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے
اور کہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم او قول سے خسر الدنیا
والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیساکہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات
ہین دیکہئے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش
مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران
مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کئے تہے دافع الاوہام وجہت
القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ہذا ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی *
اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے ومن یضلل اللہ فما له من هاد۔ دافع
الاوہام کو دیکہکر تو اغوایئے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ خرافات جمع کرکے تحقیق الباطل
ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب
اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ
لعله یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون
ظاہر ہوا کہ یم غم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کر سکے

بہاں

سچ ہے ۔ ؎ پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست * تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است *
بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین - یعنی کتاب موصوف
انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ
کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکھا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور * اور ویکی
دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالی تو
معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علمائے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
تمام کتاب پُر ہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے بلکہ کلمات عداوت محبوب
کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکھی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بھائی ثابت کرے تو آتش
غضب مین جلکر خاک ہوجاوے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مادام الافلاک کو اپنا
بڑا بھائی کہتا پھرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی سے منع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرکے اور
اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بنادے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے
جو بڑا بھائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع
نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجھا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے
کلام بے سر انجام کا صاحبو از برائے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بھی
اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بھی
ہین قرآن وحدیث بہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بھائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات
ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پھرے اسکا کیا حکم ہے تو بھلا کون خلیل احمد اور محب محمد
جسکو تھوڑا بھی مساس علم و عقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ
والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت
ومساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت ومساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت
ومساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً و عرفاً عقلاً و نقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بے ادب
سید آدم و عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پھرے کہ پہلے ضال تھے پیچھے ہدایت پائی یا پہلے
غافل تھے پیچھے اونکو خبر ہوئی تو ظاہرا یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بھی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدك ضالا فهدی اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑہیگا کہ قائل قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہرہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجہیگا کہ ان آیتون کا بیان کرنا بغیر ذکر ماتقدم وماتاخر والہ وماعلیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ ووجدک ضالا ای وجد قومک ضالا فهداهم بک وبشرعک یعنی کبہی مراد ہوتی ہے قوم اور خطاب کیاجاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئے کہ تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انک لفی ضلالک القدیم ای فی محبتک ومعناہ انک محب فهدیناک الی الشرائع التی بها تتقرب الی خدمۃ محبوبک یعنی ضلال یہان محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم مین بہی ضلال بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال ہی بیان کئے جاوین اون فوائد ومصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر ماتقدم وماتاخر وشان نزول تو کون مانع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا پہرے کہ آپ پہلے گمراہ تہے پیچہے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہرہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو مجبور کر دیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے مافی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہی وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہوجاوے تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

علا صاحب

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تہے کہ انکو یہ ذراسی بات بہی معلوم نہ تہی اب خاکسار
منصفین اخیار سے پوچہتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین۔ اللھم سلط علی اعدائ احبیک
کلبا من کلابك اب مانحن فیہ کا حال سنو تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم بان یسلك طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیہ یعنی تعلیما للتواضع والانکسار یہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کررہا ہے اور اپنا بڑا بہائی بول رہا ہے جب یہان اسکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بہائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مُعَوَّب کو یہی بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بہی ہون اور میرا باپ بہی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بہائی کہتا
ہون واقعی عند اللہ وعند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت
یہی بول اوٹہیگا ؎ زنانِ باردار ای مرد ہشیار ✽ اگر وقت ولادت مار زایند ✽ ازان بہتر نزدیک
خردمند ✽ کہ فرزندانِ ناہموار زایند ✽ اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکہدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتہہ ہے معاذ اللہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی تا
دست فرسودۂ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہوجاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑہا نہین ادب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃٌ ومجازٌ احدھما قریب ودلالۃ اللفظ علیہ ظاھرۃ والاخر
بعید ودلالۃ اللفظ علیہ خفیۃٌ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلك ولاجل ھذا سمی ھذا
النوع ایہاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بہائی کہا تو گویا اسنے مضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابوجہل مردود اور شداد
ونمرود لعنۃ اللہ علیہم بہی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بہی عمرو کا بڑا بہائی سمجھو تو عرفا وہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتہہ عمرو موصوف
ہے زید بہی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہونگے سو یہ امر مانحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعاً ناجائز

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ بفکر غائر اگر دیکھو تو یہ گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو وہ لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہون کی طرح ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقطوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹون مین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب ملعونین مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ ما نحن فیہ مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا او آیۃ کریمہ انہ لیس من اھلك کو اپنے دل سراپا غل سے بہلادیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت ومعلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سقماء کے حقین خالق الحکماء نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب کو کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ وہ کتاب مذکور کے مولف اور ہم مشربان مولف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہ جائین اور آیندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنی جملہ اتباع کو

نے

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزہ قلم ہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتْرٍ وَخَرَّبَتْ
الْقُلُوْبُ ✦ لَوْ کَشَفْتَ الْوَجْہَ مَاذَا تَصْنَعُ ✦ خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کمینہ معائب کی ہر ہر عیب کو
جدا جدا کر کے اہل بصیرت کو دکہلا وے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاویگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہو جائیگا اس سبب سے مختصر رکہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کر لینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اور اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو اہل
غوایت سے بچاوے آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم غور ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے مستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوی دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور باور اسکے چند مواضع کے دوسرے بلاد وقصبات
روم وشام ہند وسندہ عرب وعجم کے علما وفضلا واولیا واصفیا جو مجوز مولد وقیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو وبکر وخالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینت کلام ونرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین ناوان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ
کیا معاملہ کیا جاوے زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑہجائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی ہے
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تم نے لکھین نہین ہین سو جناب بین
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکھدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہوکر بقید صفحہ و سطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ طیبہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کرکے خدمت سامی مین ارسال کرد یگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکھنے کا نہ تھا بلکہ قصد یہی تھا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی و فارسی و اردو مین لکھون اور
اون عقائد اور اعمال کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکھکر بلاد
قریبہ و بعیدہ عرب و عجم کے علمائے نامی و فضلائے گرامی کیخدمت بابرکت مین روانہ کرکے
فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از بہر خدا رعایت
کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق پر
ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم و توقیر ہین یا سزاوار توہین و تحقیر اور امور دنیوی اور شرعی مین
اونکے ساتھ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ رکہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکھکر شائع کے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کردون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکھدون پہر جب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کرکے بطریق اشتہار کے

چھپوا دون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد مین
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجھین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخان صاحب اصل قندھاری ثم اللکھنوی النخالصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرے اونکو فہمائش کی ہے ایسے ہی ایکبار تم بھی نرمی سے اونکو سمجھا دو اور کتب شرعیہ سے اونکی خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کر جاوے کہ وہ بھی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان اسپر بھی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط پس امتثالا لِلامر الآمرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکورہ سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکھنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تھوڑے ہی دنون مین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکھیے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکھاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچاوے ایسا نہو کہ اونکی مرض کو
اور زیادہ ترقی ہو جاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہو کر بخوف سرایت آن
باشخاص دیگر بفحوائے فرعن المجذوم کفرارك من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہم شربان اہل سنت
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکھدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو درصورت
ظہور اغوائے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگو نمین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغگو کو تا بخانہ پہونچاوے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مکائد پر اطلاع ہو جاویگی اب چند مکائد اونکی
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کر کے یہان ذکر کیے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہر چند کہ مکائد اونکے بیشمار ہین کوئی کہانتک اونکو لکھے اس کتاب سے
اکثر پر انشاء اللہ تعالے ناظرین غائرین مطلع ہو جاوینگے اونمین سے بعض مکائد اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین- کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو جامع خرافات متطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت کو نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیے کہ تا بکجا رسیدہ است اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کید دوم یہ کہ جامع خرافات متطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحاً و تعریضاً کلمات گستاخی نسبت اوس جناب معلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث کا مین عامل ہون تا کہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن وحدیث جانین اور اوسکی گستاخی پردہ اختفا مین ہو جاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم ہو چکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ شخص تو معلوم ہو چکا کہ عقل کا پورا ہے پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کر دیتا ہے کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اسکو جامع خرافات جائز کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا حال کچہہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلاً اور نقلاً اور اذکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا پتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کید چہارم یہ کہ جیسا کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تہے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص مع ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر یا

اصلا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہو اب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹھکانا ہے
جب آنکھہ بند کرکے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکھتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی گرفتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکھتے ہین اور انکے
ایمان کا ٹھکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پھنسجاوین لیکن عُلما اور عُقلا تو پہچان گئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مناسب
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تھا اور اوس سے کہہ رہا تھا کہ تیرا مقتدا زرتشت دعوی
پیغمبری مین جھوٹا تھا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کرکے لوگون مین
پہیلائی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے - اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان وہان
آکر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم هاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تھا جیسا کہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہوگئی کہو اب طاعن کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے جب آنکھہ بند کرکے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکھتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گھر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکھتے ہین
پھر وہ مسلمان اوسی بلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہو گیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کردی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکھہ دیتا اور ما نحن
فیہ کے جواب کی بھی یہان گنجایش نہین دیکھتا اپنی مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اف کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے پر اکتفا
کیا - کید پنجم یہ کہ ناظرین باتمکین پر ماسبق سے واضح ہو گیا اور مالحق سے اور بھی ظاہر ہو جائیگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہذا من کرہ شیئاً منع ذکرہٗ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے باین سبب دِلسے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بہی نہین کرسکتا کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بہیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت وجماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام تمام کردینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہے کہ جہلا کو تو یون سمجہا کر ٹالدیتا ہے کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری ہوتی ہے بہت کچہہ ہاتہہ پانون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سی شعبدہ بردی کار لاتا ہے اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ بعض ظرفا نے لکہا ہے کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضان مین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتہہ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت کرین قاضی نے بلاکر بہت کچہہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ[۱۵] روز ہین سو مجہکو پندرہ روز حیض رہتا ہے نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہے اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنی سے اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے اور وہ غصہ مین آکر مجہکو جان سے مار ڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین موکد ہے اسوجہہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹہے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجہسے کوئی چیز طلب کرتا ہے اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بہلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتہہ صحبت رکہنیکا حال جو میری شوہر نے آپسے بیان کیا سو وجہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کی حیثیت سے میرا بہائی ہوتا ہے شوہر میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجہتی ہون لہذا ہر مرد کے

مسائغہ صحبت رکھتے ہون فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
اعذار شرعیہ مین در بارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہین اور مضمون ع خوی بدرا
بہانہا بسیار + کو ظاہر کیا ہی اور لکہا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہین ہی بہلا علمای سنت وجماعت کب اس
شعبدہ باز کیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہین چنانچہ آگے
معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین
بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقًا جگہہ باقی نہین اگر جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچھہ فکر
کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے بآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے
اعذار واہیہ پیش کردیئے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہو سکتے ہین وسیجئ تفصیلہ انشاء اللہ تعالے
کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھہ تعبیر کرگیا ہی
اور کہین علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر
نقارہ انا خیر منہم کا بجا دیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین
عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکھتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر او غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک
پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال وبستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون
اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎
تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہرا اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکہا ہی کہ جو علما مولد
وقیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین
اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی وشیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی
وحقانی ہین اس سے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل تسنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی ونفسانی ہین اور
تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین کہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت مانحن فیہ
کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو
مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہی اونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ
وہ تمہاری سمجہہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سو تم عالم
ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی
اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر علیحدہ درکار ہی قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من فیوضہم و بر کا تہم اور اب جو بزرگان دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب گاگوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب و مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری اور خود تمہارے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور سوا ے انکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن او مجوز اس کار خیر کے موجود ہین سو یہہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹھہرے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سیدانام علیہ الصلواۃ والسلام و علمای اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابو رافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ تعالی او خدا لگ کید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہی تو دیکھتا ہی کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت سے اپنے ساتھ نہین ہی اس وجہ سے گھبراتا ہی اور چاہتا ہی کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے کہ کچھہ سہارا ملے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہی کہ جناب مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر مطلع ہونگے ضرور مافی الخرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے اور ہر طرحسے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بھی ہی تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف تو ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنہون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ بھلا کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہی نہین آنیکا اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پہ مطلع ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین ائے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف وآمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبدالحق صاحب مہاجر ومولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری
وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر بمضمون
مذکور طبع ہوچکی ہے اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہے ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید نہم
یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیادون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا
مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر
حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب انوار اور مولوی
احمد حسن صاحب پنجابی کے لکھے اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ خرافات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام
حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ
منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ عقائد باطلہ واعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ
خلاصہ مضمون خطِ مذکور ہے بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہوچکا شایع ہوا اسکی
تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بھی لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہے
جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چھپوایا اور شایع کیا
یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجھہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت
وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المریقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکھی اور جناب مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی کی نسبت لکھا کہ وہ نہ سمجھے نہ بوجھے رسالہ درباب امتناع کذب باری لکھنے کو بیٹھ گئے فقط اب سنیئے
کہ اوس تمہید مین جوان مکارون نے لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہے اسکے مقابلہ مین تو
احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین
آیا اور ان کیادون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہے الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان
صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکھا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین
کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ
خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چھپوایا ہے فی الحقیقت آپکا ہے یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو
براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب
بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا کرتا ہون چنانچہ وہ خط بہی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چہپوایا ہے مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے علم پر اعتماد کر کے مضمون مذکور لکہدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ واعمال کاسدہ مذکور ہین وہ سراسر میرے عقائد واعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد واعمال کا معتقد و عامل نہین ہون فقط صاحبان براہین کے پیر و مرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہی کہ اونکے پیر و مرشد اون عقائد واعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک اب رہا یہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھ کے مطابق لکہدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت خاکسار اپنی زبان سے کچھ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرنا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا کہے یا لکہے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو ناظرین دیعقل کی خدمت مین چند استفسار رکھتا ہے اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم وعقل تو دیہی دینگے وہ لوگ جو کہ فقط رتی عقل کی ہی رکھتے ہین جواب اون استفسارونکا دیسکتے ہین اب خاکسار ماسبق سے قطع نظر کر کے ایک روئداد بیان کرتا ہے بعد ازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے ممتاز فرماوین پہر جو صاحب عقل کہ از رہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل گردانیگا اور جانیگا کہ یہہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئداد یہ ہی کہ عمرو و بکر نے ملکر ایک کتاب چہپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہوا اور ذات بیعیب پروردگار عالم کی جناب اقدس مین عیب لکھتا ہوا اور اسلام مورد اعتراض بنتا ہو زید و خالد و حامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور مطابعان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین اور راہ راست پر آوین سو یہہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو و بکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر مسمے بہ ضامن کو لکھنا چاہیئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہی کہ عمرو و بکر اپنے مرشد کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھہ بھیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو و بکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط کا جواب عمرو و بکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو و بکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرفسے چڑہایا اور اوس حاشیہ مین بہت سے کلمات ناشایستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکہے اور اوسکو چھپواکر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا تو ضامن کو اوسنے لکہا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کر کے چھاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بہی اون عقاید کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بہیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکہا کاتب نے اپنے قیاس سے لکہدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط رو یداد تمام ہوئی اب وقت استفسار ہی اول یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق اس سے خبر ہی نہ کی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکے اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکہا ہوتا تو عمرو و بکر کو فہمائش کرنی تہی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکہا ہی اور بیجا لکہا ہے تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بہی جواب لکہدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو و بکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکہا ہوتا تو خود زید کے پاس زید کے خط کا جواب بایں مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجھہ ناقص ہی عمرو و بکر نے جو کچہہ اوس کتاب مین لکہا ہی سب حق لکہا ہی تم اب غور کر کے سمجہلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہوجاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکہو یا یون ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکہلاؤ در صورت اولی جو کچہہ مامور نے لکہا وہ آمر کا ہوا یا نہین اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھہ سے نہین لکہا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہہ قول کہ مین اون عقاید سے بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بہی اہل عقل ملحوظ فرماوین یہہ ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بہی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بہی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکہنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جنابعالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو و بکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دی و شیادی عمرو و بکر کی ہی ہی
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو و بکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ تمکو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہو جاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو و بکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکھا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بھی لکھدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہدیجئیگا اور لکھدیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکھا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکھا اور خود اونکے عقاید سے بھی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکھدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو و بکر نے چھپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکھا کہ عمرو و بکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو و بکر کو ہی بانیان فساد سمجھین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچھہ قصور نہ تھا وہ دوسرے شخص کا فتور تھا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکھا ہی لہذا یہان مختصر لکھا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکھا ہی عجب نہین کہ اونکے اساتذہ و تلامذہ مین سے کوئی مستعد ہو کر اس گستاخی کا مزہ چکھاوے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکھا کہ جملہ علمای عرب و کافہ فضلای عجم مولد و قیام کے مجوز و مستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دل مین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہو جاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بھی لایعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچھہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہ بھی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ہین کہ کیا لکھہ گیا مفاد
اوسکا یہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جا دے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
و طعن سب و شتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکھہ گیا فاسق بھی کہہ گیا مشرک بھی ثابت کر گیا جاہل بھی بول گیا
اسکی سزا کچھہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاءاللہ تعالے
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عموما دشنام سے یاد نہ کیا ہو اور نافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہی اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمائی اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تہمت خالق انام ذو الجلال والاکرام بہی
بہت کچہہ موجود ہی پہر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوئی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی ؎ ز جاہل نیاید جز افعال بد + وز و نشنود
کس جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام و درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کہ فی زماننا وہ دو چار شخص ہین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکھی اور مانعین کے ساتھ عداوت
رکھنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیائی
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی ولیًالی فقد
آذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجھایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچھی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کر کے اونکو ہدی کر دیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسق اطہار و مکفر اخیار و مجہل اخبار و مغفل ابرار و محقر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکھتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکہا ہی اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کر لینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہی کہ ؎ چو باسفلہ گوئی بہ لطف وخوشی + فزون گردش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کر کے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر وغرور افزون
ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب الانوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام
دشنام رکھا اور یہہ بھی سبب ہی کہ صاحب الانوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہی کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ فاسد ہی اور یہ سخن
نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہی اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہی تمہارے اس قول سی تفسیق
ابرار ہوگی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا
اور خود جو تمام علمای عرب وعجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکھہ گیا اور فاسق ومشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل اخبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہی کہ کوئی
نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ اے کمبخت تھوہی مسجد اور یہہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تھوکتا ہی اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہی اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تھو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مغطوعرا اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہی اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب وشتم نام رکھے گئے اور لعن وطعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہی مجکو خوف اسکا ہی کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم وبرہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد واعمال جملہ علمای سنت وجماعت ساکنان عرب وقاطنان عجم کے عقاید واعمال کے
مخالف ہوتی ہی سب متنفر ہو جاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بہائی تو گھر مین اپنے خاموش بیٹہارہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہی اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہی ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت وجماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہی جب دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہی کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکھا ہی آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت وجماعت چہار طرف سے متوجہ
ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑادین لہذا مصلحت یہی ہے

پور

ـه زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہہ ہی کہ اس شخص نے اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بہی باغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنے ساتھہ ہدف سہام ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہا تہا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تہے صاف اسکے دام فریب سے نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تہا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہو یہہ معاملہ برعکس کیسے ہوگیا اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھہ منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گہر کو ساتھہ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا راگ انا خیرٌ گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بہی تو آخر حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بہی ہین فاضل بہی ہین عامل بہی ہین سوا اسکے کسی نے اونمین سے یہ راہ پُر خطر آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے کدورت نہ آئیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکو نامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بہی اس شخص کو صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکہا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھہ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کہڑے ہوگئے حمیت اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجہہ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبیہ کر باین خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف التفات بہی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کید چہاردہم

یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کر دئے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکہہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مجروحہ لائق اعتماد کے نہین ہوسکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پر مستعد ہوا ہے العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئے کہ دیکہو یہ علمائی ربانیین عرب و عجم ما نحن فیہ کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑ ہانکتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہین ہے عاجز ہوکر یہہ کہدیتا ہی کہ فلان عالم کا یہ قول ہی اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہو جاتا ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا پھر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہی انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہی کہ اس مجہل اخبار اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہی کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی وفضلائی حقانی ہین کہ اونکا ادنی شاگرد اسکو چالیس برس پڑہا سکتا ہی اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کھل سکیگی او فرض کیا اگر اون قائلین مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہی سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی لایق غور ہے اور مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہی سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہی اور اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کر دکھایا ہی اسکا حال بعون اللہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور کوئی عالم علمائے محققین اہل تسنن مین سے اسکے ہمزبان نہین ہی مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا اور جنکو یہ شخص اپنا ہم مشرب سمجھا ہی جانتا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا ہم مشرب تصور کیا ہوگا او جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدود ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین انتہی چہ جای آنکہ ما نحن فیہ کے مجوز اکثر علما، واتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گہر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا، ہو سکتے ہین یہان ایک حکایت مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور دوسرا تارک الصلواۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پی رہا ہی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑہتے ہین رفیق نے جواب دیا کہ ابتداء آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہی مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے نماز رکھا ہی اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کر سکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہی قرآن شریف مین بمواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہی آپنے نہین پڑہا رفیق نے کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک پہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ آپ نے شاید وہ نہین دیکھی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہی اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۂ شریفہ مین ارشاد ہوا ہی اقامت بمعنے راست کردن ہی عرب بولا کرتے ہین اَقامَ العودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گھر کے کام مین لانیکے لایق ہو جاوے اس آیۂ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہی اور تدبیر منازل ایک قسم ہی اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہی جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹھا بیٹھی کے سمجھے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے یہان اوسی عبادت کے لکھے ہین جو مشتمل ہی رکوع و سجود قیام و قعود پر رفیق نے کہا کہ آپ زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نص سے اپنا مدعا ثابت کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہو سکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۃ پڑھی حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۃ سے تو ہمارا مدعای مذکور ثابت ہوتا ہی نہ آپکا مقصود و مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ جب لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جا سکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہی اوسکی تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہی کہ اوسکے واسطے خوف ہوتا ہی کہ کوئی اوٹھا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہی کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین ولہذا اونکی خرید اور فروخت جاری ہی بخلاف تمہارے اس اوٹھا بیٹھی کے کہ اوسکو کوئی اوٹھا نہین لیجا سکتا اور نہ اوسکو لیجا کر کوئی کہین فروخت کر سکتا ہی اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ یہان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لانسلم کی سپر آگے کردی واقعی لانسلم کی وہ سپر ہی کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ و شمشیر سے نہین کٹتی ہے اور نہ ٹوٹتی ہی اسکے توڑنے کیواسطے تو وہی ڈنڈا ہی جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان مین نظم فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نہ توان گرفتن از جہان بے روی سخت + آتش آوردن برون از سنگ کارِ آہن ست + مولوی صاحب کی صفیر اوس خر کی زفیر سے پست رہگئی

باآخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے
قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت
ہین تارک الصلوۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے
لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول
اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان
اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو عین دلیل ترے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور
ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کردیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول
وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوۃ نے
نص اقیموا الصلوۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوۃ بمعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا
مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی
اس جامع خرافات مقطوعہ تارک الصلوۃ بمعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیلہ نص سے
اثبات کو پہونچایا ہی اور صاحب انوار کو بہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوۃ کو اور
آفرین ہی اس تارک الصلوۃ کو العیاذ باللہ تعالی من شرور افواہما

مکید پانزدہم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای بالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ
لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھنے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے
صحیح پڑہ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ
کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف
ہوجاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا
اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑھایا اور سمجھایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے
یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین
ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہی وہ غلطی خود بزبان
حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہ
غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری
قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

عقوب سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند تحقیق کرکے معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر قرار پایا یہ چند جہلانہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جانتے ہین عالم ہونیکا دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہاتین بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تھا کہ اغلاط لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کرکے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑھاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای دہلی کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن بنا لیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بھینس کے آگے بین نہ بجا بزکے روبرو شافیہ نہ پڑہ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو سمجھا ہر شخص کی تعلیم اوسیکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسیکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولہم پر نظر رکھہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکھین کہ زبان غیر معتاد مین گفتگو بتصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وہا انا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفا حرفا بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال** جامع البراہین القاطعۃ صہ۲ سہ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمختار مین ہے - ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا یہ گویا پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس سیزدہم صدی کے بتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالی کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکہے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہانی شروع کی دیکہئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بناء تالیف براہین قاطعہ رد بدعت ومحدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از مبحث بحث کرکے کیون خطرہ عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا - **دوسری خطا** جامع براہین نے خارج از مبحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالی کا ثبوت دیا جسپر بچے مکتبو نمین کریما پڑہنے والے بہی قہقہہ مارتے ہین اور یہ کہتے ہین ؎ دروغ آدمی را کند بیوقار + دروغ آدمی را کند شرمسار + ؎ زنا راستی نیست کارے بتر + کزو گم شود نام نیک اے پسر + تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الا عبادک

المخلصین کی لکہا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ھذا الاستثناء ان لا یصیر کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ انتھی الخ پس چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا تعالیٰ کے حق مین اسکا جواز ماننا اہل ایمان کا کام نہین ہے - اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالیٰ سے کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا - ع توبہ توبہ ہزار بار توبہ ٭ اس قول سے لاکہہ بار توبہ ٭ اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو فرع خلف وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود و کرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالےٰ مین موجود ہین سب اوسکو جواد و کریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باری کا ممکن الوقوع ہونا ثابت کر دیا اور جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جھوٹا اور کذاب کہدے تو یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہو جائین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرھون اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص یعنی کافر ہو جاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالیٰ کو ساتھہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جھوٹ بہت نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالیٰ عز اسمہ کو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبہٹیکا یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی داڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹھے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف چلا آتا ہے اب سمجہہ دار آدمی سمجہہ گئی کہ بیشک اسکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون و چرا نگرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہو کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیاً و اثباتاً کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب انوار نے اوسکو بہت ابسط سی لکہا تہا آپ اوس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۶۰ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ اور سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی بہ تحریر خلاف ہو انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہو نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہو اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سی خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ و منافی جمیع ارباب عقول ہی چنانچہ عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہو کہ کذب باری محال ہی تو اوسمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علماء نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے تمنے کیون مجادلہ کیا دیدہ و دانستہ ناحق زبان زوری کرنے دین و دیانت کی خلاف ہی بلکہ حرام ہے در مختار مین ہو کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ کرنیوالا لوگون مین از روے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے ولا تکن للخائنین خصیما اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ و خواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ کچہہ نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کر دینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے کہ اعتقاد کچہہ ہو اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہو اسلئے کہ جو چیزین مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی خلاف تہی اوسمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ و سماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین و انوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہو اوسکو رد نہین کیا۔ **چوتہی خطا** یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اللہ اکبر علماء مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا کو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایسا کہے تو اوسکی دشمنی سے
خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہین
ایک یزدان دوسرا اہرمن پس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا۔
پانچوین خطا یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتھہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ
کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اوسمین ابھی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے
بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے
غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکھا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون **چھٹی خطا**۔ یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک
مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا بامید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین
اوسمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پھر کیا ضرور کہ
ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹھہرین
اور پھر خدا تعالےٰ بقاعدہ امکان کذب جنت مین نداخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے
نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے۔ **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید
کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہی تعجب ہوا کرے
دیکھو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آئی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء
علیہم السلام سے کفار مسخراپن کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے
باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر
عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت ویسخرون واذا ذکروا لا یذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہی
اے محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا یہ حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے
نہین سنتے اور نہین مانتے اسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خداتعالی نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الحاصل تعجب کیلئے امر جدید ہونا شرط نہین جو شے مقتضائے
عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بناء علیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل
سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹھوین خطا** آپ لکھتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول**
اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۸۵ سطر ۵ مین لکھتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ
مین بہی نہین انتہی یہ تماشا دیکھئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنی منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدماء کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب پر طعن و تعجب کرنا طعن مشائخ سابقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بد اعتقادی و بد اعمالی غیر مقلدین کی بیان مین اور اونپر طعن کرنے کے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقاید باطلہ مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدائے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدۂ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو دو بیان کئے ہین وجود مانع کے بیان نہ کرنیسے واضح ہی راجع اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین وہی مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہی اس سے واضح ہی کہ اس محل مین صرف عناد اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن و سرزنش کرتے ہین اور لاعلمی بتاتے ہین کما لایخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکہدیا نام قدماء کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا **نوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد محتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹہگیا دعوی آپنے امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے رد محتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدائیتعالی کے چنانچہ پوری عبارت رد المحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف و المقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل کرما وجودا وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہاہے اوراس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرانیہ سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیاہے اس عبارت مین پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے نزدیک ثابت ہے اوریہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتا ہے نہ اختلاف چنانچہ درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتھی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کو بہی اختلاف کہدیتے ہین اوراس محل مین جو جامع براہین خلف وعید مین قدما کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتا ہے اور اسکی اثبات مین عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ ان کو مفید وہکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے اوراسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید پر ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصله ان مادل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فهو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرة لهم وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحة المصرحة بانه لابد من تعذیب طائفة منهم وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیه ان ماثبت بالنصوص الصریحة لایجوز عدمه شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انه لابد من نفوذ الوعید فی طائفة من العصاة واذا کان کذلك یکون الدعاء به مثل قولنا اللهم لاتوجب علینا الصوم والصلوة وایضا یلزم منه جواز الدعاء بالمغفرة لمن مات کافراً ایضا الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلك اظهار الفرط الشفقة علی اخوانه بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء لاعداء الله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم واظهار التضجر من الطاعة فیکون

عاصیاً بذلک لا کافراً علی ما اختارہ فی البحر و قال انہ الحق و تبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً و علیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید و قد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً و لا شرعاً لتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے بیان کیا تھا وہ بھی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً و شرعاً حق کافرین ثابت ہے جس سے مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود و کرم ہونے کے سبب باطل ہر اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بھی ہے وہان اسوجہہ کی پائی جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہر بس جود و کرم کو دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بھی باطل ہوا بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاری فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ السمعیۃ علی امتناع خلف الوعید ثم رایت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین فی النار و الکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عندھم الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع و عندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب مجمع البحار فی تکملتہ تحت لفظ وعد و فی وعدہ لہ عقاباً فھو بالخیار ھذہ مسئلۃ مختلفۃ فیھا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار و یوجب الخلف و منع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیۃ علی الخیالی لعل مراد ذلک بقولھم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحالہ و مقتضی کرمہ ان یتبنی اخبارہ علی المشیئۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیئۃ و ان لم یصرح بھا زجراً للعاصین و منعاً لھم فلا یلزم الکذب و التبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیا لان جواز التخلف فیہ لوم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیئۃ انتہی اور امام رازی تفسیر مین تحت و من یقتل مؤمنا متعمدا کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید بیان کیا تہا فرماتے ہین و اما الوجہ الثانی من الوجھین الذین اختارھما فھو فی غایۃ

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتھیٰ۔ اس سے بھی واضح ہے کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہے اس سے جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطاء عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلئے کہ تمام عقلاء نے اتفاق کیا ہے کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بھی خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بھی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار وتفسیر کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف ومرجوح وبلا دلیل ہے اور امام رازی باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر ونہایت فساد وخطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا مسئلہ جدید ہونا بھی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدائیتعالیٰ مسلمان کو بچاوے اور خلف وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی وعقلی پر نہین ہے اونکے قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالیٰ کے بھی قائل ہین تو یہ سراسر غلط وافتراء اونپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم ومعلوم ہے کتب سے چنانچہ ابہی قول امام رازی رح سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ بار تیعالیٰ عن الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ عقلاء مین سے کوئی بھی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جایز نہین ہی اور عبارت آیتہ سے
بھی یہ واضح ہی اور اگروہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالے باطل نہین ہی بلکہ جائز ہی اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینہ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہی اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات واحادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہی قرینہ اس تقدیر کا ہوسکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہی نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشاء ہی اگرچہ صورتین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہی پوری عبارت
اونکی یہہ ہی حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن وکافر ومومن دو قسم است مطیع و
عاصی وعاصی نیز دو قسم بود تائب وغیر تائب وکافر مخلد است در نار اجماعًا ومطیع وتائب مخلد اند در جنت
باتفاق وعاصی وغیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند وبدوزخ
فرستد وبازش اخراج کند وبہشتش درآرد واگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت وبے سابقہ
عذاب بہشتش فرستد یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء این بود واحادیث در باب عفو
ومغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم ونزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالی بندہ را در حضرتش استادہ کند واورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست وبر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند وسیئاتش از اغیار مستور ماند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم وامروز آمرزیدم دیگر در بہشت در آی تا ابد جای تو
آنست واین ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را درینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد وچرا یکی را بخشد
ودیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود ودر وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدۂ
انعام واحسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا واگر بتہدید عذاب بترساند بوجود نیارد
وبعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ ووعید قطعا نرود والا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذلک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضا اکرم دراخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ لتصریح بدان نکرده باشد و

خبر وعده حتما مقتضیا باشد و آیات واحادیث کہ درانجا لتصریح بمشیت و وقوع یافته است نیز قرینہ آن

تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا لفعل یا مراد بدان انشاء وعید

نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ قائلین خلف وعید امکان کذب باری تعالی کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ امکان کذب باری تعالی کے قائل وملتزم ہین سراسر اونپر افترا ہے اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی نہین کرسکتا ہے پس خلاف ہونے سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع براہین کا ہے ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل وفہم خدای تعالی کے حق مین امکان کذب کا گمان کرسکتا ہے آیت ومن اصدق من اللہ قیلا سے خدای تعالی کیواسطے صفت صادق وسچی ہونیکی ثابت ہے اور بمقتضای عقاید اہل اسلام واہل فہم سے صفات الذات والافعال طرا قدیمات مصونات الزوال ÷ تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالی کے قدیم ہین اور عدم وزوال اونکا محال ہے چنانچہ قضیہ مقبولہ ہے ماثبت قدمہ امتنع عدمہ پس زوال صدق خدای تعالی کا لسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقا ووجود اوسکا واجب وضروری ہوا اور کذب صدق کی ضد ہے اور ثبوت ووجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع وزوال دوسری ضد کو لان اجتماع النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہے مثلاً رفع حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال ورفع حیوان کا انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالی مین تو صدق باریتعالی کا ضروری نہونا لازم آویگا اور صدق کے زوال ورفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال ورفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا وہذا خلف اور یہ استحالہ امکان وجود کذب باریتعالی سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہے پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال ورفع جایز وممکن ہوا تو صفت صدق خدا یتعالی کی قدیمی نہوئی اور صدق کا قیام بالفعل خدا یتعالی کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار اپنا نکے ساتھ خدای تعالی کے اور ساتھ آیات اوسکی کے کاونین سے آیت من صدق بھی ہی مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا ساتھ خدای تعالی کے لازم آوے گا دہو تعالی عن ذالک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہے

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو ومشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ ظلما ہین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری ممکن وتحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا تعالی اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً وابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً وابداً متصف ہی چنانچہ خدائے تعالی قبل خلق واحداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتی وہ محیی ہی حقیقۃً بسبب ثبوت قدرتکے ان امور پر قال علی القاری فے شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی وابن الہمام رح کما کان اللہ تعالی بصفاتہ ازلیا کذلک لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیۃ ولا مخلوق کما ان محیی الموتی استحق ہذا الاسم قبل احیائہم کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شئ قدیر انتہی فقولہ ذلک بانہ علی کل شئ قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق اسم الخالق قبل المخلوق فافادان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالی علی الخلق واسم الخالق ازلی ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ الخلق فی الازل وہذا مایقولہ الاشاعرہ انتہی وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ تعالی متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسی ای والحال انہ لم یکن تکلم موسی بل ولا خلق اصل موسی وعیسی و قد کان اللہ تعالی خالقاً قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقنا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی ان ہذا النعت فیہ تحقق لا مجاز الی ان قال وایضاً فرق واضح دبون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ الا انہ یوخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنیۃ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی مختصراً اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالی ازلاً وابداً متصف ہی حقیقتہً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً وابداً حقیقتہً اوس کذب کے ساتھ خدائے تعالی متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالی کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدا یتعالی کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل ونقل کے ہی پس امکان کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل وفہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی تعالی مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آئندہ مین خدای تعالی چاہے تو آسکتی ہی کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالی کیواسطے کوئی صفت منتظرہ وحالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے کو آجاویگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالیٰ کیواسطے ہونا جایز و ممکن نہین ہی کتب حکمت تو اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہی کہ کوئی حالت و صفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالےٰ کیواسطے نہین ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ والمعنی انہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولا حالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ صالحا للامر فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع ما لہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لو لم یکن ذاتہ کافیۃ فی حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ہنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وہو حمید بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ او لم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لا یزال فی نعوتہ الفعلیۃ منزہا عن الزوال فی صفاتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولا یلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہیٰ

پس معلوم ہوگیا کہ یہہ ممکن نہین ہی کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالیٰ مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین بہ نسبت باری تعالیٰ کے جایز نہین جانتی ہی اسلیے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہی اور باری تعالیٰ محل حادث نہین ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم ما لا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور دوسرے معنے اونہون نے یہہ لکھے ہین المحال والمستحیل ما یقتضی ذاتہ عدمہ انتہی اور اول سے ہے خدای تعالیٰ کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی و ابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول نکریگا اور نہ کیا ہی اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کے بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے انکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالیٰ محال ہی اور اسپر اہل سنت و معتزلہ و روافض وغیرہم بلکہ منکرین اسلام حکمائی عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ کے رقم فرماتے ہین صفحہ ۲۱۴ مین یعنے ہرگز خلاف نخواہد کرد

خدای تعالیٰ این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نمی یابد الی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین درباب عقاید
متعلق جناب باری عزاسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول مما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عزوجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمین تینتیس چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہیں صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۷ مین تحت قولہ
تعالی ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکھا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وہو علی اللہ تعالی محال **الخامس** مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین
لکھا ہے وہو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیٔ بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی
تفسیر مین لکھتے ہین المعنی وعد اللہ واقع لا محالۃ لانہ تعالی منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین
یہ رقم فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت وجماعت
ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع ادلہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلہم
وہو انہ تعالی عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب انما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالی غیر محتاج الی شیٔ اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بہذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فہو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فبقی ضارا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بہذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما انتفی [الخ] **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ

(حاشیہ:) انہ کان امتناع الکذب حاصلا لا محالۃ فثبت انہ لا بد من القطع بکونہ تعالی صادقا

عن الکذب انتهی **العاعشر** تفسیر ابی سعود مین تحت آیت من اصدق کی ہی انکاری لان یکون احد اصدق منه تعالیٰ فی وعده وسائر اخباره وبیان لاستحالته کیف لا والکذب محال علیه سبحانه دون غیره انتهی **الحادی عشر** خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین کذب کی نسبت لکہا ہی **منتف بالاجماع** یعنے اجماع ہی ماتریدیہ اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری مین منتفی ہی اور اسیطرح مسلم رکہا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے فلو لم یقع لزم الکذب فی کلامه تعالیٰ وهو باطل بالاجماع **الثانی عشر** علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف مین جو کہ موضوع ہی واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالیٰ مین لکہتے ہین یمتنع علیه الکذب اتفاقا اور مسلم رکہا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بہی اور تائید کی اوسکی **الثالث عشر** حاشیہ باجوری علیٰ مقدمہ سنوسیہ مین تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برهان وجوب صدقهم فلانهم لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبره تعالیٰ لتصدیقه لهم بالمعجزة النازلة بمنزلة قوله تعالیٰ صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہی یہ عبارت اما برهان وجوب صدقهم ای فی دعوی الرسالة وفی ما بلغوه عن الله تعالیٰ لان هذا البرهان انما یدل علیٰ ذلک کما مر وقوله فلانهم الخ تقریره ان نقول لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبره تعالیٰ لکن الکذب فی خبره تعالیٰ محال فما ادی الیه وهو عدم صدقهم محال ایضا واذا استحال عدم صدقهم ثبت صدقهم وهو المطلوب انتهی **الرابع عشر** مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام مین ہی لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلة الاحسان بالاساءة مما اتفق علیه العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ مین خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہین العقلاء اه لک ان تقول ان اتفاقهم علیٰ ذلک یجوز ان یکون لانهما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقه تعالیٰ انتهی **الخامس عشر** مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم مین ہے والمعتزلة (قالوا ثانیا انه لولاه) ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منه تعالیٰ عقلا اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیه فلا یمتنع اظهار المعجزة علی ید الکاذب ولو اکتفی به لکفی فیسد باب النبوت وهو مفتوح والجواب انه المذکور نقص فیجب تنزیه تعالیٰ عنه کیف وقد مر انه لا نزاع فیه فانه عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جوانہ ہی اوسکا مرجع کذب ہی جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہی چنانچہ قول ملا نظام سے بہی یہی واضح ہے جواب مذکور ہوتا ہی **السادس عشر** قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت مین وہ یہ ہے قوله والجواب انه ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیه انه عقلیة انتهی

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہی کہ کذب باری محال ہی اور یہہ نقص ہی اور اسمین کسی کا
نزاع نہین ہی باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی
عبارت سنئے تفسیر کشاف مین تحت آیت من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب
وذلک ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ ووجہ قبحہ الذی ھو کونہ کذبا و
اخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ فمن کذب لم یکذب الا لانہ محتاج الی ان یکذب لیجر منفعۃ
او یدفع مضرۃ او ھو اغنی عنہ الا انہ یجھل غناہ او ھو جاھل لقبحہ او ھو سفیہ لا یفرق بین الصدق
والکذب فی اخبارہ ولا یبالی بایتھما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیہ الحاجات العالم بکل معلوم منزھا عنہ کما ھو منزہ عن سائر القبائح
الثامن عشر علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر
عقاید مین ہے من صفاتہ الثبوتیہ کونہ صادقا والصدق ھو الاخبار المطابق والکذب ھو الاخبار الغیر
المطابق لانہ لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وھو باطل لان الکذب نقص والباری منزہ عن النقص انتہی
ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است
وکذب و دروغ مطلقا بر و روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است و او از قبائح منزہ است و دروغ
مصلحت آمیز کہ ما را روا است باعتبار ارتکاب امر قبیحی است و این از عجز ماست کہ قادر نیستم کہ مفسدہ کلام
راست را دفع کنیم و خدا العجز موصوف نمیشود و ایضا اجماع مسلمین و ارباب عقول است بر آنکہ حق تعالی
صادق است در جمیع افعال و اقوال وکتب الہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی
التاسع عشر قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ ای
موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ یعنی ان صفات
اللہ واسمائہ کلھا ازلیۃ لا بدایۃ لھا وابدیۃ لا نھایۃ لھا لم یتجدد لہ تعالی صفۃ من صفاتہ
والاسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ فلو حدث لہ
صفۃ او زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلک الصفۃ وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن
مقام الکمال وھو فی حقہ سبحانہ من المحال فصفاتہ تعالی کلھا ازلیۃ ابدیۃ وھھنا سوال
مشھور وھو انہ قد ورد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ الماضی کثیر نحو قولہ تعالی انا ارسلنا
نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب
علیہ محال ولہ جواب مسطور وھو ان اخبارہ تعالی لا یتصف ازلا بالماضی والحال والاستقبال

لعدم الزمان وانما يتصف بذلك فيما لا يزال بحسب التعلقات فيقال قام بذات الله تعالى اخبار عن
ارسال نوح مطلقاً وذلك الاخبار موجود ازلاً باق ابداً فقبل الارسال كانت العبارة الدالة عليه
عليه انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغير في لفظ الخبر لا في الاخبار القائم بالذات و
هذا كما نقول في علمه تعالى انه قائم بذاته سبحانه ازلا العلم بان نوحاً مرسل هذا العلم باق
ابداً فقبل وجوده علم انه سيوجد وبعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسل والتغير في العلم الا في المعلوم ۱۲ (اى تعلق العلم ۱۲) تم

اس عبارت کے نقل سے اس محل مین فقط ہماری غرض یہ ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ کذب باری محال ہی وہ فقط
والکذب علیہ محال سے حاصل ہی باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالی کا قدیم
ہونا بھی معلوم ہو گیا اقوال آیندہ کیواسطے کار آمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا
کہ کذب باری تعالی محال ہی اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ
وغیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہی تو امکان کذب مین اختلاف قدماء علماء کا
بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہین ہی لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہی **دسوین خطا**
یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئی
تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب من اللہ ببعید
مگر یہ مضمون نا مقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان
سے سہو و نسیان ہوتا ہی شاید کسینے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم
کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش
نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا گذرا اور عنقریب آتا ہی **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع
براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے
ہین باوجودیکہ نور الانوار مین بھی جسکو ادنی طالب العلم پڑھتا ہی موجود ہی صفحہ ۸۵ مین تعامل الناس ملحق بالاجماع
انتہی اور شامی مین ہی کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہ رض کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب
تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ مین ہے
(مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا ہی ایک داب ہی کہ علماء نے یون کہا ہی
یون کیا ہی سو جواب چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے
اگرچہ صد ہزار ہوون) اور صفحہ دوسو بہتر مین ہی (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود وہیئت مروجہ کا ہی نہین محض قول علما، اور تعامل اونکا پیش کر دینا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال انجامع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علما کی کچھ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علما بھی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین) اور اسی صفحہ مین کہا (ایک وہ عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک وہی عالم منظفر ومنصور وعند اللہ مقبول ہووینگی) اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب وسنت کے کہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بھی لکھدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون علما فتوے دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی وملا علی قاری وسخاوی وغیرہم کئی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر وتمام دنیا کے علما کے اتفاق کو مردود جامع براہین فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم وفہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کرکے نص مذکور پیش کرکے امکان کذب باری کا انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال وزعم کر لیا ہی کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا انکار کرتے ہین علی الحق ومنصور ومظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری مخالف نص ہی تب بھی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص وعیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل ومخالف بھی ہووے تب بھی معتبر ہو جاوے اور اوسپر طعن لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بھی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھہ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہی کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہی اس سے یہ لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہی تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہی کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہی ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہی کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا ٹھہر کر تعامل و استحسان علماء لاکھون
و کروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالی کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کر کے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہی عقلاء
مین سے سوائے دو چار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والون پر طعن کرین اور بااین ہمہ ادعاء
ایمان ہی خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہی لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ معاذ اللہ ہم کہتے
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالی مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہی اور حال آنکہ خدای تعالے کی
ذات قدیم ہی محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹھہر چکا ہے کہ لایقوم بذاتہ حادث اور اوپر
کچھہ بیان اسکا گذر بھی چکا ہی شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مومن کو ضرور
ہے کہ کہے امنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھہ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہی جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہی وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ و صفاتہ قدیمہ ہین اور ثابت ہو لیا ہی کہ جس چیز کا قدم ثابت ہی اوسکا عدم محال ہی بناء علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہی پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرنا ہی جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ھو باسمائہ

پھر کہان رہا اناللہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر علم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین از انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہی فعلی کونہا قدیمۃ نزاع ثم مذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہی کہ کل اسماء وصفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ واشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ڈالا ہے اسلئے کہ حنفی علماء عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکھا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہی کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ مے پہلے انکے حق مین یہ لکھا ہی ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی بہرصورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑکر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکھتا سوا اسکے کہ از روئے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجئے اور تماشا یہ کہ سب کچھہ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہی **اقول** اس عبارت واستدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکھی ہی کہ لانہ لا یعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھئے اسمین اشاعرہ انکار کر گئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود وکرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو یہ نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین کہتا ہی معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہی کہ وہ اسکو جھوٹ نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہو چکا ہی کہ کذب و جھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیکر رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہہ خوش فہمی جامع براہین کی ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہی **سولھوین خطا** آپ نے رد محتار کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف تھی اوسکو نقل نہ کیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل کردی ہے پھر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ صرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصتہ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین ہے اور صاف لکھدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہی اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالی کا محال ہی کیونکہ اوس نے خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہی کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھہ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہی نہ اللہ تعالی کا انتہی مضمون رد المحتار دیکھئے اسمین صاف ثابت ہی کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہی پس جب کہ جامع براہین اپنے نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تہا اور عبارت مین لکھا ہوا ہی کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہی جیساکہ ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہی پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب انوار مذہب محققین کے موافق مذہب مقابل پر طعن کرتا ہی اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھہ عیب کی بات نہین ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہی تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہی اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم و قریب کفر و طعن شریعت و قرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھہ مین آتی غیظ و غضب آدمی کی دیدۂ حق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہی کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر بنیان گفتہ اندکہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بدکرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر شاہد درحق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد خواہ بد زیراکہ لطف وکرم او تعالی راہای بسیار دارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید و خلف در وعید ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید ایشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود پس درحق ایشان خلف در وعید بترجیح نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است ودرحق او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم فاشاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبد العزیز صاحب کوبھی وہی کہدین جوصاحب انوار کوکہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پراوپر معلوم ہوچکا ہی اونکوبھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف اللہ عہدہ لکہا ہی فیہ دلیل علی ان التخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف مین تحت قولہ تعالے ذالک جزینٰہم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہی انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا **خامساً** بیضاوی مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً** تفسیر کبیر مین تحت آیت ومایبدل القول لدی کی لکہا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ **سابعاً** تفسیر جمل مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار ومجازاۃ العُصاۃ علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرمایا ہی ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء اس سے معلوم ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جوگنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچہہ بھی عذاب ندیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گناہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تھا کہ فلان فلان ومی جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالی نے وعید عذاب اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا نہ دیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا جدا ہمکو نہین بتائے ہین معین کرکے پس یہہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے مقرر کیا ہوتا کہ مثلاً زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پھر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملاً فرمایا ہی تو یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید وسزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالی کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین جاویگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت وارادہ الٰہی کے ہرگز نہین ہوسکتا ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات الٰہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالی نے اونکے عفو کو نہ چاہا ہووے کہ وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر [ص ۱۱۱] جلد دوم مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھ عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالی نے عفو کو ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت وارادہ ازلیہ واقع ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام الٰہی مین کذب نہین دخل ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالی سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین یہی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بھی معاف ہوگیا اور کذب بھی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک ناجائز تھا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کر دیا کیونکہ ظاہر نظر وںمین ایساہی نظر آتا ہی گو در حقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کر چکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیتہ وان لم
یصرح بذالک فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالی نے جہوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکہیے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا
اور حق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃً لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کر دے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین
آسکتا ہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علما نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا
تو اونکے جواب دوسرے علما مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجہا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکھا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دہبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور ہی کسی پر طعن کرنا مد نظر نہین ہی اگر امر حق بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین شراتر خائی کرتا ہی تمام بلاد کے علماء و لاکہون و کروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علماء کی عمل و اعیان علماء و صوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو طعن زعم کرتا ہی برین فہم و دانش بباید گریست **اونیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر خود سمجھہ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے قائل ہین مہر کر دی اور طعن کرنیوالونمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھہ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاؤ کہ ہمنے اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی کہ یہہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہہ اعتراض ہی نو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرونمین بھری ہوئی تہین بیان کر کے آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہے نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی انی بریئ مما یعملون انتہی دیکھیے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ برآن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے
اور صاحب الانوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے
بھری ہوئی نکلے گی لا علم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھُنے الفاظ
سینۂ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ ﷲ لوگ اونکو صوفی اور عالم لکھتے ہین مقتضائے عالمیت کا
یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کرکے نصیحت کرتے غیظ و غضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور مقتضائے فقر و تصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر
لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ بر نجد تنک آب است
ہنوز * اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا *
دل دشمنان ہم نکردند تنگ * اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ وفا کنیم و
ملامت کشیم و خوش باشیم * کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن * بنا ؤ علیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے
کچھہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کرکے محض نصیحت فرمادیتے قال السعدی
؎ اگر من ناجوان مردم بکردار * تو بر من چون جوان مردان گذر کن * اور فرماتے ہین
؎ بدی را بدی سہل باشد جزا * اگر مردی احسن الی من اساء * لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ
بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین
ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی
کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہین کہ مشہور عام
یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض
والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف
لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی
کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی
کرلین کہ ہان صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین
کاذبہ اور سب و شتم و فضول و لغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعای مقبولیت کرکے
اوسکو سعی تمام سے چھپواکر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہوگئے اور کیونکر نہو نے مرید کو جو کچھہ حاصل ہوتا
ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

ہو میرے مرشد مین گھر سے کیا لایا + ہی یہہ سب کچہہ حضور کی مایا + اور اگر یہہ مضامین مریدہی کی ہوتی تو ہدایت فرما کر کتاب سے نکلواتے سبکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پھیرتا تو خود اوسکو نہ چھپواتے ذمہ وار وطرفدار نہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہر گز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہو گیا ہو راز کتنا ہی چھپایا ہائے افشا ہو گیا + اب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لا علم جاہل وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بہی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت ردمحتار در باب خلف وعید نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین صہ ۷ سطر ۸ مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکھتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر ردمحتار پر نظر ہی انتہی اور صہ ۱۳ سطر ۵ مین لکھا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور صہ ۲ سطر ۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر از روی عناد کیسی ہی الفاظ سے لکھا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذاردی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بھائی ہوئے اور صہ ۵۱ سطر ۵ براہین مین ثابت کردیا کہ یہہ دونون باہم پیر بھائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑہا ہے اس طریق سے وہ استاد بھی ہو گئی غرض یہہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذاردی اور صہ ۱۳۱ سطر ۳ لکھتے ہین پھر جو احقر نے لکھا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مولف بھی یعنے صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بیعلم وغیرہ لکھکر لوگو نکے دلون مین تحقیر اور توہین صاحب الانوار کے جماتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہو گئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہو گئی اور یہہ بھی خوب ظاہر ہو گیا کہ جامع براہین نے جو عبارت ردمحتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے اور صاحب الانوار اوسکی ماہیت بہت ٹھیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے تم خود میان جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیئ قدیر جب کل شے مین ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کر سکتے ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا کیونکر عقلاً درست نہو گا اور جود وکرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ واحدی کے اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود وکرم کو وجہ جواز خلف وعید بنا کر خلاف وعید کافرین کا بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی آور بھی جود وکرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً وعادتاً ہی نہ عقلاً پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نرہا پس تمنے اس عقیدہ کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار وقصص قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن و واجب و ممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ جسقدر خبرین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بدکاذب پر اظہار معجزہ کا جائز ہو گیا اسلئے کہ بد کاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری و مسلم الثبوت سے واضح ہو گیا ہے پس ثبوت نبوت وقرآن کے اخبار کا کچہ اعتبار نرہا اس سے بڑہکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچہہ اعتبار نرہے ایسے لوگون کے ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے یا نہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیئن صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم وتحیہ کو کن الفاظ ما بہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا بناءً علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدا نہوگا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہو جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام ہین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بناءً علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال و ممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے
الفاظ کھتے ہین کہ وہ ہمارے بہائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے
کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال و خوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پہر بہائی
کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی
کل شیئ قدیر اور جب جواب دیجئے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیین مقرر ہو چکی بقولہ تعالٰی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ
سبکے آخر ہووے اور جس کے فرض و قوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لا یخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا
وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض و مقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین
اب وہ نبی خاتم ہو جاوے گا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقرر و مفروض کے بھی ہوا
اور کلام الٰہی ہین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص و عیب ہونیکے اور یہہ محال فرض وقوع
مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے
ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے
محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر
اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم
نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و
کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑکے اپنا مطلب بناتے ہین بہر کیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب
باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی بناءً علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلکر جو چاہین
ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے
کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھہ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل
پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کر چکا ہی استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللھم صلح امۃ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیز دہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول**
اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین
کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین
بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا او سنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو
مین علامت نبوت تمکو دکھا دون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا
وہ اوسیوقت کافر ہو جائیگا اسلیے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا
بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حال آنکہ آپ فرما چکے ہین لانبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے
اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب مین جسکو حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی پڑہا ہی او قدماء اہل سنت مین
اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ
فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہو جائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ
مانگے وہ بھی کافر ہو جائیگا کیونکہ اوسنے آیت وحدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب
مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید ومسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہی لکھا ہی
ع نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب
خاتم الانبیاء + اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمّٰے بہ بہار جنت مین لکھا ہی ع
نبی ایسا بھیجا بشیر و نظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی و آنکس کہ گوید بعد ازین
نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ست شرط درستی ایمان
بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وذریاتہ انتہی وکیئغم ما قال واصل رَبُّنَا اللّٰہُ لَا عِدْلَ لَہٗ
اَیُّ حُبِّہٖ کَیْفَ لَا یَنْثِلَ لَہٗ × سب صاحب سُن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین
صدی تک عرب وعجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا
عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اونکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع
ہے مبتدع ٹھہرے معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

تینتیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھرایا

اقول جو لوگ یہہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی بسبب لزوم خُلف و کذب باری کے کما مر آنفا اور امام صاحب کا قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالیٰ نے خبر دی فہم لا یؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدا یتعالیٰ نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اوس سے طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے اسکو دیکہکر قائل ہوگئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے طلب مین کفر و فسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹہیرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف آیت کے تو جب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ الٰہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بھی تحت قدرت نہین ہے اور واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالیٰ کے وهی القدرة والارادة المتعلقان بجميع الممكنات والعلم المتعلق بجميع الواجبات والجائزات والمستحيلات اس سے واضح ہی کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب و جائز و مستحیل تمام سے متعلق ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین قدرت کی یہہ تعریف لکھی ہی ہی صفة وجودية قائمة بذاته تعالى يتاتى بها ايجاد كل ممكن واعدامه اس سے بھی یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قوله لجميع ممكنات کے تحت مین حاشیہ باجوری مین لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالیٰ اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالیٰ اخذ ولد پر قادر ہے اگر اخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لینے پر خدای تعالی قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہین ہی عبارت حاشیہ مذکورہ کی یہہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودها وعدمها بحیث یستوی الیها نسبة الوجود و العدم فهی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وهو سلب الضرورة بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق لما نطقت به والطرف المخالف له فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق لما نطقت به وهو ثبوت الوجود له لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت به وهو عدم ثبوته له لا من الامکان العام وهو سلب الضرورة بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت الله موجود بالامکان العام کان المعنی ان الطرف المخالف وهو عدم ثبوت الوجود له تعالی لیس بواجب واما الطرف الموافق فهو واجب ههنا وانما لم یصح ارادة الامکان العام ههنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذ مع ان کلًا من القدرة والارادة لا یتعلق بها کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق القدرة بهما عجز لانهما لیسا من وظیفتهما ولانها لو تعلقت بهما لزم الفساد اذ یلزم علیه تعلقها باعدم الذات العلیة وبسلب الالوهیة ونحو ذلک وبهذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعة ان الله قادر علی ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر علیه لکان عاجزا انتهی مختصر البقدر الحاجة اور حاشیہ[۲۳] مذکورہ مین ہی تحت قول مقدمہ مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالی کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلیئے ہی کہ علم صفات تاثیر سے نہین ہی بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہین ہوتے ہین اسلیئے کہ وہ دونون یعنے قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونمین کرینگے تو وجود تو اول سے ہی ہے پس تحصیل حاصل لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہین کرتا ہی ممکن ہو جاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہین طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا مستحیل مین اثر عدم کا ہی کریگا اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہی پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہہ دونون قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہین پس تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہی وہ عبارت یہہ ہی وانما تعلق بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانه لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرة والارادة ولذلک لم یتعلقا الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیها الوجود فیلزم تحصیل الحاصل اولعدم فیلزم قلب الحقائق لان حقیقة الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیها الوجو فیلزم قلب الحقائق لان حقیقة المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فهو ما قیل فی الواجبات فتامل انتهی اس سے واضح ہو گیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہیں ہیں اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہین منہا انہ لا یوصف اللہ تعالی بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہی پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہین ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہے اسلیئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہین ہے اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ وولد کا
بھی خدای تعالی کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہے مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالی کا نہوئے اور آیت ان اللہ علی کل شئی قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہان جامع براہین نے یہہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہین اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہین کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہی تو یہہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالی کو قادر ظلم پر جو محال ہی کہتے ہین اور عبارت حاشیہ باجوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خدائے تعالی کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہین اور نہ قادر ہونے مین عجز خدائے تعالی کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہ مذہب ہی کہ خدائے تعالی کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہی خدائے تعالی کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع وبرہان ساطع ثابت نہین کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہو گیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہو گیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہو کر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہو گیا کہ خدای
تعالی کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہین ہے بقاعی نے بنا بر اس مسئلہ کے کہ مستحیل علیہ تعالی العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کر کے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالی کو عاجز کہنا ہی جو اوس تعالی کے نسبت محال ہی پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خدائے تعالی کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہین ہے اسلیئے کہ علم وارادہ خدای تعالے کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہین ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہین

مستعمل

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالی کے جیسا گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی پر اعتراض کیا ہی اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو اپنی مملکت سے نکال دے ایا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالی کی مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالی اوسکو نکال دے اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی کہے کہ خدای تعالی کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوری مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه شبة العجز الیه تعالی لکن اجیب عنه بان المراد انه لایمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله وارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع منه فلیس فی کلامه ما یقتض نسبة العجز الیه تعالی کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال لایقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر اولا فاجاب بانه لایکفر لان خروجه من مملکته تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لاتتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلك کما لاضیر فی ان یقال لایقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلك انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالی کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی طرف خدای تعالی کے نہ ہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تاکہ محال پر قادر و قدیر نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئ کے خلاف ہو جاوے اب یہی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شی سے کیا مراد ہی اور شی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئ خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شائی کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالی کو بھی ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل اللہ یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول یعنے مشیئی کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالی نے اوسکے وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر واللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہو پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت وجماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی واجب و ممکن کو شامل ہی ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت وجماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے اور حال آنکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بنائً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے
بدلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہہ ہی والشیٔ یختص بما (عندنا)
الموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاءٍ تارۃ وح یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ وبمعنی مشیٔ اخری ای مشیئ (خلافا للمعتزلۃ ۱۲) وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فھو موجود فی الجملۃ (ای فی الحال او الحال ۱۲) وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر واللہ (ای مراد فیہ بمعنی اسم مفعول ۱۲)
خالق کل شیٔ فھما علی عمومھما بلا مثنویۃ (ای بلا استثناء الواجب والممتنع ۱۲) وللمعتزلۃ لما قالوا الشیٔ ما یصح ان یوجد وھو یعم الواجب و
الممکن اوما یصح ان یعلم ویخبر عنہ فیعم الممتنع ایضًا لزمھم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر وھو شیئی لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیٔ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی
کل شیٔ قدیر وھذا المعنی لایجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ شہید بینی وبینکم وح یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبھذا لاعتبار اطلاق لفظ الشیٔ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان اللہ علی
کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو
خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوسپر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالی نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوسپر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسرکیے وجود پر مشیت خداوندی اور ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہی پس اوسکا شیئی ہونا ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہی اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہی اگر باوجود مشیت و ارادہ کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جهل و امثالهما بالامر ولم یوجد منهم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان المشیۃ هی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وهو المسمی بالامر ولا یلزم منه الوجود لتعلقه باختیار المکلف وطلب لا تعلق له باختیار المکلف وهو المسمی بالمشیۃ والارادۃ والوجود من لوازمهما اذ لو لم یکن یلزم العجز وهو سبحانه تعالی منزہ عنه بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر واقع ہووے اور جس کا ارادہ خدائے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہی لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہی وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہو چکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوئی جس کا وجود و وقوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہو اور جامع براہین نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا لکھا ہے تو اس سے واضح ہی کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی تھی جو اس آیت مین مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے اور ضرور پس اس سے یہہ لازم آیا کہ ان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ کو تو انکے نزدیک ضرور ہوا اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہی بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی چیلہ چانٹا یہہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے
تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے
عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ
علی کل شیئ قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھیرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر
مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی ٹھیرانا ہی
ہوتا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاص کر کرنا پڑیگا اور پہر حکم ہی مراد ہونا تسلیم کرنا
پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق
اوپر معلوم ہوچکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی
تحت قدرت داخل نہین ہے ہان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گہڑین اور اہل سنت
وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے
ایسے معنے گہڑے تھے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکہون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو
منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض
بواسطہ فی العروض لکہا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیا کی طرف نسبت نبوت مجازا ہی نہ حقیقۃً اور سلب نبوت دوسرے
انبیاء علیہم السلام سے درست ہی باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت
درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازاً اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بھی اسد وشیر کا زید سے جائز ہی
باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام
کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسیٰ علیہ السلام نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہہ کہنا
بھی درست ہوجاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان
لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ امان مین رکہے اللہم آمین
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر من قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما کے صفحہ ۵ مین فرماتے ہین
وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیئ قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ
وما لیس من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیئ
تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزومہ
کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

اور وہ چیز مخلوق ہین سے جسکو خدای تعالی نے نہین چاہا ہی اور وہ جسکا وقوع کائنات ہین محال ہے سب اس آیت مین داخل
نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای
تعالی قادر ہے نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ
مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہی کہ جامع
براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی
اقول جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب
عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہوں نے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہی کہ قدرت کو صفات ذاتیہ
جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے
کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے **سه** ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر + کہ ہی تو علی کل شیئی قدیر
اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہوگیا اسمین عجز بتانا بعلمی جامع کی ہے **پچیسوین خطا** آپ فرماتے
ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین
ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ
خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہی وہ خود مولوی
رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین بعیر پیشواؤنکو ان الفاظ
سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تہانوی بھی ہین چنانچہ اوپر
ذکر اونکا بالتفصیل ہوچکا ہے اونھون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین
حضرت صلعم کے نظیر بناکر کھڑے کر دیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب
بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہی اور حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہی صفحہ ۲ مین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے
نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ و رسلہ
اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہئے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف
اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا**
آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہوچکا کہ خلف وعید کے معنے
عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدای تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہوں کو بخشینگے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہی وہ لوگ علم آلہی مین اوس سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہی جسکو ہم سزا دینا چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا چاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود قانون آیت مذکورہ یعنی یغفر مادون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پہر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا کہ انکو سزا دینگے اور پہر نہ دینا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف واقع کے یہان یہ تعریف کہان صادق آتی ہی تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا آگی ہے

وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضا حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ہی جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعا عن النبی صلعم انہ قال ہو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امر ان فعلتہ فجزاءک القتل والضرب ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذبا قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عز وجل یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بہذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی حدیث انس رض اللہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثوابا فہو منجز لہ ومن اوعدہ علی عملہ فہو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ہذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہے

اس عبارت سے واضح ہی کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنے وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزاء قتل و ضرب ہی اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور اوسکو جزاء نہ دے تو یہہ جزاء نہ دینا اوسکا جہوٹ و کذب نہین ہے اور واحدی نے انس رض کی حدیث نقل کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خدای تعالی نے جو ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید و سزا مین خیار خدائی تعالے کا ہے اور تحقیق یہہ ہی کہ وعید مین اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزاء ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہی کہ یہ جزاء خدائے تعالی دیوںگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالی فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنے جزا سیئہ کی سیئہ ہر اس سے واضح ہو کہ فقط اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیویگا بھی یہ جزا، اگر اس آیت مین مثلاً اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالی جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفو عن کثیر جس سے واضح ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کر دیگا لان نقیض الموجبۃ الکلیۃ سالبۃ جزئیۃ اور معارضہ و مناقضہ کلام الٰہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا ندینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ظاہر ہے کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح اوسکو کاذب کرنے نہ کرنیمین نہین کہہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہو افسوس ہو کہ جامع براہین امکان کذب باری تعالی کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان ھذا لشی عجاب یہہ بات بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوعی مانتے ہین باین طور کہ بعض عصاۃ کو عذاب خدائے تعالی نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مؤمنین عصاۃ سے فقط عقلاً جائز ہو اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحۃً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاۃ جسکو اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہو اسلیئے کہ کذب کو فرع خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہو کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اُسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدما مین مختلف فیہ ہو چکا ہی

ادبسو

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذر چکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر او مہلٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد او ربغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اس سے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **ع** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا + سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کھون **ثانیاً** یہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازوی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے
اسپر یہہ لکھا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سواوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہو چکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہو چکا ہی دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکہا ان اللہ علی کل شیئ قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کر دیے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہ سمجھکر کے کہ کذب
باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شیئ ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہی کہ اس آیت مین شیئ سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بنا پر کہ مشیت و ارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود و وقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری ونظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلئے کہ کذب باری نقص ہی وہ بنسبت خدای تعالی کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری ونظیر خاتم النبیین علیہم بسبب عدم مفعولیت مشیت وارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام اہل عقل ونقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب وممتنع دونون کو ممکن وتحت قدرت الٰہی اس آیت کی حجت سے مانکر خدای تعالےٰ کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب اُلوہیت پر واپنے شریک پر وظلم پر اور اتخاذ ولد وزوجہ وجماع وکھانا وپینا وتمام حوادثات وعیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ خدا خدا ہی کاہیکو ہوا جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسے صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہی کہ قول جامع براہین بالکل غلط اور دعوی وقول صاحب انوار نہایت صحیح ہے لیجئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم وعلم کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دناءت وقباحت ہی اور صاحب انوار کا دعوی اور منور وروشن ہوا کہ کس درجہ کا صاف وپاک ومنجلی ومنخلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلئے دو عقیدہ فاسدہ ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہما ایک دروغ گوئی جناب باری تعالےٰ وتقدس کا ممکن ہونا اسلئے کہ آپ فرماتے ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہی پھر آپ کا یہ فرمانا کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہی یعنے جو اختلاف اب ہو رہا ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہی پھر آپ نے عبارت لکھی رد مختار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو اسکے سوا اور ہین اونمین بھی بھی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا کرتا ہے بناء علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب غیر مطعون جانین گے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے دوسرا عقیدہ کاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہو جاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہین پس خدای تعالےٰ اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نر ہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بناءً علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نر ہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھہ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جسنے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے تعالیٰ کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقاء احتمال نقیض کے بالبداہۃ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تھا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہ ہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان واحتمال ہی تو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان واحتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہی اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال وامکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچہ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہوگیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کر چکے ہین اس جواب کے لائق منہہ باقی نہین رکھا یہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالیٰ مین محال و ممتنع ہی ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالیٰ ہم فیہا خالدون

تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجھہ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جس نے ٹھوکرون پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دور منزل بھر پور کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیانی امکان کذب باری ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رولیش ہین حالش مپرس **مصرع** خشت اول گر گذارد برزمین معمار کج + گر برآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہے کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہے مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم وکیف ظاہر کیا جاوے واللہ ہو الموفق

قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کم کہ ایک تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ہی کہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنی سا آدمی ہر کہ وہ کہتا ہی رسول اللہ میرے بہائی ہین واضح ہو کہ بہائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہی معاذ اللہ منہا

قال جامع البراہین القاطعہ ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہی چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساءِ مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوۃ کے تقرب وشرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالی فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ بشریت کی ثابت فرما دیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا ودِدتُّ انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہی لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہی اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہوویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیت لستن کاحد من النساءِ

اقول وباللہ التوفیق سخن فہمان ژاف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہی اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا ع بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بو العجبی است + اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلۂ ژاژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول مین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑکر بعض امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہی **قولہ** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** وباللہ التوفیق جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم مماثلت فی البشریۃ کی ہم کہتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہی ایک بالایمان دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الایۃ فرق باکید یگر ہے تو مدارج کمالات یقین و مشاہدہ وغیرہ مین ہی نفس تصدیق مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ و کم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہی ایمان اھل السماء ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لایزید ولاینقص ای من جہۃ مومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث اور مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبتہ الخ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہی کل لہ قانتون ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطانی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہی صلوا کما رأیتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ سے ثابت ہی کہ سبکو خدائے تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہی تو نفس تقرب الی اللہ مین سب شریک ٹہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہی پہر یہی بات بشریت مین بھی ہی یعنے نفس بشریت مین سب شریک اور منتہائے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر ص ۲۴۳ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین کوئی آپ کا شریک نہین بناء علیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مگر تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹہرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادت مند وہ آدمی جو مقابل مین کہے کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بہائی ہین چھوٹا بہائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی و بیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ النسانیت بتہذیب نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۹ ۴ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس ابی یوسف انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت صلعم سے قبیح ونامشروع ہونے وخوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس ناسعادت مندی معارض مین کیا کلام ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے جو عوارض مانند امراض و موت وقوت شہویہ وغضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن و روحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر وحضور بدون ملالت وفتور کے اور قوت طاعت وعبادت بغیر ملالت کے کہ وہ سلیمہ ہین تغیر وآفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری وضعف انسانی لاحق نہین ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین وباطن وارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب ومخالطت کرسکتے اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کرسکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام وابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونکے مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کرسکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام وابدان مین مشارکت بشر سے اور ارواح وباطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا وشرح ملا علی مین ہاتن وشارح نے فرماکر یہ شرح ومتن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمرو ابی ہریرۃ وانس وعائشۃ جوابا لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم وماہیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے واضح ولائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان واجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح وبواطن کی جہت سے اور خالص بشر نہین ہین کہ ظاہر وباطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت وماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہو فقط ظاہری بشریت ہو آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار بدن وجسم کی ہے نہ باعتبار باطن وروح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتہا لسائر النفوس۔ اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علما کی تحت مین فرماتے ہین فنقول جواھر النفوس مختلفۃ بالماھیۃ عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقی نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیۃ ہین پس آنحضرت صلعم کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی پس مثلیت فی البشریۃ کا قائل ہونا جہالت و حماقت صرف ہی ایک امر مین مشابہت ہونے سے اور اشتراک پائی جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان و فرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان و فرس مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بھائی فرس کا کہنا عرف و لغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین

بایددانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل و علا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ دیگر انرا این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چون لطیفتر از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت و پیدائش مین کوئی فرد افراد او سے مناسب و موافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہو کہ اوسمین کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے خلقت و پیدائش مین سوائے تقرب و تشرف و محبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قوله البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کر کے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹھہرا دیا اولی الابصار دیکھین کہ بنی آدم مین کون کون قوم ہین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذاللہ معاذاللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے توکیا خلاف نص کے کہدیا اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور پہران صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہو وے بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدردانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ پیاد دلانے والا یعنی بہائی کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون و حلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹھاوین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدادم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی پیشوا تقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکھنؤ ص ۱۳۱ مین نامناسب موجب مضحک لکھتے ہین حال آنکہ اونمین اخوت باہمی از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اوسپر کیا فتوی لگاوینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب و موجب مضحک لکھا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رض کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول وہلہ مین نہ کرین گے اور ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوین گے چونکہ انبیاء علیہ السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا اونسے ممتنع ہے علماء محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ و تعریض فرماتے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بھی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی کو مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیسا کہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکہتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب سے کہاتہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایاتہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جبکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علماء محققین وفضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز اور
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم وفہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہے پھر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین اجوبہ متعددہ علماء دیا کرتے ہین اور حتی الامکان جو
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن تہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کرسکے پس
سوائے اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
عقلاً وشرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکہتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورۂ حم السجدہ ص۹۵ مین اس آیت کے تحت مین لکہتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان ص۳۳ مین بھی اس جگہہ لکہا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورۂ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکہتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورۂ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمداً صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباس رض کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا البشر مثلکم نازل
فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہے تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل وتخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن وخود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ کہ مین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹہرا اور لفظ کم درجہ کا قاعدہ یہی ہی کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کھے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہی اور وہ آدمی گستاخ و بے ادب ٹہرتا ہے مثلاً سردار عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بہائی کہکر پکارا تو یہہ کھنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بہائی کہکر پکارا کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بناءً علیہ امتیون کا یہہ کھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بہائی ہوئے کلمہ گستاخی کا ہی اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہہ اسواسطے کہ آپ کو حکم ہوا تھا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دوسرے جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے وخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکھہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے جناب باری تعالے سے ساتھہ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بہائی تھے جیسے سب بنی آدم

قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق کھتا ہی

اقول جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعوی اور لن ترانی اور مقام استدلال مین ایسی حواس نداد ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ بالذات فان ا حتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہی کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنی سنے پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کھتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص تاویل کا ہی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم اللہ تعالے نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بہائی کہا کیجو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

کہتے ہین

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کرو ان دونون لفظون سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظون سے کسی کے معنے بہائی اون لوگون نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہووین پس ان لفظون کے معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت قرآنیہ ہی نہ مصطلحہ اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبھی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہو سکتا ہے دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بھی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے حیوان کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پہر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہو سکتی ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہہ پس پشت ڈالا ذرا بھی قواعد کا لحاظ نہ رکہا اور کچہہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بھی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دیتے تو یہی کہتے کہ آنحضرت صلعم ہمارے باپ ہین تا کہ ادب بھی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو شرعاً بھی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بھی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے اور شرعاً بھی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوۃ کے آداب الخلا مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہووین نہ مانند بہائی کے اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ والآخرۃ خیر لک من الاولی لکہتے ہین والآخرۃ خیر لک

تجتمع عندك امتك اذ الامة كالاولاد قال تعالى وازواجه امهاتهم وهو اب لهم الى آخره اور صاحب تفسير روح البيان نے سورہ احزاب مین لکھا ہے کہ اُبَیّ کے قرآن شریف مین اور قرأت عبد اللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہے وهو اب لهم وازواجه امهاتهم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین اگر ادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے نہ بہائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہے اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو اونسے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلم ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالے فرماتا ہے ملة ابيكم ابراهيم اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہے هو اب لهم اور اسواسطے بہی نبی اپنی امت کے باپ ہین کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین بہائی ہوئے قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة چنانچہ یہ تمام شفا وشرح شفاء ملا علی مین موجود ہے

ازواجه امهاتهم اى هن فى الحرمة كالامهات حرم نكاحهن عليهم بعده تكرمة لهم وخصوصية ولانهن له ازواج فى الآخرة وقد قرئ اى فى الشواذ قيل وهى قرأة مجاهد ونسبت الى ابى بن كعب ايضا وهو اب لهم اذ كل نبى اب لامة كما قال الله تعالى ملة ابيكم ابراهيم من حيث ان به حياتهم الابدية وتعلم الآداب الدينية ومن ثم صاروا اخوة فى الدين كما قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة من حيث انتسابهم الى اصل واحد هو الايمان الناشى عنه صلى الله تعالى عليه وسلم

اس تمام کو چھوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بہائی بنانا چاہا اور ما كان محمد ابا احد من رجالكم مین ابوت حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بہائی کہنے والے بہی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولكن رسول الله وخاتم النبيين جو متصل اسکے ہے یہہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی وغیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہے خدای تعالی نے دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب سے اور اس اعتبار سے باب مین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہے اور یہہ بہی کہ آپ کا نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے پہوٹی ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست + بنائے علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول وفروع وقرآن وحدیث واقوال محققین سے بہی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا البشر مثلكم کی بہی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بہی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی وایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرما کر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہین وہ یہہ ہی

قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد راینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہی کہ کاش ہین اور جو لوگ میرے ساتھ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے انتہی یہہ ترجمہ کیا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہی کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناء علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی آپ وددت انی قد رایت صلحاء امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت مین اگر آپ فرماتے وددت انی قد رایت امتی تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مومنین و مومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناء علیہ لفظ اخواننا فرمادیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کر لیتے ہین مثلاً چاند و سورج کہنا منظور رہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسریکو اوسکے تابع کر دیا اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور ماں و باپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور رہا کہ مین اپنی صلحاء امت کو دیکھون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھین آپنے بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندرج فرمادیا انا قد راینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندرج فرمادیتے جواب یہہ ہی کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناء علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرمادیا اور جامع براہین نے اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدل اخوانی روایت فرمایا تا کہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار ہے **ثانیاً** بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیاجاوے کہ آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین اون لوگونکی دیکھنے کی تمنا ہی جو ابھی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہی کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہی کہ آپ نے اصحاب کے سامنے اونکو

بھائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہو اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بھائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ ہین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہی وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد راینا اخواننا ہی صحیح مسلم مین نکالکر دیکھو اوسمین لکھا ہی کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقا سحقا یعنے دوری ہوجیو انکو دوری ہوجیو انکو پھر اونکو بھائی کہنا اور تمنای دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہی اور ظاہر ایہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لپس خوردہ چاٹنے والا **عبدالوہاب نجدی** کا ہی شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہی جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقا سحقا فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنے اور تفرق اہل اسلام مین پڑے مین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم دعا فرمائیے اللہ ہماری نجد مین بھی برکت دے آپ نے پھر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن مین پھر صحابہؓ نے دوبارہ عرض کی کہ نجد کے لئے بھی دعا کیجئے راوی کہتا ہی کہ مین گمان کرتا ہون کہ پھر تیسرے بار بھی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے گروہ شیطان کے پس جب یہ فریق تابع عبدالوہاب نجدی ہوکر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد بموافق حدیث صحیح کے مقام شیطان کے گروہ کا ہے بھلا ایسے ذات شریفہ جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہ پیارا نام بھائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہ ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ یہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و یقین تھے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبھی یہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بھی نہ کیا کہ ہم بھائی ہین رسول اللہ صلعم کے اور کبھی عبداللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل و غیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلعم کو لفظ بھائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبھی روایت احادیث مین بھی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ مین سے نہ کہا اور نہ یہ بھائی کہنا تابعین و تبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف و خلف تمام نے اس سے کیون اعراض کیا عجب بات ہی کہ موافق نص کے ہووے بزعم جناب مع براہین کے اور کوئی بھی اسپر عامل سلف و خلف متقدمین و متاخرین مین سے نہووے سوائے فرقہ بدعتیہ وہابیہ کے اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نتھی بدعت و ضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود بعد زمانہ ثلاثہ کے ہی نہوا تب بھی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقد اونکے اسقدر

ارتکاب ہوگیا ہی وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذالک اور یہہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے
اثبات اخوت مین اسلام و ایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیہ انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم
ہونا علت اخوت ہی جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بہائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا
کہ جسقدر قومین شریف و رذیل کافر و مومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بہائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے
اون سب بہائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ انا قد راینا اخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر
یہہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے تو ہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو
کیونکہ اس حدیث مین اونہی لوگون کو بہائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان و تجلی ایمان و ہدایت عام و ارشاد تام اس قابل
ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پھر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو
بہائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بہائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پر کی تھی کہ ذلیل ذلیل آدمی آپ کو اپنا بہائی کہہ رہا ہی چنانچہ عبارت صاحب انوار
ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہی (اس زمانہ مین ایک دنی سا
آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بہائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک
ذرہ بہر نہ پہنچے قلم یاوہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکہنے لگے ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش
در نظر + پس جامع براہین پر لازم تہا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہو جاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت
صلعم کو بہائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بہائی فرمانا ثابت ہی اوسکا شمول ذلیل ذلیل
آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعاً ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے
نہین فرمائی پس اونکو بہائی و اخواننا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بہائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثاً** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی
خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بہائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہی معاذ اللہ
بطور تنزل و فرض محال لتسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنہہ سے یہ کہنا جائز ہو جائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بہائی فرمایا تو وہ تواضع و فروتنی اور کسر نفسی سے
فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین
و انصار صحابہؓ موجود تھے اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پھر ہم تو اونسے
زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً للنفس اور شیخ عبدالحق دہلوی بہی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات مین یرید نفسہ الکریمۃ تواضعاً وتنبیہاً علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا اونکا شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجہین کہ آپ نے اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بہی تہے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تہے باعتبار اشتراک نسب بہی اونکو بہائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بہائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بہائی کہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے مُنہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذلیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکہتا ہے اوسکے مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع براہین کو یہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکہے تو جامع براہین ودیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکہا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہئے کہ گو آنحضرت صلعم بطور کسر نفسی کے خود کو بہائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بہائی بتانا درست وجائز نہین ہے بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہی ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات بعیدہ سے اوسکو جائز بتا دیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی عیاض وشرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصداً نہ تہا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلسؒ نے ابن حاتم مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی لکہی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ

بحق

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرہ وزعم ان
زھد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصرا اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد مین نے عقرب یعنے بچھولی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالے کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہوئی اسلئے کہ صریح لفظ
مین ادعاء تاویل مقبول نہین ہے اسلئے کہ یہہ حقارت کرنا واستخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز ومبجل وغیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء وشرح شفاء یہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمان (فی
رجل قیل لہ) ای ردا لما قالہ لا وحق رسول اللہ قال افعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمن للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ (لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزر) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ واراد بہ حیوانا استحق مہانتہ (فوجب اباحۃ دمہ لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالے لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم وتوقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحۃ دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم وتوقیر مین آب منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح ونامناسب ہی **رابعًا** یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب وحدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ انھون نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہین ہے اللہ تعالی نے اونکو فرمایا ہے عصی آدم ربہ فغوے ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تھے جائز نہین بنا علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کوکب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو تم بھی بھائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہو الغرض ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہمارے بھائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بھائی فرمایا ہی یہ موافق نص کے ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا ÷ خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث و قرآن کے کرکے ضلال و اضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہی کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہ رض آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیے ہمارے طرف لیکن چونکہ یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و خبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ بناءعلیہ صحابہ رض کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا و قولوا انظرنا ہرچند صحابہ جو معنے سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرمادی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کئے ہین چوتھی وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات درمیان مخاطبین کی ہے اسلئے خدای تعالی نے منع فرمایا اور بیان کیا کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت یہہ ہے والرابع ان قولہ راعنا مفاعلة من الرعی بین اثنین فکان هٰذا اللفظ موهما للمساواة بین المتخاطبین کانهم قالوا راعنا سمعك لنرعیك اسماعنا فنهاهم الله تعالیٰ عنه وبین ان لابد من تعظیم الرسول فی المخاطبة علیٰ ماقالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہی اس سے واضح ہی کہ ایہام امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بھائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بنانا منع ہی اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۹ مکتوب دہم مین دیکھو لکھتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا بھی آپ لکھ رہے ہین وہ یہہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا لیکن چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اوسمین ایہام تھا یہ حکم ہوا یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون کیا صاف حکم ہی کہ اگرچہ تمہارا مقصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہو جاوین گے اور تمکو خبر بھی نہو گی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۲ مین مجرد ایہام منع کو دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین ر و بمجرد ایہام اللفظ ما لا یجوز کاف فی المنع کما قدمناہ انتہی م دوسری عبارت یہہ ہے ران مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنے صحیحًا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم ونظیرہ ما قال فی انا مؤمن ان شاء اللہ تعالی فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پہر صاحب انوار ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار بیان گذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین بیان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکھے ہوئے کو یاد نہین رکھتے مثل مشہور ہے (دروغ گو را حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) ادعاء رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکھا ہی کہ (مشتق مین مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہی رسالت سے اور رسول اللہ پہ جو حکم قائل مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہو گی پس قائل نے شرکت فی الرسالۃ کے سبب سے یہہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہو وے لکن لفظ تو اسکا موہم ہی پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور یہہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل و ارادہ قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو واقع نہین ہے اور نیز مساوی سمجھنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت و محبوبیت و خاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہی اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہی مبادا اوسکے اعمال حبط ہو جاوین اور اوسکو

خبر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات مین حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہی پس یہہ تاویل کہ وہ
شرف و تقرب مین مساوات نہین جانتا جو جامع براہین کی ہی اوس سے صاحب انوار کو کچہہ ضرر و صاحب براہین کو کچہہ
فائدہ نہین ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت مین وہ بھی لغو رہا **ساد سًا** یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ
بدل جاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صـ۵۳ براہین مین موجود ہے پس جائز ہی کہ بھائی کا
لفظ اول زمانہ مین ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ مین یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی و بے توقیری
مین شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفًا اوس قائل کو
غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہین گے اور اوسکا یہہ عذر کہ مین بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہون کوئی
قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر و استاذ و بادشاہ ہین اونکو بھی یہہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا
اور درمختار کے باب وصیت الاقارب وغیرہ مین ہے قیل من قال للوالد قریبی فہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے
تو عاق ہے اسکے تحت مین ردالمحتار مین ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف
الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین ویعطف الشئ علی غیرہ حقیقۃ فعرف ان
القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط ای والوالدان والولد یتقربان لا بواسطۃ انتہی اس سے واضح و لائح ہی
کہ قریب لوگون کی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹے کی بواسطہ نہین ہے
بلکہ بلا واسطہ قرابت ہی اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہی اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ مان و باپ کے
ہی پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا ہی دلالت واضحہ کرتا ہی اسپر کہ بواسطہ قرابت ہی نہ بلا واسطہ اور قریب جو بواسطہ
قرابت رکھتا ہی اوسکے کہنے سے باپ کے حق مین عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا
پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و پیر و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفًا اور باپ کو قریب و بھائی
کہدینا عاق ہوتا ہے شرعًا تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالیٰ کے ہی **ع** بعد از خدا بزرگ
توئی قصہ مختصر + بھائی کہدینا بطریق اولیٰ گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہی اس تحقیق سے سیری نہین ہوئی
تو لیجئے خدای تعالیٰ نے قرآن شریف مین بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تعلیم فرمایا ہی قولہ تعالیٰ
علم ادم الاسماء وقولہ تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم وقولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس
طرح کے ہین ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالیٰ کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای
تعالےٰ مین موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہی ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ
کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حال آنکہ علماء ربانی نے خدای تعالیٰ کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہی چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہی لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خداتعالی کو معلم کہنا درست نہین کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہی پیشہ ورونکے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہین پس متبدل ہوگیا یہ لفظ عرف عام مین بناءً علیہ بولنا اس کا جناب باریتعالی پر
سوءِ ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ مین ہی کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہون نے کپڑا بنا تہا پس ہم سب جولاہے کے بچے ٹہرے یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہی انتہی بترجمہ
ملخصًا اب دیکھیے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تہا اور جولاہے کا کام بہی کپڑا بننا ہوتا ہی اور جولاہہ آدمی ہی
ہوتا ہی کوئی کلب و خنزیر نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بناءً علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تہا لیکن چونکہ عرف عام مین جولاہہ نظروں مین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہی صرف اس باعث سے اسکا اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیروں سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام مین ایسا ہو جاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہین ہے فانتبہوا
یا ایہا الغفلون **سابعًا** واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انہین سے ایک آیت ہی وتعزروہ وتوقروہ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ فرمائی ہین ای تجلوہ مشتق اجلال ہی یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر مین ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم مین اور ایک قرأت اس لفظ کی زا معجمہ کے ساتھہ بہی ہی مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکھو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض مین موجود ہی اسکی شرح مین ملا علی قاریصاحب فرماتے ہین کہ لفظ تعززوہ
دو زا کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کی ہے جیسا کہ خداتعالی اسی معنی مین فرماتا ہے
فعززنا بثالث تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ مین تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے
جو باب تفعیل سے مبالغہ و تکثیر کیواسطے انتہی بیان ملا علی قاریصاحب سے واضح ہی کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوے
کہ بہت عزیز رکھو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہی کہ مشتق
توقیر سے ہی یعنے ادب رکھو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر مین معلوم ہو چکا
ہی کہ بہائی کا لفظ موافق عرف عام کے ایک کلمہ مساوات ہی اور مساوات کو تعظیم سے منافات ہے بناءً علیہ
بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہوگیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہی لیکن جامع براہین
کو چاہئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ سے ہاتھ اٹھاوے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کہتے پھرتے ہیں کبھی انکو موافق نص کہے اس سے خود بھی توبہ کرے اور انسے بھی توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ یہہ کہا کرے کہ بہائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف کی آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھی اور حدیث وَدِدْتُ اَنِّي قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِي لکھی بھائی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و استاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جایز ہے پس لفظ بشر منصوص فی القرآن سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہو اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت کرنا چاہے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہیں ہے مماثلت فقط اشتراک ہے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدائے تعالی فرماتا ہے مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدائے تعالی نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کی تحت میں مماثلت کے باب میں شات قول نقل کئے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قولکی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر یہہ ہے الاول نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی ویحمدوننی والی ھذا القول ذھب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے انس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم فی کونہا امما وجماعات وفی

وکلمن

کونہا مخلوقۃ بحیث یشبہ بعضہا بعضا ویانس بعضہا ببعض ویتوالد بعضہا من بعض کالانسان الخ
اور تیسرا قول یہ ہی کہ اس امر مین مماثلت ہی کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہی القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا وخلقہا وتکفل برزقہا
الخ چوتھا قول یہہ ہی کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ مین بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت
و شقاوت کا احصاء کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصاء رکہی ہین پانچوان قول یہ ہی کہ
مماثلت اسمین ہی کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہی القول الخامس
اراد تعالے انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمۃ یوصل الیہا حقوقہا الخ چھٹا قول یہ ہی کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تھے اسکے جواب مین خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسی ہی جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہو کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت
و فضل کرنے مین اسکو نہین ہی تو وہ رحمت و تفضل کرنے مین انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنے مین طلب کرنے والون کے واسطے مصلحت ہی اور اسکے اظہار مین انکا ضرر
ہی عبارت یہہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وہو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الاتیان بالمعجزات القاہرۃ الظاہرۃ فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت
الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لا یبخل بہ علی البہائم ثم کان بان لا یبخل بہ علی الانسان
اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاہرۃ علی انہ لا مصلحۃ لاولئک السائلین فی اظہارہا
وان اظہارہا علی وفق سواء لہم واقتراحہم یوجب عود الضرر العظیم الیہم اور قول ساتوان سفیان
بن عیینہ سے منقول ہی کہ انہون نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو مشابہت بعض حیوان سے ہی بعضے مثل قدمی مانند شیر کے
کرتے ہین بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہین بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہین بعض فعل مانند طاؤس
کی کرتے ہین بعض مشابہ خنزیر کے ہین کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کہاتا ہے گندگی انسانی کہاتا ہے
ایسے ہی اس کے مشابہ جو انسان ہی وہ پچاس باتین حکمت و علم کی نہین محفوظ رکہتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
محفوظ رکہتا ہی ایک بار سنکر اور ہر جگہ بیٹہتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہی عبارت یہہ ہے القول
السادس ما رواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینۃ انہ لما قرأ ہذہ الآیۃ قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ
شبہ من بعض البہائم فمنہم من یقدم اقدام الاسد ومنہم من یعدو عدو الذئب ومنہم من ینبح نباح الکلب
ومنہم من یتطوس کفعل الطاؤس ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قام الرجل عن رجيعه ولغ فيه فكذلك نجد فى الآدميين من لو سمع خمسين حكمة لم يحفظ
واحدة منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم يجلس مجلسا الا رواه عنه ثم قال فاعلم يا اخى انك انما
تعاشر البهائم والسباع فبالغ فى الحذار والاحتراز فهذه جملة ما قيل فى هذا الموضع انتہی۔ یہ تمام
ساتو **قول** علماء کے اس مماثلت کی بارہ مین ہین درمیان انسان و حیوانات کے کسی سے یہ مفہوم نہین کہ مماثلت
کو اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج مین مماثلت کے مذاکرتے ہین جس سے اخوت کو کچھہ علاقہ نہین ہے
اسیطرح آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہی کہ اسمین مماثلت سے مرادیہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بی نہایات خدا تعالی کو احاطہ نہین کر سکتے مین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے
ہون کلمات بی انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہین کر سکتا ہون اور اس احاطہ مین مدعی نہین ہون چنانچہ
تفسیر بیضاوی مین ہے وسبب نزولها ان اليهود قالوا فى كتابكم ومن يوت الحكمة فقد اوتى خيرا
كثيرا وتقرؤن وما اوتيتم من العلم الا قليلا (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) لا ادعى الاحاطة على كلماته
يُوحىٰ اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ انما تميزت عنكم بذالك انتہی **پس** اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بی غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہین ہی پس معنے نص کے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہان ہی کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہی کہ آنحضرت صلعم سب کے بھائی
ہین پس یہ ادعاء جامع براہین کا یہ کہ موافق قرآن کی ہی سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے حدیث
مین بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہی یہہ لفظ موجود نہین جسکے معنی یہ ہوین کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بھائی کہا کیجیو پہر موافق حدیث کی کہان ہوا اور آپنے لفظ جو اخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تھا
جیساکہ مفصلاً اوپر مذکور ہوا ذکر کیا گیا ہی پہر اس کہنی کو کہ رسول اللہ میرے بھائی ہین موافق قرآن و حدیث کے
سمجہنا بڑی کمفہمی کی بات ہی بلکہ سراسر قرآن و حدیث پر افترا ہی **قوله** اس پر طعن کرنا
قران و حدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین
قرآن و حدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قرآن و حدیث
پر اتارتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکہو قرآن ہمارا نور ایمان ہی اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر و طغیان ہی **قوله** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہی کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہی **اقول** یہ بات
تو ایسی ہی جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہی جسکا کوئی سر ہوتا ہی نہ پاؤن اسلیئے

ذکا ام

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکھو آنکھیں کب لشریت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہیں کہ قائل کی کیا مراد ہی **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھی ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام مین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کر گئے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتے ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا و انظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بنا بر علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کر کے اطلاق
اخوت کو باعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھ ہی معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہیں سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ٭ در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال** صاحب الانوار الساطعة
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہیں **قال** جامع
البراهين القاطعة وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہم صحابہ اوسکے مقر اور مالک و شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھ بند کر کے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہیں رکھتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہی کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کر رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہی نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے اس قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑھا کرو حالانکہ
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑھیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضونکے
نزدیک ناجائز ہوگا اور اگر تین پڑھیگا تو بالاتفاق جائز ہوگا جو علماء وتر کو کم و بیش کرتے ہین ان کے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑھنی ناجائز ہونا ثابت نہیں ہے پھر بڑا نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑون برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف وفساد اہل اسلام مین پیدا کرے بناءً علیہ
صاحب انوار نے لکہا (کس کس اختلافکو بیان کیجیئے ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) جامع براہین کے
چشم انصافکو شدت غیظ نے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکہا ہے
کیونکہ لفظ ایک کہتا ہی) صیغہ مضارع ہی صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس
مین کچہ صاف طور پر صراحۃً بیان سلف وخلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ
انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تہا اب جو دہوین شروع
ہوئی دیکہئے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہی کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہی اور اوسنے بہی یہ کلام
تو کچہ شنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) اسمین کونسا لفظ
سلب ایمان کا ہی خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نکہا جیسا جامع براہین نے
ہان جامع براہین کے زخم قلبی مین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ ایمان سلب کرنیکو تیار ہوگئے ہم کہتے ہین
کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ ومالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اوسکو بہی یہ کہنا درست نہین
کہ اوسکے ایمانکا کیا ٹہکانا ہی اسلیئے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت کو دیکہو کتاب ہدایہ جو
مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکہا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ
اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکہا ہے کہ یہ
حسن حضرت حسن بصری ہین اونہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ
کی باب سجود السہو مین ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لا تجزیہ لنہیۃ علیہ السلام
عن البتیرا تبیرا کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کیئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روئے حدیث ممنوع
اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردے کے مخالف
اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام
دیتے ہین اسطرح والحجۃ علیہما ما روینا جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء ومشایخ کو
حنفیہ وامام حسن بصری ومجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمانکا ٹہکانا نہ ہونا
بتاتا ہی کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہی کہ وہ انکار ورد ایک رکعت وتر کا ہی وہی وجہ ان اکابر مین موجود
ہی کہ یہہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ مین زور لگا کر فرمارہے ہین کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ ہین مخالف احادیث
صحاح و مخالف صحابہ ٹھرا دیا اور میدان مناظرہ مین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو
ایسا کورا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے
دلیل ہین اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی پختگی عقاید کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کرین
اور مذہب حنفی کی نصرت کرین واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن ذر عن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یون ہو گیا روی ابو حنیفۃ رح عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ وفی الثالث قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد الهندی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد
نے موطا مین روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا اونھون نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت اونھون نے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلوٰۃ المغرب اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لا یسلم الا فی آخرھن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ماھذہ البتیراء التی لا نعرفہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ مین مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن
ہمنے یہ چند روایتین بنظر اختصار لکھے ہین ورنہ بہت روایتین تین رکعت وتر کی بابت آئی ہین اور وہ روایتین
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہین ان سبکی جوابات علماء حنفیہ کی کتابون مین مندرج ہین

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار مین مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کر کے آخر مین یہ لکھا فھذا عندنا مما لا ینبغی خلافہ لما قد شھد لہ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرھم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف نہین چلنے کیونکہ اس پر شاہد ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور انکے مابعد اکثرون کے اقوال پہر متفق ہو گئے انکے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھئے یہ قول بھی اسی معنے مین ہے جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر مین حنفی مشہور ہوکر پس حنفیونکا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلونکا جواب کتب علماء حنفیہ مین دیا گیا ہے وہ دلیلین مخدوش لوگونکو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدین اور منجملہ دلائل راسخہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہین ہے در پردہ کل حنفیون پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پہر کچھ یہ سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک رکعت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اسکے صاحب انوار نے لکھا کہ پس اختلافکو یکسان کیجئے ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑہو تین رکعت ضرور نہین اسپر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمانکا ٹھکانا نہ رہا معاذ اللہ معاذ اللہ یہان حال آپکی زبانی جمع خرج دعوی تقلید کا کہلگیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی داد دی آفرین ہے اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ مین فرماتے ہین (اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ مین کہتے ہین عوام کا مذہب معین نہین ہوتا یہ دونون مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہین اکثر عوام لوگ ہوتے ہین وہ تو یون ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر مین ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود مبصر ہین پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ بین الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے ضرورت استعمال کرتے ہین تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کر رہے ہین لا حول ولا قوۃ الا باللہ پہر صفحہ ۲۹ مین جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف انکے ہوا ایسے اقوال متناقضہ کوئی پسر ا می کرے تو تعجب نہین ہے اہل عقل و عالم متدین کا یہ کام نہین عوام جہال کیواسطے آزادی ہے اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونون مسئلونکی حجت خوب ہاتھ لگی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ و کشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا کرین جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چھپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ مین ظاہر کی تہی اوس نے کچھ پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؎ میتراود بیرون انچہ دراوندول است :: **قال** صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہین آٹھ سنت ہین **قال** جامع البراہین القاطعہ تراویح آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہین ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقط کا ذکر بیان کی محل ہی البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین **اقول** الحمد للہ اب تو آپنے بہی ان لوگونکو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا، رقم فرما دیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم نہین کیا قیامت برپا ہوجاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرما دے کہ وہ عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جائی واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بہی ایسی ہی لوگون پر اعتراض کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسیواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان کیا ہے نہ دو فریق کا دیکہو آنکہین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے دکہ اس اختلاف کو بیان کیجے ایک کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھ سنت ہین) پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہو گئی کہ اوس نے ایک رکعت وتر مین بے سمجھے بوجھے امام شافعی اور امام مالک و صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسی مقبولین کا نام خواہی نخواہی بے محل لکہکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لایق سرزنش و مذمت لوگونکی شرعاً نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو بہی اسکا یہ صنع ناجائز ہے اسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے جو کچہ لکہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کرکے مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین انکو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ثابت نہین ہوا ہے جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جا نلینا عدم انفہام قول صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہی پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی محاجت و مخاصمت کرنا مقصود

آیت فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہے **قولہ** ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان بے محل ہے **اقول** صاحب انوار نے جو قول اُن سفہا کا نقل کیا وہ تو بے محل جامع براہین کے زعم مین ہوگیا اور انہین سفہا کا قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا ہے اسطرح (این تماشہ دیدنی است منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را بدعت می انگارند) مولویصاحب موصوف کا لکھنا بے محل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تہا منصف لوگ خوب ترازوے عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قولکو دو شخصون نے نقل کیا کہ ایک کا لکھنا آمنا و صدقنا ہوا اور دوسرے کا لکھنا مورد طعن و تشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض و عناد کی مار ہے اللہ بچائے معاندین الد الخصام سے آمین

قولہ البتہ بعض علما نے جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے

اقول اولاً یہہ کہ صاحب انوار نے ان لوگونکا ذکر کیا ہے جو آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بے محل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت برمحل کو بے محل قرار دیتے ہین اور اپنی بے محل عبارتکی میانکو خبر نہین ابہی آپنے بے محل اعتراض کیا تہا ابہی بے محل سے کہا
ع کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دے اُس ہاتھہ لے
ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بہی بیشک قابل طعن ہے کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت و عتاب تک بہی نہین ہے کتب فقہ و اصول مین مصرح ہے پھر اگر یہہ حکم دیا جائے کہ سنت مؤکدہ آٹھہ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے کہ چھوڑ کر بیٹھہ رہا کرینگے اور آٹھہ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگے پس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہو جائیگا جو غیر مقلدین نے جاری کر رکھا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بہی تائید لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کہل کہیلین گنگوہ اور انبیٹھہ مین بہی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجادین اور یہ معلوم ہوئی چکا ہے کہ انھون نے براہین مین کہا ہے کہ عوام کا مذہب معین نہین ہوتا اسکو اب اجرا کرنا ان پیر و مرید کی طرف سے باقی ہے یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہے کیسا ہی کوئی اپنے مذہب و عقیدہ پوشیدہ کرے لکن خدا تعالی کبہی نہ کبہی اُس کے اقوال یا افعال سے اسکا ترشح کرا دیتا ہے اور

ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رح کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت نہین ہے آٹھہ رکعت ہی سنت ہے اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے بہی ہے کہ آٹھہ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خلاف ابن الہمام رح کو نہین جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیون نہین جائز ہے
کہ دوسری دلیل کے باعث سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا انکے حقمین
ہے کہ وہ بہی بیس رکعت کے قائل ہین کیون کہ اس صورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین یہہ لازم آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہووین گے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار پاویگا
تراویح کے باب مین اور انکو اسکی کب گنجایش ہے پس اس سے بچالینے کے واسطے وہی گمان وظن نیک انکے حقمین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہی ہے
جائز ہے کہ بطور ایراد سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تہا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قران شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتی ہین اسیپر محمول کرتی ہین کہ
اظہار اشکال کے طور پر انہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکے نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہ ہے انما ہو تفتیش علمی یعرض
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ہذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیۃ فامسحوا
بروسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنہم ابوا الا الغسل
فالذی یفہم الفقیر انہ لیس بذہابا الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل و لکنہم یقرون ہنالک اشکالا و لظہور
احتمالا لیعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ہذا التعارض و ای مسلک یسلکون و
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس و یعدہ مذہبا لہ حاشا ثم
حاشا انتہی پس کسی منصف و ذکی کو گنجایش نہین ابن الہمام رح کی قول سے یہہ سمجھ جاوے کہ فقط آٹھ
تراویح کی سنت ہونیکا انکا مذہب ہے اور بالفرض انکا یہ مذہب بھی ہووے تو اس سے یہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کے انکے قول کو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اُس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اُس پر اعتراض واسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب دو سو بارہوین ۲۱۲ مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب عام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیرہ سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور کسطرح

علما مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت و ملکۂ قیاس پر رکہتے ہین کہ اصل رابع شرع کی ہے اور حال آنکہ
وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہے اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کی جو کثرت
اختلاف رواۃ سے حاصل ہے حدیث قلتین کو ضعیف بتایا ہے یعنے یہی وجہ ضعف کی اشارہ سابقہ کے
احادیث مین بہی موجود ہے اب دیکہو امام ربانی رح کہ مولوی رشید احمد و خلیل احمد بہی انکو اپنے پیران کبار
مین سے جانتے ہین ابن الہمام کی حقیقین بسبب مخالفت مشایخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہین اس مسئلہ
تراویح مین ایسے امر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اسپر متفق ہین تو کیون اونکا
قول قابل رد و طعن نہوگا اور سطرح طرفداری جم غفیر نکیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم
عطا کرے کہ ایسی دو رنجی کی باتین زبان قلم سے نکالی اب کچہہ روایتین بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکے بارہ مین
مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہین امام غزالی رح احیاء العلوم مین فرماتے ہین التراویح وھی عشرون
رکعۃ وکیفیتھا مشھورۃ وھی سنۃ موکدۃ یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس رکعتکو سنت موکدہ
فرماتے ہین اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ویکون فعلھا
بعد صلوۃ الفرض و بعد رکعتین سنۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا صلاھا وھی
عشرون رکعۃ وینوی فی کل رکعتین اصلی رکعتی التراویح المسنونۃ یہ حضرت شریعت وطریقت
کی پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کی محدث و فقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ امام احمد رح
کی روایت بیس کی اونکی مقلدین کی درمیان مین مفتی بہا و معمول بہا ہے نہ آٹھہ کی اگرچہ روایت آٹھہ کی
بہی ان سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لکن مفتی بہا اور معمول بہا نہین ہے اور عینی شرح ہدایہ مین ہے وعند
مالک تسع ترویحات ستۃ وثلثین رکعۃ غیر الوتر واحتج علی ذلک بعمل اھل المدینۃ اس سے
امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتی ہین اور ایک روایت ان سے چالیس کے بہی ہے الغرض انکی
مذہب مین بہی آٹھہ نہین بیس تو ہین چلیس یا سولہ اور زیادہ ہین اونکی یہان اب مذہب حنفی جاننا چاہئے
منیۃ المصلی و کنز الدقایق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار و شرح وقایہ
وملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہا کتب مین بیس رکعات کو سنت لکہا ہے اور در مختار مین ہے
التراویح سنۃ موکدۃ وھو عشرون رکعۃ الخ علامہ شامی فرماتے ہین ھو قول الجمھور وعلیہ
عمل الناس شرقا و غربا اور عینی شرح ہدایہ مین ہے احتج الشافعیۃ بمذھبھم بما رواہ البیہقی
باسناد صحیح عن سائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عھد عمر رضی اللہ عنہ

بعشرین رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلاً ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعة قال ھذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہی کہ سند صحیح سے ثابت ہو کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علی رضی امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہی اس لیے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی عینی میں چند سطور کے بعد ہی قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفة رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ھو السنة ویصلی الباقی فرادیٰ
کانہ لیس من التراویح بل ھو نفل مبتداء اذا لجماعة فیہ مکروھة انتہی اس سے واضح
ہو کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کی نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہی نفل ہیں اس لئے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہئے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہی تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہی روی ابن ابی شیبة فی مصنفہ والطبرانی
والبیہقی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وھو معلول بابی شیبة ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبة وھو متفق
علی ضعفہ انتہی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہی ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہی مضر نہیں ہی اس لئے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہی کہ علماء اس کے
موافق عمل کریں اور اسلئے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہہ دیتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہی نزدیک علماء کی اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہی اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پروا کر دیتی ہی چنانچہ شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر جلد
ثانی کی صفحہ ۱۶۶ میں فرماتے ہیں ومما یصحح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اھل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرھم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال مالک
شہرة الحدیث بالمدینہ یغنی عن صحتہ سندہ انتہی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدھا مقال لایضر بعد تلقی الامة بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ جب علمای صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کے موافق عمل کرین اور امت محمدیہ تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہین ہوتا ہے پس اسیطرح حدیث بیس رکعت تراویح پڑھنی آنحضرت صلعم کی ہے کہ جب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مین بیس رکعت تراویح پر بدون انکار و اختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی ائمہ مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقا و غربا اسیہی پر عمل ہوا تو بلا شبہہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہے اس سے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہونا واضح ہوگیا پس حدیث مرفوع و عمل خلفاء راشدین و من بعدہم سے سنیت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین مین کلمہ علیکم بمعنے الزموا کے ہے چنانچہ نحو میر پڑھنے والا بھی جانتا ہے جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم نے سنتی پر کیا اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہے پس سنت خلفاء راشدین کے حقمین بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی و سنت خلفاء دونوں کا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہے ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہے کیونکہ کلمہ الزام کا دونون کے حقمین وارد فرمایا ہے اور یہ تراویح بیس رکعت سنت خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہو لیا پس انکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہو گیا پس تراویح کے بیس رکعت سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم و مفہوم باحسن وجہ ہے **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض فرماتے ہین تو یا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی مین نہین لیتے ہین جو معنی حقیقی اسکے ہین اور بلا تعذر حقیقت کے اور بلا وجود قرینہ صارفہ کے معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی کے انصراف فرماتے ہین تو یہ انصراف انکا جائز نہین سمجھا جاتا قاعدہ کیونکہ علم اصول مین مبرہن ہو لیا ہے کہ بدون تعذر حقیقت و بلا قرینہ صارفہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست نہین اور علم کلام سے واضح ہو چکا ہے کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کے جائز نہین ہے پس یہان امر ناجائز لازم آتا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور مین اپنے معنی حقیقی پر نہین ہوا اور الزام اس سے مراد نہین ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین دونون کے حقمین وارد ہے تو دونون سنت کا الزام ثابت نہین دونون عمل مندوب و مستحب ہوئے پس کوئی سنت نبوی بھی لازم نہین نبوی جیسے سنت خلفاء راشدین لازم نہین اور آٹھ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہین ندب ثابت ہوا تو مؤکدہ ہونیکے کیا معنی ہین پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہے اور اگر اسیہی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث شریف مین وارد ہے آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب و استحباب مراد لیتے ہین

تو

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہی وہ ہی ہمارے نزدیک نا جائز ہی اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بہی قسم مجاز کی ہی پہر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کے بدون قرینہ صارفہ
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہی پس یہ کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کسطرح
درست و راست ہی اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی حقیقین واقع ہیں انحراف فقط
ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکے اس قول کو کوئی غیر مقبول مطعون نکہے اور صحابہ یعنی خلفائے راشدین رض
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہیں تو وہ بھی اپنی طرف سے نہیں مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی معلوم ہو چکی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا ہے بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہی تو ظاہر یہی ہی کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیاء فرمایا ہی جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تہا فتح المنان بمذہب النعمان میں شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں فالظاہر انہ
قد ثبت عندہم صلواۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن
عباس فاختارہ عمر رض انتہی اور کیونکر ہو سکی کہ تعیین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجرا فرماویں اور تعیین بیس رکعت کی کریں اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین میں سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ میں نہ تہی لیکن ہوئی ہوتی تہی اگر وہ چیز
ہوتی تہی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرات نہیں کرتے تہے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تہے
چنانچہ جمع کرنا قرآن شریف کا خیر و احسن تہا لیکن اول وہلہ میں صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہیں کی
ہی ہم کسطرح کریں اگرچہ آخر میں اتفاق ہو گیا اور اس بارہ میں کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہیں ہی پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رض کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے
بسا بعید بلکہ ابعد ہی اور نعمت البدعۃ ہذہ فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہیں کہ بیس رکعت کی ہی حقیقین ہے
کیون نہیں جائز ہی کہ وہ دوسرے بعض حیثیات کے سبب ہووے مثلاً اول شب میں پڑھنا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور
اجرا فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت کو قرار دیکر امام ابن الہمام سنت موکدہ کہتے ہیں ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت موکدہ ہوئیں نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت موکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہی اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہی بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رض سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہی تو اس سے حدیث ابن عباس رض مثبت بیس کا رد ہونا

لازم نہین آتا اسلئے کہ حضرت عائشہ رضؓ تو فقط وہ حال آنحضرتؐ کا جانتی تہین جو حضرت عائشہ کے موجودگی
مین صادر ہوا ہی آنحضرت صلعم سے باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عائشہ رضؓ کے موجود نہونیکے سبب سے انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی اونکی
قول سے ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی سے جو روایت آٹھہ کی ہی تو وہ بہی محمول بعض اوقات واحیانا پر ہوسکے ہین
پس روایت آٹھہ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفاء فقط آٹھہ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کا کہ اون کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و موکد ہونا حدیث فعلیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل رد و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بی علمی و نادانی سے کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھہ خدا تعالی کے اور آنحضرت کا اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بہائی کہہ دیا درست
رکہا ہی اور وتر کی ایک رکعت کی منکر کی ایمان کا ٹھکانا نہونا لکہتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رضؓ جو منکر ایک رکعت وتر کے ہین و امام حسن بصری و تمام حنفیہ علماء وغیرہم
کی ایمان کا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علت اس حکم کی یہان بہی موجود ہے
پس ایسی شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور پہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتی ہین کہ اسکی اصل شرع سے
اونکی نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت
جائز ہوجاتا ہی کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر با حسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسیہی امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کی حقمین استعمال کرنا جائز نہین کہتی ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے ہین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سے واضح ہی کہ اسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑہے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے سے نماز پڑہلے اور قلتین سے وضو کرکے نماز پڑہی اور ضب کہائی اور بیان پر مسح کرکے نماز پڑہلے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اہل الذکر

انکنتم لا تعلمون الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہے اور تصریح کی ہے کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہے
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہے الخ اور یہ تناقض متدافع بین القولین دلیل جہالت وبے علمی
جامع براہین کی ہے اب بتائیے بے علمی تمہاری ہے یا صاحب انوار ساطعہ کی پس اب یہ بھی گائیے مصرع
ہین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔ پس بے علمی ولا مذہبی جامع براہین کے واضح ہے اور صاحب انوار
اسکی بہتان سے بری ہے اور انکا حال بھی معلوم ہے اور آیت فاسئلوا اھل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہے لیکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کے مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اسی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی کی نہیں ہو سکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہے کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین اوسمین مطلق پر زائد ہے اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہے
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اسکے اسکے نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہو جاتا ہے
اسی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے پس بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد وفاتحہ
وسوم وغیرہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہے اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ ومتاخرہ باعلی صوت اسکی ندا کرتی ہین تو چاہیئے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہے اسی دلیل سے مقید کو بھی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اسکی ان
امور مقیدہ مین جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید وغیر مقید دونونکو ہے پس اسکے قول سے امور مذکورہ مقیدہ
کا ثبوت ہو گیا اور اسی سے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہو گیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف وقیام وطعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی رح وجلال الدین
سیوطی رح وابن جزری وابن جوزی وسخاوی ودیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی وچند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم رض کی کلیب رض
کی ہے واضح ہے اور حدیث جریر کی المحامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ نے درایۃ وروایۃ مستحسن جانا ہے چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایت الامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا
بلاضرورت یون بھی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہے پس یہ امور بھی بلاضرورت یون بھی جائز ہوئے پس اول
سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دھرمی کی سو تمام اپنی تقریر اس نے یہ مسئلہ بیان

کرکے رایگان ولغو کردی اور اپنے رسالہ کو مردود ولچر اسنے کر دیا عاقلین پر واضح ولائح ہی کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حقمین مفید ہی یا ہمارے حقمین الحق یعلو ولایعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہی کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرتکو یہہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کے امور بہت سے اس شخص خاکلکے
ہین کہ اسکے اقوال کے متناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بعض علمی قواعد ومسائل شرعیہ سے اسکی
ناواقفی ظاہر ہی چنانچہ اسکے چند اقوال اور بیان کیجاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ الحاصل اوس بادہ
کیوقت مین جب ہوم ہی محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت موکدہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کے جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قولکو رد کیا اور فتوی دیا کہ یہ مستحسن و مستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہی جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہی پس اسیطرح فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علما اور مشائخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتے چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکہا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ
اور رائج ہوگیا یہ تمام شہرون و ملکون مین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ نے لکہا ہی الخ **قال** جامع براہین
فی صفحہ ۱۶۶ **اقول** تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماعکو جو مزعوم مولف ہی باطل کر دیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھہ ثبوت نہین پس سب آپکے علماء کا فتوے لایعباء بہا ہوگیا اور بدعت
ہونا مقرر ہوگیا اور حاضر ہونیسے مشایخ او علماء کی کچھہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچھہ بھی تعلم وعقل ہو تو ظاہر ہی پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروع کا موجب جواز کا نہین ہوتا ہی پس سخاوی کے اس قولمین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکھنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا او اسکے انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع کی اور جھوٹ ہی بلکہ انکار فاکہانیکا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہی کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حرف

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی میں بھی اُنکی جواب کو نقل کیا ہے اور تسلیم رکھا ہے اور طرف
داری فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہیں کی اور ایسی ویسی تو اُنکے کلام سمجھنے کے لیاقت بھی نہیں رکھتے
رد و انکار تو کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا نہایت کامل ہے اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہے اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو میں ذکر کرتے ہیں تا کہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت اُنکی رد کی اور سخافت
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہیں جانتا ہوں میں کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت میں **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہیں لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل بن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہے اور میں نے بھی ایک اصل استخراج کی ہے اور دونوں اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ فاکہانی کے علم میں اصل نہ پہونچی اور فاکہانی کا علم اصل مولد تک نہ پہونچی اور
فاکہانی کو تنبیہ اصل پر نہ ہوئی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں اسکی اصل موجود نہیں ہے اور دوسرے علماء و فضلا
کی علم میں بھی اسکی اصل ثابت و موجود نہیں ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہے ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ عدم علم کسیکا دین الٰہی میں صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہیں
رکھتا ہے چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احدیث زنجی کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
در مختار میں لکھا ہے کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے وہ اسکے جواب میں فرماتے ہیں فدفع بان عدم علمہما لا یصلح
دلیلاً فی دین اللہ انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رضی نے کیا چنانچہ توضیح میں موجود ہے لحدیث مغفل بن سنان فی بروع مات عنہا ہلال
بن مرۃ و ما سمی لہا مہرا و ما دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود و ردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلا میں موجود ہیں
کہ بعض نے اوسکا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اُس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہے بد و منکر نہیں جانا ہے پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم سے اور اونکی نزدیک ثابت نہ ہونے سے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہیں ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہیں ہوا اور دلیل شرعی نہیں قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار پاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسیطرح سے مضر نہیں ہے مثبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال** الفاکہانی محفل مولد شریف
بدعت ہے دعوت کہانیوالون اور بطال لوگون نے اسکو نکالا ہے اوسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ جب

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہین ہے اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرع کا ہووے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین نہین ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے اور اُسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ ابن وحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن وحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی پس علماء دینداروں نے اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکھا ہی اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ جلال الدین سیوطی کا بھی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال اور دعوت کہانیوالون نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہو سکتا ہی اور اپنے علم کے موافق جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الٰہی مین دلیل نہونا اوپر معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول بھی فاکہانیکا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بھی نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب کبھی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبھی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بھی اس کا استحباب و مندوبیت دو اصلون آیندہ آنیوالیو نپر قیاس کر کے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی شرعًا استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رح سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہین ہے کیونکہ ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبھی مباح ہوتی ہی و کبھی مندوب و کبھی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہووے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کی ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہان تک کہ

کو فرمایا

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہین اسمین سے احداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول مین نہ تھا اور اسی بدعت مندوبہ مین سے تراویح ہاین ہیئت مخصوصہ و کلام و دقایق تصوف و جدل مین ہے اور اوراسی مین سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کی بشرط قصد لوجہ اللہ ہووے اور امام بیہقی نے اپنی اسناد کی ساتھ مناقب شافعی مین امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتے ہین یعنی امام شافعی امور محدثہ کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت ضلالت ہے اور **دوسری** وہ جوان چار وہین سے کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے حضرت عمر رض نے قیام شہر رمضان کے حق مین فرمایا ہے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ تھی اور اسمین کسی دلیل قران و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہین ہے یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے نہونا ہے یہ آخر کلام شافعی کا ہے اس سے پہچانا جاتا ہے ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانیکا جو یہ ہے کہ مباح جائز نہین اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہے کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت مین سے نہین ہے جو مخالف قران و حدیث و اثر اجماع کی ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہے جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سے ظاہر ہے اور یہ ایسی نیکی و احسان مین سے ہے کہ عصر اول مین معہود و معروف نہ تھا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون اقتران گناہ کے احسان ہے پس وہ بدعت مندوبہ مین سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام مین ہے یہ تمام کلام جلال الدین سیوطی کا مطلب ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر و بے خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب و مندوب مباح بہی ہوتی ہے بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین ہے کر کے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ سے لگا دیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہین جانا کہ بدعت و مکروہ و حرام جب ہوتی ہے کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمین کوئی حکم جوان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہین ہوتا ہے پس قول فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکی درمیان بدعت مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہے جو فاکہانی سے صادر ہوا ہے کیونکر مقبول عند الشرع ہو سکتا ہے پس قول فاکہانیکا بہی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے اسواسطے علماء فحول و فضلاء الطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات نہوا وہابیہ کے نزدیک سو اسواسطے مقبول ہوا کہ اونکے مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا لازم نہین آتا ہے **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہے کہ اوس محفل مولد مین خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور دینوالیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اوس دینے کے سبب سے دینے والیکا دل دردورنج
مین آوے تو یہ مثل غصب کرنیکے ہی ساتھہ تلوار کی خصوصاً جب اسکی ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باطلہ دف
وغیرہ کی ہووے اور مرد عورتین مجتمع ہووین اور عورتین گانیوالے اور رقص و انعطاف و استغراق لہو وغیرہ مین
پس اسکی حرمت مین اختلاف نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہی مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہی اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہین ہی اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ مین بہی مثلاً
پائی جاوین تو قبیح و شنیع ہوجاوینگی لیکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر اور ہم نے بعض
ایسی امور رمضان مین تراویح کی اجتماع مین بہی دیکہے ہین ان امور کی سبب سے تراویح کے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویح کے سنت و قربت ہی اور یہ امور غیر مشروعہ جو مضموم اسکی طرف ہین وہ قبیح و شنیع ہین اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کی مندوب ہے اور قربت اور امور مذمومہ اوسکی طرف جو مضموم ہین وہ مذموم و ممنوع ہین یہ کلام
علامہ جلال الدین رح کا بہی بہت قوی و متین ہی اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنیوالا ناراضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص و انعطاف و مردون و عورتونکا
ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل مین جو متنازع فیہ ہی ہرگز نہین ہی فاکہانیکے زمانہ مین ہوتی ہوگی
اوسکا رد فاکہانی نے کیا ہی اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد اس لئے نہین ہوتا ہی یا فرضی ٹہرائی ہوگی یا کسی
جائی پر یہ ہوتی ہوگی ایسے محفل کے ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتین ناچنے اور گانیوالیون
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بہی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لیکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہین کی اور کسی دلیل شرعی و عقلی سے یہ ثابت نہین کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد سے بہی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہین ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہین کہ وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہی اسیہی مہینہ مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی ہے پس خوشی و سرور اس مہینہ مین اوسکے
غم و حزن سے بہی نہین ہی **قال** جلال الدین سیوطی رح علیہ جواب اس قول فاکہانیکا یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہی شریعت سے حث و ترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہی اور شارع علیہ السلام نے وقت ولادت کی کہ نعمت الہی ہے واسطے اظہار فرح و سرور
مولد کے اور واسطے ادا شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہی اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ و اظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہین فرمایا

پس قواعد شرعیت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن ونیک
ہے اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن ونیک نہین ہی یہ قول ہی جلال الدین سیوطی کا
کا بہت متین ہی اور موافق قواعد شرعیہ کی ہے اور فاکہانی نی بدون تدبر وبلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
فرح وسرور کو اولی اظہار غم وحزن سی نہونا بتا دیا ہی پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود وباطل ہوگئے اور
مخالف قواعد شرعیہ کی بلا دلیل ہونا واضح ہوگئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رحمہ کے پس باطل ودروغ ہوگیا
قول جامع براہین کا جو کہتا ہی کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی
اہل علم کی شان سے بہت بعید ہی اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے ہوئے کچھ شرم نہین آتی ہی جہلاء
وسفہاء کو ایسی ہی دروغگوئیون اور بد زبانیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکی اضلال سے مسلمانون
کو اپنی حفظ وامان مین رکھی اور یہ جو کہا کہ فقط اس کے انکار نے یعنے فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم
مولف ہے باطل کر دیا کلام بی معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہی اوپر کہ فاکہانی کا انکار یعنی دلیل
شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہو چکا ہی کہ وہ اپنے علم مین دلیل جوازنہ ہونا بیان
کرتا ہی اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہونیکی نہین رکھتا ہے اور امر واقعی کسیکے
بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہی اور بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین کرنا مخالف نص من سن سنۃ
حسنۃ کی اور اقوال آئمہ کی ہو کر ساقط وباطل ہوا پس اسی جو مبنی کیا تھا کراہت وحرمت محفل کو
اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو
خلاف کہتی ہین نہ اختلاف اور معتبر معتدبہا اختلاف ہوتا ہی نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان
القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی
انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہی نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء ومعتبر نہین پس اجماع
واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہی اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین ہے چنانچہ
اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہی کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے
کوئی معاند ومتعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہی اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے
مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکھو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج واوس نے بیعت
حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نی بیعت
کرنے مین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتی اور دلیل اجتہادی قابل قبول ایسی انہون نے نکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ ان کے مخالفت مضر اجماعکو نہین شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
مین ہے فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ
واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصراً ایسے صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کی سبب سے نتھی مضر اجماعکو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلاف کرنا
و انکار کیونکر مضر اجماع کو ہوجائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہے تو لازم آتا ہے کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضہ کی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہین کہ خلافت حضرت صدیق رضہ کی اجماعی ہے باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رضہ نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک اوسنے رجوع محقق نہین ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اسپر دال نہین ہے من ادعا فعلیہ اقامۃ البرھان پس اسیصورت مین کہ خلافت ابی بکر
صدیق باجود خلاف سعد بن عبادہ رضہ کی اجماعی نرہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی رضہ کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہے کہ خلاف سعد بن عبادہ رضہ صحابی بدری سے تو اجماعکا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماعکا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونومین نہین ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہے پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو
معلوم نہین کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہے اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانیکا کیا ہے اور کسی نے
اون جمہور مین سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہین جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہوا تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیون نہین ہوسکتا ہے اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم
مستقیم مین آسکتا ہے کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہوجاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانیکا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم وصراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے شعر راستی اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہے
اسکے ابروئی کمانکو تیر کی حاجت نہین .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہے کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہے ایسی ضلالت دنادانیکا کیا ٹھکانا ہو (برین عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف مین تصریح فرماتے ہین کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتدبہا بھی بمقابلہ جمہور ہووے تب بھی ملامت سے خالی نہین ہے اور عاقبت محمود
نہونیکا خیال ہے وفضائلکین الاصابہ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار مین فرماتے ہین وانکار
ذلك البعض من اهل السنة فللثانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصًا اذا کان المخالف اقل
قلیل یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیه جمع معتد به فلا
یخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور یکن لیس له رای لا یحسن وای فائدة ولعله
یترتب علیه ما لا یحمد عواقبه انتهی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ مین
جو اُنسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیرہما شاذ وغیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ فی تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کہا ہے اُسکی تکفیر بعض نے کہی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور مین ملا علی قاری رح فرماتے ہین وما وقع للشعبی وللنخعی مما یقتضی کراهة زیارة
القبور شاذ لا یعول علیه المخالفة اجماع غیرهما وقد فرط ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفر
لزیارة النبی صلعم کما افرط غیره حیث قال لکون الزیارة قربة معلوم من الدین بالضرورة وجاحده
محکوم علیه بالکفر دلیل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیه بالاستحباب
یکون کفرًا لانه فوق تحریم المباح المتفق علیه فی هذا الباب انتهی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد مین ہی ہیج صفحہ ۲۴۱ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعه وان خرب ما حوله تعظیمًا للمسجد و
احترامًا له من السغناقی ولما اجتمع فقهاء الامصار علی شیئ فقول واحد یخالف
قولهم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتهی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ ونادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تا کہ قول جمہور باطل نہوجاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا انکشاطرہ اُسپر ہیہ کہ اپنی بی علمی و بی فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا رباعی ایک روز وقت پاکی کہا مینے اُنسے یون :: آزردہ خاطر دوستا نیسی فائدہ
بولی وہ واقعی بڑی بیداد گرمین ہسم :: ہنسی کسی کو دل لگے لگا نیسی فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول مین لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اوسکا مطلب بی علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھہ گیا
اور یہہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہو ویتو معتبر ہے نہ یہ کہ کیفما کان معتبر ہوجاوے کہ فاکہانیکا انکار

ہی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہین کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک کے قول کے موافق جو
مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہو جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانگیا ہی اور اسیہی
پر عمل در آمد اسکا اسی رسالہ براہین مین ہی کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہی یہ تو کوئی
احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اوسکے معتبر ہونیکی یہ معنی ہین کہ تحقق اجماعکا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ
لازم نہین آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو جہلیت
صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا
جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہی اہل فہم پر روشن ہی کمفہم کیا سمجھے مسائل واقعہ کو اور
یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ مین یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہی کہ شافعی اوسکو جائز فرماتے
ہین کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہی تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون
بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہی کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے
کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہی اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے
یعنی مکروہ بھی نہین ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کی بارہ مین یہ قول اپنا جاری اسنے کیون نہین کیا کہ محفل
مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہی اوسمین اختلاف جمہور علماء کا ہی اور مختلف فیہ مسئلہ
کہ یہان محفل مولد ہی یون بھی بلا ضرورت جائز ہی پس اسیہی جامع براہین کی قول سے جواز محفل مولد لازم آنا
ظاہر ہی اب یہی تقریر اُسکی یہان جاری ہی یہان اُسکا اعتبار نہین کرتا ہی اور معتبر نہین جانتا ہی اور اجرت
علی التعلیم کی بارہ مین کچھ مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ ملنے کے سبب سے
اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر جاننا کسقدر بی علمی ہے اور امام شافعی رح کہ مخالف مذہب ہمارے کی ہین اُنکی
نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعاً ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہی جس سے واضح ولائح ہے
کہ مخالف کی نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہی پس اسیطرح یہان بھی جاننا چاہیے تہا کہ جمہور
کی نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کی واسطے کافی ہی اس بیچارے کو اپنے اقوال اگلی پچہلی کی بھی خبر نہین اور اسقدر
تمیز بھی نہین کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہین اور اسیہی کے اقوال اسکے مدعی کی بیخ کنی کرتے ہین اور اپنے
بی علمی دوسرون پر ڈالتا ہی اپنی شرمندگی مٹانیکو اسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر
خوب راست آیا **رباعی** جب کہا مین نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ❊ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچھ ہون سو ہون ❊ تم ہی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوتی تو اوس عالم نے سُنی سُنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی میں ثابت ہو چکا ہو کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
میں کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشائخ متاخرین کا جواب ایکہی ہووے اور اوس مسئلہ میں تمام متفق ہو جاویں تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشائخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درمختار میں یہ مصرح ہے واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاہر وتکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی پس محفل میلاد میں آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہیں ہے اور غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشائخ کی ہے کہ ایک جانب میں فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب میں تمام علماء ہیں تو اون تمام علماء کے قولکو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہئے نہ
یہ کہ جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچھ خوف و خشیت خدا تعالی سے نہیں کیا صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الکل بحو جو منہ میں آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل و
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہیں کر سکتا ہے ایسے مواقع میں مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان ہلانا کیونکر اسطرح درست ہے فقہانے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل وتدبر واجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
ویخشی اللہ تعالی ویراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیساکہ جامع براہین ہے لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہاں ہے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر وجم غفیر علماء
بیچارے اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہے مثلاً مشہور نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو پھر صاحب علم ہیں گو اس مسئلہ میں خاطی سخت ہیں لیکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار میں ہے
اپنی خود کو کیا خیال کرکے دست اندازی اسمیں کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمیں سرزنش نہ تھی
اور ملا علی قاری نے اپنے مورد روی فی مولد نبوی میں بادشاہان عادلین قامعین بدعت ملک مصر
و ملک اندلس و ملک مغرب و ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام میں
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان و صوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہیں
اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جزری و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہیں
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے انکو رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہو جاوے وقال اصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح فى القرون الثلاثة الفاضلة
وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل
الاسلام فى سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون فى شهر مولده صلعم وقال
الامام شمس الدين ابن الجزرى المقرى والمجرب من خواصه انه امان تام فى ذلك
العام وبشرى تعجيل بنيل ما ينبغى ويرام قال واكثرهم بذلك عناية
اهل المصر والشام ولسلطان مصر فى تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت فى سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله
بقلعة الجليل العلية فرأيت ما هالنى وسرنى ولا ساءنى وحررت ما انفق فى
تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين
ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرها مما يستقيم به الضلوع و
قال السخاوى قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين من وفقهم الله
لهدم كثير من المناكير والشين وانظر فى امر الرعية كالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بمجده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة
تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلوا
بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك
فيما هناك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولى النقل والتحرير قلت واما
العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوات
المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن بجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرن عليه
فى ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا ياباه
احد فى حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوى واما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون
الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويزيد اهتمامهم

بہ علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنہ احد من صالح وطالح ومقل وسعید سیما الشریف صاحب الحرمین الشریفین سلطان الحجاز والہ اعلم

اللوأ والحجاز ولاهل المدینہ کرمہما اللہ احتفال علی فعلہ فبان انتہی اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام

مشہور ومعروف میں محفل میلاد شریفکا ہونا اور بلا انکار علماء متحرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار

بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع ہے

اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہے اور اصول دان پر واضح ہے کہ اگر زمانہ کے علماء مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کے علماء

جو بعد زمانہ اختلاف کے ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایکطرف پر اتفاق کر لیں تو اجماع ہو جاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق

مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنیوالے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہے اسلیے

کہ وقت اجماع کے اُس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہو گئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اسوقت میں

اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام کل واحد منہم الدلیل مقرونا بالشرائط لا یکون

احد منہم ضالا ولا مخطیا بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدھم علی احد الطرفین

فدلیل المخالف لم یبق الآن دلیلا لانہ حدث دلیل اقوی وھو الاجماع انتہی وقال بعید

ذلک لان دلیلہم کان دلیلا فی ذلک الزمان لکنہ لم یبق دلیلا فی زمان حدوث الاجماع

انتہی وفی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی العصر الاول ممتنع عند

الاشعری والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیہ لنا علی الوقوع اجماع التا

بعین علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان امیر المؤمنین عمر وامیر المؤمنین عثمان ینہی عنہ ولا

یلزم تضلیل بعض الصحابۃ لان رأیہ کان حجۃ قبل حدوث الاجماع وانما یلزم خطاءہ وھولازم

فی کل اختلاف لان الحق واحد انتہی مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متحرین علماء و فضلاء

صالحین کا اسکے جواز پر ہو گیا جیسا کہ بیان ملا علیقاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علیقاری میں مثلاً مخالف کوئی

اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہے پس زمانہ اتفاقین

اجماع متحقق ہو گیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہو گیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکی باقی

نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کی تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا

شرط مانو اور اتفاق کرنیوالوں کو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء

علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے ابھی عبارت ملا علیقاری سے واضح ہو چکا

ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت بھی مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہے قال فی المسلم وشرحہ

لبحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی ممر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین (حجۃ کالاجماع)
فانہ یابی العقل من اجتماعہم من غیر ان یکون واضحا لدیہم وان کان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بھی اکثر اس محفل کی جواز ہی میں اور اختلاف کی حالت میں اکثر کے قول کو اخذ کرنا ردمحتار
سے اوپر گذر چکا ہے پس مدعی ہمارا بہر حال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی صحیح نہیں ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کرتے ہیں اور عدم علم کسی کا دین الہی میں دلیل نہیں ہو سکتا ہے اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت وکراہت میں منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہیں بدعت کا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب ومستحب ومباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت وکراہت میں کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرنا حرمت وکراہت
محفلکو بلا دلیل شرعی ہوا پس یہ خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اسکے اہل زمانہ کو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ میں تھا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانیکی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانیکو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت وخرق اجماع سے خالی نہیں ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتوی دینا علماء نے
جہل وخرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہوگئی بے علمی ونادانی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی وامثال اسکے اقوال ضعیفہ ومرجوحہ وغیر مدللہ ومردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہیں اور واضح ولائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تھا کھلگیا اور جامع براہین کا یہ قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ میں جو کہا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس جس
محل میں اول و آخر اس سے فاکہانیکے قولکو پیش کیا ہے سب کا جواب شافی بیان ہوگیا ہر جگہہ علیحدہ علیحدہ تردید
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہاں کا مکا نہیں اور قرآن وحدیث سے
کچھ ثبوت نہیں ۱ اقول باللہ التوفیق فاکہانیکی قول کا بطلان وبلا دلیل وغیر معتبر ہونا وضعیف ومرجوح ومقابل
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہووے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابھی معلوم ہوگیا ہے اور اس محفلکی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین ومحققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہے کہ انپر قیاس کرنا کام نہیں ہے امام جلال الدین

سیوطی و ابن حجر و علامہ ملا علیقاری وغیرہم متبحرین فضلاء و علماء تو اُس قیاس کو جائز و پسند کریں اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علماء کی طفل مکتب ہونیکی بھی لیاقت نہیں رکہتا ہے اور اُن کی کلام کی فہم کی بھی اسکو
تمیز نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اُس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بیفہمی و بیعلمی سے رد کرے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم اُنسے اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کما حقہ
کے وہ فاضل بھی تھے مشکوٰۃ و بخاری پر حواشی مختلفہ شروح علماء سے دیکھکر اونھوں نے لکھدئے تھے اور بعض
لوگونکو اونہوں نے آخر عمر میں احادیث پڑہائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہیں اُن کے قولکو جو مخالف
جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے تہا کہ ادنی طالب علم بھی اُنکی غلطی پر واقف ہوسکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تہا تو براہین کے صفحہ ۱۵ و دائرہ ۱۵ میں جامع براہین نے یہ کہا کہ دیگر بیان بیساختہ
طبع نے یہ شعر لکہا ہے ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تقید میں عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعتہ رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان
کا تہوکا منہ کو آیا اور اسقولکا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلے اونکا ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ بیساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد و چیلے پر صادق آیا اور خدا تعالی نے اُنکو اور اُنکو مصداق اُسکا بنایا ہے ظہور حشر ہو
کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد و اونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علماء محققین مقبولین معروفین کا رد کریں اور اُنکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کریں اور اُنکے قیاس کو کہیں کہ
کام کا نہیں قیام قیامت کیوں نہ ہووے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر
الساعتہ رواہ البخاری سچ ہے کہ جو کوئی بہائی کیواسطے کنواں کہودتا ہے خود گرتا ہے اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ میں صفحہ ۱۵۱ میں تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بہلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہے کہ غریب حدیث منحصر ضعیف میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح ایک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اُسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ و علل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہے کہ بعض محل میں غریب بمعنی ضعیف و مطعون بہی آتی ہے اور عادت ترمذی
کی ہے کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر دیتا ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکہا ہے
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہے مثلاً تو کہیں بلفظ صحیح و حسن ذکر کرنا اور کہیں ذکر نکرنا لغو و بیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہو اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بھی دو قسم ہے ایک مطعون وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جگہہ مطعون نہین ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے اور جسجگہہ مطعون وضعیف ہوتی ہو وہان فقط غریب کہکر چپ ہو جاتا ہے اس احتمال قریب کے حالت مین قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہی شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین نہین سمجھا ہے شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت ھذا ھو المراد من قول صاحب المصابیح من قولہ ھذا حدیث غریب کما قال بطریق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد پہلی مطعون حدیث غریب مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہی تو اوس سے عمر ہی مراد لیتا ہی اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث مین ہی باقی اقسام مین ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بھی کرتا ہی قال فی شرح النخبۃ فعرف بھذا انہ انما عرف الذی یقول فیہ حسن فقط اما ما یقول فیہ حسن صحیح او حسن غریب او حسن صحیح غریب فلم یعرج علی تعریفہ کما لم یعرج علی تعریف ما یقول فیہ صحیح فقط او غریب فقط فکانہ ترک ذلک استغناء لشہرتہ عند اہل الفن واقتصر علی تعریف ما یقول فی کتابہ حسن فقط اما لعمومہ واما اصطلاح جدید و لذالک قیدہ بقولہ عندنا ولم ینسبہ الی اہل الحدیث انتہی پس غریب وصحیح کے بارہ مین جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو غریب کہدینا بھی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہی اسیطرح ترمذی بھی لیتا ہو بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین یہہ حدیث ابی ہریرہ رض کی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیث وجدھا فھو احق بھا رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذا حدیث غریب وابراھیم بن الفضل الراوی یضعف فی الحدیث اس سے ظاہر ہی کہ ترمذی کے نزدیک غریب ضعیف کیساتھہ جمع ہو جاتی ہی اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع بی فہمی جامع براہین کی ہی اور صاحب النوادر پر اتہام بیفہمی و نادانیکا صفحہ ۱۵۲ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد واصول حدیث کے صحیح بتاتا ہی اور یہ شعر ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✽ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ پیش کرتا ہی اب ہماریطرف سے یہی شعر جامع براہین کو دادہ ہی اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا ہدیہ ہماریطرف سے

ہر بیت آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند ؛؛ درجہل مرکب ابد الدہر بماند ؛؛ اب صاحب انوار اس سے بری ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا میں ذکر کرتے ہیں اُس سے یہ کہاں ثابت
ہوا کہ وقت عطس کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمرؓ کا نہی کے سبب سے نہیں تھا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تھا اوس پر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہیں ہے بلکہ
موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معینہ دونوں کا ایک حکم ہوا ایک حکم کا مستلزم ہے یا نہی ضد اسکی کو جیسا کہ اہل فن
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہیں ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا
کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت سے کہ تم مدعی تھے اور تمنے ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت وممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھ علاقہ نہیں ہے لیس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائیے فہمید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی ؛؛ بنو بطفلی واز نوش ندیش بیخبرے
زعشق ما چہ کہ از حسن خویش بیخبرے ؛؛ اور کیا ضرور تھا کہ ہمانا ان نصلی فی ہذا المواطن صراحتاً ابن عمر کہدیتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہو سکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جاتا وہ فرمادیا مقصود حاصل ہو گیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات ووسواس ہی غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بے علمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہیں کہ جامع براہین کو یہ خبر نہیں کہ بعض امور شرعیہ محدود ومقدر ہیں اور بعض غیر محدود
وغیر مقدر محدود ومقدر میں زیادت نقصان جائز نہیں اور غیر محدود وغیر مقدر میں زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ میں
اسیواسطے ہمارے علما زیادت کے جواز کے قائل ہوتے ہیں اور امام شافعیؒ اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہیں
کہ جسطرح اذان وتشہد میں زیادت درست نہیں ہے تلبیہ میں بھی درست نہیں ہے فی الہدایۃ ولو زاد فیہا جاز خلافاً
للشافعیؒ فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہیں کہ تشہد حرمت وعزت نماز میں ہے اور نماز میں وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی
مقید ہے غیر وارد اوسمیں جائز نہیں ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
یتقید فیہا بالوارد ولانہا لم یجعل شرعاً لحالۃ عند ہما ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان التشہد الثانی
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور ولانہ اطلق فیہ من قبل الشارع نظر الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور
نماز کے اور اذان وتشہد کے اسی قسم کے ہیں کہ انمیں زیادت وکمی جائز نہیں ہے اور تلبیہ میں زیادت جائز ہے وہ
اس قسم میں نہیں ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار میں بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور ومحدود
ہیں لہذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفاً ویبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفۃ ولو نقص من

تشہد او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و نقصان کا محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا فیہا ان نقول الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادہ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی المأثور من غیر ان یزاد او ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد الاذان بعد التہلیل محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک مین زیادت درست اور دوسری قسم مین زیادت درست نہین جو ذکر مخصوص اوسمین وارد ہو وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی اونہین امور محدود و محصور مین سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بے علمی و نافہمی ہے کیونکہ محفل میلاد مین کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہو لیا ہوتا اور اوسپر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد مین تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہین ہے کہ اوس پر زیادت ممنوع ہووے اگر کسی وہابیکو ادعاء ہے کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف مین بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود معین ہے کہ زیادت اوسپر جائز نہین تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف مین تقیید ہرگز نہین ہے فقط اپنی جہالت و عدم اطلاع سے اوسکے معنے و ماہیت تقیید سے کوئی تقیید مطلق بتاوے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے انشاء اللہ اقوال آیندہ مین حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بے علمی جامع براہین کی واضح ہو جاویگی کہ اوس بھلے آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہین ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوسنے سنے بھی نہین ہین فقط لفظ سن بھاگا ہے الغرض اس جامع براہین نے قبل بیان اوسکی کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونون اصلون پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ لکھکر اپنے نامہ اعمال سیاہ کئے ہین اور اپنی بے علمی و نافہمی کا اظہار اوسکیا پر بخوبی کر دیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے جو یہ ہے وان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدلدیا ہے باین طور کہ ولیس فیہ نص ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور اور جامع براہین صاف فرماتے ہین کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہین کہ قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جانی ہو فلا بد لرفع ہذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم پر ڈالا ہے پھر جو عبارت نور الانوار اس بارہ مین پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہئے اور منار کی عبارت لکھی کہ شرط اجماع کل کا ہی اور خلاف واحد مانند
خلاف اکثر کے ہی تو بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار و منار سے یہ واضح نہین ہے کہ بلا دلیل
والے لوگ و با دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہین اور خلاف دلیل اجتہادی سے و بلا دلیل فقط عدم علم کے
سبب سے اور توہمات کے باعث سے بھی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہین ہو سکتا ہے یہ اوپر علم اصول سے
معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضر اجماع ہی وہ ہی جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم و انحصار بدعت کراہت
وحرمت مین شرعًا و عقلًا کوئی دلیل نہین ہے اور فاکہانی کا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو
نہین مگر یہ بات پڑھا ہوا آدمی و صحبت یافتہ علما جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن مین علما کا خلاف کرنا
بیان کرتا ہے اگر یہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاکہانی سے آجتک ہر قرن مین خلاف کرنیوالونکا نام اور اُنکے ادلہ شرعیہ جنکی سبب سے
اونہون نے خلاف کیا ہو بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۹
صاحب انوار ساطعہ کے حق مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد
دہلوی نے معیار مین لکھا ہی کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہئے ورنہ اجماع باطل ہے ویسی ہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے
ہین اور عبارت تلویح و توضیح دونون مین خیانت کرکے آخر سے اوڑا کے لکھتے ہین (اور پھر سند اجماع کی بھی
ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ
لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہو کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم
ہونا ضرور ہو ورنہ اجماع باطل ہے تو فساد اوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی
معلوم ہونا ضرور نہین فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع مین ضرور ہوتی ہی تو
یہ آپکو اس محل مین مفید نہین اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے
باینطور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہین ہی بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہی توضیح و تلویح مین اسی عبارت
کے ساتھ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہین کی ہی اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
یہ ہی واما الخامس ففی السند والناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض
لا بد من قطعی فلا یکون الاجماع لغواً وکونہ حجۃ لیس من قبیل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح مین لفظ یجوز
ان یکون کے لفظ کو اول ہی جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکے مدعی کے خلاف تھا اسنے سند کی ضروری ہونیکا دعویٰ کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہی [illegible]
لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہی کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہین بلکہ بعینہ بطریق کرامت کے اسکی حجیت ثابت ہے بلکل جامع براہین نے [illegible]

قاطع ہی اسمین یہ عبارت جامع براہین فن کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعًا و قاطبۃً اونکے حق مین سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہی وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیلہ ای سندہ بل ہو حجۃ لذاتہ کرامۃ لہذہ الامۃ واسند منہ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہی کہ اجماع لذاتہ حجت ہے مبنی سند پر نہین ہی صاحب انوار ساطعہ نے فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کی زعم مین ترجمہ بعض عبارت شرح کا نہین لکھا تھا اردو مین اور پوری عبارت نقل کردی تھی صفحہ ۱۰۱ براہین مین یہ **مصرع** چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی وخیانت یہ ہی کہ گنگوہی جامع براہین نی عبارت توضیح وتلویح مخالف اپنے مقصود کو اوڑا دیا ہی یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہی شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین فرد دے درست ہے اور خیانت عبارت کی جائز ہی اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ من ہذہ المخادعۃ والضلالۃ بعد ان واہیات مزخرفات کے اس ورطۂ ظلمات سوء ادبی وجہل مرکب مین جامع براہین آنکر گرا کہ وہ اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطی نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی وجیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (اگر حق یہ ہی یہان قیاس بھی صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہی کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہو جاویگا اور یہ بھی شرط ہی کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق مقید مثلاً **قال فی التوضیح** ولا یصح القیاس انکان فی الفرع نص لانہ انکان موافقًا للنص فلا حاجۃ الیہ وانکان مخالفًا یبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسًا علی الکسوۃ لانہما تغییر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسًا علی کفارۃ القتل مخالف اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہیے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین جس کا علم وامانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین ومحققین کے قیاس کو باطل کرے اور اصل انکی فاسد بتا دے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا اسی پر منقلب کیا ہی یعنی ؎ طہور حشر نہو کیونکہ کلچڑے لگنجے ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ؛؛ اس پر کیونکر صادق نہووے اب گنگوہی کے فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہیے توضیح کی عبارت تو نقل کردی لکن اس سے کچھ بحث نہین کہ یہ اس محل مین منطبق ہی یا نہین پس جاننا چاہیے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہی وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے اس لیئے کہ صاحب توضیح اس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کردے جسکو نص اول

اصول نے لکھا ہے اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے کہ وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہو کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اس سے مخالف ہو کر اور اوسکے حکم کا مغیر ہو کر باطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاہر ہو ما ظہر المراد منہ بنفس الصیغۃ والنص فہو ما ازداد وضوحا علی الظاہر بمعنی
فی المتکلم نحو قولہ تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ فانہ ظاہر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانہ
سیق الکلام لاجلہ انتہی وقال فی التوضیح اللفظ اذا ظہر منہ المراد یسمی ظاہرا بالنسبۃ الیہ ثم ان زاد الوضوح
بان سیق الکلام لہ یسمی نصا انتہی اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جب کوئی
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہیں ہے چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسہی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ و سوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ٹھہرا کر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہیں ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کیئے ہیں اونکے موافق قرار داوہ جامع براہین نص
ہرگز نہیں ہے وہ تمام امثلہ ایسے ہی ہیں کہ صراحۃ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح و سوق لاجلہ ہیں ہر عارف باللسان
اونکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین میں قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحۃ لفظ سے ثابت ہے اسی غرض کیواسطے اوسکو خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی و ثلاث و رباع سے مراد اعداد ہیں اور
اور احل اللہ البیع وحرم الربو جواب میں کفار کے ہے جو انما البیع مثل الربو کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربو کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے وعلی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمیں موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسہی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کریں اول و آخر جو کچھ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور اونکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہاں ہیں پس کوئی عاقل و عالم اونکو نصوص منزل حق محفل میلاد شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق میں بناویں اپنی بےعلمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے ناشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہیں تسلیم کریگا اور کافی نہ کہیگا اور ثبوت مطلق ذکر ان حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہو جاوے جو کہ مراد عبارت توضیح وغیرہ ہو کہ جس سے مخالفت و تغیر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہونا بتایا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے پس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہیں ہو تو موافق عبارت توضیح بطلان قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے کہ پس اب سنو کہ سابقا محقق ہو چکا کہ احادیث سے ثابت ہو لیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہو اور وہی ہے اجماع تمام امت کا ہو اور شرح منیہ سے بھی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کے وجود کا نصوص میں مطلق وارد ہوا ہو مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الایۃ والشکر و نعمۃ اللہ الایۃ پس مطلق النصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت میں کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے ہو اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور جب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہو کہتا ہوں میں کہ یہ سراسر سودائی خام و اثر سرسام بدانجام ہو یہ مسلم ہی کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع لیکن یہہ کلیۃً مسلم نہیں ہے کہ تقیید بدون واجب جاننے کی بہی او اوسکی تاثیر ماننے کی بھی جائز نہووے چنانچہ اقوال آیندہ میں انشاء اللہ تعالی معلوم ہو جائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہی بعض مواضع میں تقیید مطلق و حمل مطلق پر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع کہاں ہی آپکو یہ بھی نہیں خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا غفلت تدبر سے اور جو کچھ شرح منیہ سے لکھا ہو اوسکا بھی حال معلوم ہو جاویگا انشاء اللہ تعالی حق و باطل کہلجاویگا اور آیت اما بنعمۃ اور آیت والشکروا سے ابہاماً و اجمالاً و عموماً نہ تنقیصاً و تصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے وجود با جود کا ثبوت مفہوم ہو ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہیں عارف باللسان ذکر میلاد کا ظہور و سوق لاجلہ یعنے بطور نص اس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کرتا ہے پس انکو نصوص مصطلحہ بتانا صرف جہل مرکب ہو اور یہ ایہام و اجمال مانع و غیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر و دیگر علماء ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہو کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا جس سے واضح ہو کہ شکر نعمت واجب نہیں ہے ندب ہو اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ میں آیت لقد من اللہ علی المومنین وقولہ تعالی والشکر و نعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا ہے یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت پر ہو الیسی مفرح اقاقی جہالت و حماقت سے قیاس علماء کو باطل بتانا ہی شرم و حیا اوسکو نہیں جو منہ میں آتا ہی وہ کہتا ہے

انتی تمیز و فہم بیچاریکو کہاں ہی جو سمجھے کہ یہاں قیاس سے کوئی مطلق مقید نہیں ہوا ہے اول بیان النصوص بالمعنی المذکور نہیں ہے کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہو وہ ثابت ہووے دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر و دیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہیں آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہے ایجاب شیئ زائد کو مطلق پر قال مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ہو ہو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق انتہی وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب وان کانا مثبتین فان وردا معا والسبب واحد حمل المطلق علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیۃ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ہو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاءہ مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتہی

اول عبارت سے واضح ہے کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہے کہ مطلق مقید دونوں مثبت و معًا وارد ہوں اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق و تقیید دونوں کو ایکوقت میں واجب نہیں کرتا ہے اور اس قول میں کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت میں واجب نہیں کرتا ہے اشارہ اسطرف ہے کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ میں ہوگا اور ندب و اباحت میں یہ نہیں ہے کہ مطلق سے مقید مراد ہو اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت و تمانع اباحت مقید مطلق میں نہیں ہے یعنے مطلق اور مقید دونوں مباح ہوں تو اسمیں تمانع نہیں اور دونوں کی اباحت کی حالت میں مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہیں ہے اور عبارت تلویح سے ظاہر ہے کہ حمل مطلق کا مقید پر کرنے سے بطلان مطلق کا لازم آتا ہے کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید و غیر مقید دونوں کافی ہوتا ہے اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہے پس قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر کسی صفت و ہیئت کا واجب ہونا ثابت نہیں کرتے ہیں جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوسپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے جب اقتضاء تقیید یہاں موجود نہیں تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہیں ہے اور نہ قیاس واسطے اثبات اباحت و ندب محفل کے ہو نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت و ہیئت محفل کی تا بس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہاں نہیں ہے اور دوسری عبارت مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہے کہ اباحت مطلق و مقید کے درمیان تمانع نہیں ہے یعنے مطلق و مقید دونوں جائز ہوں نہیں کچھ تنافی و تمانع نہیں ہے پس قیاس سے جو جواز و اباحت و ندب ثابت ہوا تو رافع و مانع و مخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہیں ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مطلق کو مقید

کہ جسسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہے اور مطلق سے تقیید و غیر مقید دونو نکا کافی ہونا ثابت ہوتا ہے اور قیاس جلال الدین سیوطی
و ابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہے اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہیں ہے پس تقیید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہے قیاس سے لازم نہیں آتی ہے پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقیید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہے کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کہ مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے یہی واضح
ہے کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہیں وان لا یغیر القیاس
حکم نص ہذا ہو الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو ناجائز ہے اس پر
یہ متفرع ہے کہ تملیک طعام کفارہ میں شرط کرنا کہ برملا سے پر قیاس کر کے صحیح نہیں ہے اور اسیطرح کفارہ یمین میں جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح میں شرط کرنا تملیک طعام و ایمانکا غیر
صحیح کہنا ہے اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہیں ہوتا ہے یہ تقیید مطلق و مغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیہات مخصوصہ شرط ہیں اور بدون ہیہات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اس تقدیر پر ہونا
ہی جائز نہیں ہے تو تقیید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہیں ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہیں ہے
اور یہ تقیید مطلق نہیں ہے کیونکہ اوپر عبارت تلویح سے واضح ہو گیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہے پس واضح ہے کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہیں ہے وہ مقید ہی نہیں ہے اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہیں ہوتا ہے پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہیں آتی ہے بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہے اور مطلق رخصت ہے تلویح
میں بیچ بحث مطلق کے ہے فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ یلزم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ وانہ عزیمۃ والمطلق رخصۃ ونحو ذلک وبالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہے کہ قیاس امام جلال الدین سیوطی و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہے اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہیں ہوتا ہے اگر جامع براہین کے فہم میں عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جوابا علی صوت نذاکرتی ہے کہ تغیر و تقیید مطلق جو مبطل قیاس سے ہے وہ ہے جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہاں مفقود ہے پیش نکرتا اور عار جاہلیت کی ظہور کی اپنے اوپر نہ لیتا جسمقام پر اس کتاب میں جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت میں جو یہی تقریر واقع ہوئی ہی اور مجلس میلاد شریف کو اسہی تقیید مطلق کی زعم
سے مکروہ و ناجائز و بدعت قرار دیا ہی اوسکا بطلان بھی ظاہر ہوگیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہیں ہی تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہیں انکی غرض یہہ ہی کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہی جواز انکے واسطے اور انکو اتنا خیال نہیں کہ عدم
ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا یہی تقیید مطلق ہی
بیان عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتے ہیں بیان انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہی اور یہ تقیید مطلق
ایسی ہی کہ سوائی زعم فاسد انکے کوئی دلیل یقینی و ظنی و قوی و ضعیف اس پر موجود نہیں ہی جامع براہین و ہم مشرب
گنگوہی کو مطلق مقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علمأ پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہڑ باتیں نکرتے کفارہ یمین میں رقبہ مومنہ و کافرہ دونوںکی آزادی کو علماء حنفیہ جائز فرماتی ہیں
اور اسکو تقیید مطلق نہیں جانتے اسیواسطے کہ اسمیں ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہیں ہے ہاں اسکو تقیید مطلق جانتے ہیں کہ فقط
رقبہ مومنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونوں فردوں مومنہ و کافرہ میں سے ایک فرد
یعنی مومنہ میں کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتے ہیں ممنوع جانتے ہیں پس جو شخص مطلق کو ایک فرد میں منحصر کرے اور دوسرے
افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہی وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علما کے ہرگز نزدیک نہیں ہے بلکہ
ہم اہل سنت وجماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد میں نہیں کرتے اور آجتک کسی نے ہم میں سے یہ نہیں کہا
ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہی اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہیں ہی اور ہیئت کو
مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہیں آتا ہی اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہیں اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں بلکہ غیر جائز کہتے ہیں اور حال آنکہ مع ہیئت بہی فرد مطلق کا ہی پس وہابیہ نے
ایک فرد میں انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوئی اسکو ادنی فہم والا بہی جانتا ہی اور یہہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھے ہیں مگر جانتے نہیں کہ یہ نام کس جانور کا ہی اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت ہی کو تو مشرک و مبتدع
میں تحریر دیکھو تو ایک مجذوب کی بڑ ہی جس سے صفحہ قرطاس کو نقش پست کردیا ہی پھر اوسمیں سرقات گوناگوں اور تلبیسات بوقلموں بہت بڑی دلیل انکی
بزرگی کی ہی پس مولوی احمد علی سہارنپوری و گنگوہی و دیگر منکرین جو ہمیشہ حجت لاتے ہیں وہ انھیں بیہودہ ہیں یہ اہل فہم خوب
جانتے ہیں نادان مجبور و معذور ہیں امام جلال الدین و ابن حجر کی قیاس کے بطلان و فساد کی ثبوت میں جو کچھ اپنی
نافہمی و بیعلمی جامع براہین نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہوچکا اب جو کچھ ہذیان جامع براہین اون دونوں اماموں کی دو اصلکی
رد کرنے میں صادر ہوا ہی اوسکو معلوم کرنا چاہئے اور اوسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہئے جلال الدین سیوطیؒ نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائے اوس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تہا باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن
پیدایش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہی پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تہا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین پیدا کیا ہی اور یہ تشریع واسطے امت کے ہی جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑہتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدایش باجتماع اخوان واطعام طعام ونحو ذلک من القربات واظہار مسرات مستحب ہی
جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہی جامع براہین گنگوہی کا چھوٹا منہ بڑی بات وہذیانات ومزخرفات اوسکے اوسی پیہ ہین صفحہ ۱۶۲
ہین کہ اوسمین نہ ذبح کا ذکر ہی نہ تاریخ واجتماع واطعام کا اسمین ذکر نہین ہی پس باقی قیود سب کے سب اونکی نزدیک بھی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت وکراہت وحرمت وانکار پر باقی ہین) انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا
ثبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان واطعام ہوتا ہی ہے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب کسی نے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین رح اوسکا جواب بھی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ نافہم کی خبر نہین تھی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا ہی موجب کراہت وحرمت گمان
کرینگے پھر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہی جسکا بطلان اب ہی معلوم ہوگیا حاجت اعادہ نہین
اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہی یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود
امکان حمل نیک کی کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتی ہین اور فسق مین ڈالتی ہین اپنی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہی
یہ کہنا کہ بہرحال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہی پس قیاس اس سے کرنا ہی لائق اعتماد کی نہوگا یہ سراسر بے علمی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطے محدث مشہور وامام وشیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین
سیوطی رح کی کتاب موضوعات دیکھو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع وضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
مخدوشہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کر دیا ہی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہی اور اجماع ہی صحت حدیث واضح ہی پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ ہین کسی نہ کسی مین ہوسکتا ہی کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہی کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی تو مسلم ہی لیکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہی وجوب ثابت نہین کیا ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت واستحباب کے طور پر بھی ثابت نہین
ہوتا ہی تو یہ غلط ہی اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہی وعن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ وفی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال وذکر ابن حزم الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی وفی خاتمہ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ وکذا ابو داؤد وکان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فلابد

فی اللباب غیرہ وموجحہ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہو جامع براہین گنگوہی کا ثبت
عمل لکہنا سراسر غلط ہو اس شخص کو کچہہ خوف خدا تعالی کا نہین اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الہی گمان کرلیا ہو جو زبان پر آجاتا ہی
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجھنے کی لیاقت و استعداد نہین ہی
جامع براہین کو دیکہو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکہو کر عقیقہ کے معنی لغوی و شرعی دونونکو سیوطی نے ترک کر کے ایک معنی
مجازی لئے اکہ دم شکریہ کا ہی سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہین ہوسکتا ہی اب وہی شعر کلومی
گنجی کا یہان صادق ہے بلکہ حق یہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ بے ثبات ٭ میدان معرکہ مین کبہی کیا لیک کے پاؤن
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہین معنے مجازی لینے مین درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی و شرعی
وغیرہ نہین ہی اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہی کہ اعادہ عقیقہ کا نہین ہوتا ہی یعنے اعادہ عقیقہ متعذر
ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی مین مجازی معنے مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحاء مین شائع و ذائع ہی گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہی تو قرآن و حدیث کے معنے مجازیکو بہی قبیح جانکر اپنی
ہمدانی و نادانی لوگونمین بخوبی ظاہر کردی اور جلال الدین سیوطی رح نے جب تعذر معنی حقیقی کے وجہ گذاری تو بلا دلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہین لئے پس اعتراض گنگوہی کا بہی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہی کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہین سمجہا ہے **چوتہا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا برانی بڑنگی ہی کہ مطلق کا مقید کرنا ہے
جسکا بطلان ہم اول بیان کرچکے ہین کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہین ہی پس یہ چوتہا اعتراض جہلکا
بہی ساقط ہو گیا **پانچوان** اعتراض نا فہمی کا یہ ہی کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ و ماہ و اطعام و سرور و اجتماع ثابت نہین
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا اور ائمہ قرونمین متروک ہونا دلیل
اسکی ہی کہ اسکی کچہہ اصل بہی نہین ہی اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی رفع ہوا
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہین اونکو لکہکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہی ہم عنقریب بیان کرچکے ہین کہ اونکے
فہم والا بہی جانتا ہی کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سنت مرضیہ کے اپنے اصحاب رض کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت کے سرور کے ہوتا ہی اور اصحاب رض کو کہانا کہلانیکی آپکو عادت تہی اپنے ضرور کہلایا ہوگا پس اجتماع و سرور و اطعام
ثابت ہی یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع مین آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع و اطعام آنحضرت کے پاس نہین
ہوتا تہا یہ نہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہین ہوسکتا ہی جامع براہین ہو و بتو ہو وسے اوسکا
کیا اعتبار ہی اور تشریح کے طور ہونا مقتضی اعادہ کا ہی غور چاہئی اور فہم سلیم ضرور ہی تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہے کہ کتاب
وسنت میں موجود نہیں تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم
جامع براہین کے ہے ورنہ فاکہانی کے قول میں اسپر دلالت ہرگز نہیں ہے فاکہانی کے رسالہ میں سوال وجواب دونوں میں
ذکر تاریخ معین کا نہیں ہے اجتماع ماہ ربیع الاول میں جو ہوتی ہے سوال ہے اور اوسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہے کہ کتاب وسنت وغیرہ
ہما میں اسکی اصل ہونا مجکو معلوم نہیں ہے چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانیکی یہ ہے اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین
عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول یسمونہ المولد ہل لہ اصل فی الشرع او ہو بدعۃ وحدث
فی الدین وقصدوا الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہے وخاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ
اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین میں ہی رکھتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت
صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم میں ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں **ف** صوم اثنین ہر بر تقدیر سبب آن شکر نعمت
وجود آنحضرت صلعم ووجود دین وشریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول میں ہے اعادہ شکر کرنا ثابت ہے اور خاص
اعادہ شکر ولادت کا ہی ثابت ہے اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کے آنحضرت صلعم
رکھتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بھی مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہیں اشار علیہ السلام بفضل
ہذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن
لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بھی جانسکتے ہیں پس تاریخ وماہ ودن سب واضح
تھا اسواسطے کسی عالم نے اس سے تعرض نہیں کیا منکر بداہتہ وہابیہ کا کیا اعتبار ہے اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی
نہیں ہے خلاصہ کیدانی سے کو گنگوہی نے اٹھا کر دیکھلیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دوبارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی
مثبت استحباب ہے والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخری شاید گنگوہی یہ کہدے کہ اس عبارت
کے بعد وما احب السلف بھی موجود ہے جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا
بھی جمع ہووے اور عمل مذکورہ میں یہ دونوں امر موجود نہیں ہیں یہ قول بھی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم
اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت میں ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل
آنحضرت صلعم کافی نہیں ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ
بھی کیہ اتصنا کچہ بعید نہیں اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہیں تو اوسوقت یہ جانیں کہ

مخالفت سبیل مؤمنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کی ساتھ جسوقت مضموم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ مین وما احبہ السلف کی عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا حاکر
مجموع پر حکم استحباب کا کرین نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت مین بھی کرین اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہوگا کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہو کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہی جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہی تو مانلی تب
بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہی اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہین ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیون نہین کیا اور ان قرون مین کیون متروک ہوا لغو ہی کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہی اور کیون نہین جائز ہی کہ عمل اسکا سلف مین ہوا ہووے اگرچہ ایسا مشہور نہوا ہووے
کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہین پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہی کہ عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہو نیکے سبب سے سلف مین دوسرے فرد پر عمل در آمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
عمل مین لانا اوس کلی کا ہی کسی فرد کے ضمن عمل مین آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہین ہی پس عمل سلف ہوا ہو
لیکن گنگوہی غرابت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین مین نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہی کہ اسکی
کچھ اصل نہین ہی جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی تو شرائط احادیث بخاری ومسلم والنسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین مین
نہ تہین اور دیوبند کا جلسہ امتحان و دستاربندی کا بھی اون قرون مین نہ تھا اور تقویۃ الایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو
وہابیہ بھی اوسکو کرتی ہین ان کل کی اصل کچھ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہئے اور یہ تمام ضلالت ماننا چاہئے
اور فاکہانیکا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہی کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے اوپر گذر چکا ہی اون اقوال فاکہانی مین یہ اعتراض
ہرگز نہین یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہوا اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہی اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہوگیا کہ تقیید مطلق اسمحل مین ہرگز صادق نہین ہے سفہا
سفاہت سے زعم کرین تو اونکی کون سنتا ہی اور فاکہانی نے جو اپنے عدم علمی اصل مولد کے بارہ مین ظاہر کی تہی سو اصل نکالکر جلال الدین
وابن حجر نے پیش کردی اور بغفلت عدم تدبر یہی جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت مین فاکہانی نے گمان کر لیا تہا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تہا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت مین اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بے علم ونافہم ہووے تو کسی دوسرے کا
اوسمین کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابقہ
کہ جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتی تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے وحشر کا بیان بھی انکو حشر معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی کو بھی عبارات

مسائلہ حقہ کو سمجھتے نہ تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطیؒ پر تعجب ہوتا ہے اور اعتراض باطل فاکہانی کو حق بتاتا ہے اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہیں کہ بھلا کوئی آفتاب پر بھی خاک ڈال سکتا ہے ۔ کیوں ڈالتا ہے خاک اُٹھا کر زمین سے تو ؛؛ پڑتی کہیں ہے خاک بھلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطیؒ کی اصل کے بارہ میں تو مصداق شعر ظہور حشر نہ ہو کیونکر گل چڑھے گنجے ؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہے اور جلال الدینؒ کی جلال کی تاب نہ لا کر رگ فاش اٹھا چکا ہے اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل بلکہ
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ میں گلچڑے گنجے کے مانند کچھ آواز نکالنا چاہتا ہے مگر کوّے کے غاغان
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہے شاید بائزاری و متانت علمی اون جہل فہم و فضل سے واقف نہیں زبان
حال اوس علامہ کے یہ واضح ہے **انا صخرۃ الوادی اذا ما ازدحمت و اذا نطقت فانی الجوزاء** گنگوہی بیچارہ لہوس جہل علم و فضل
کو نکر لیسے کب اٹھا سکتا ہے یہ سنگین طبع ٹر پتھر اُسکے ٹھوکر کہاں اٹھا سکتا ہے بقول نطاقی ۔ نہ شاید روز تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب ؛؛ جب جلال الدینؒ کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ میں عندہ سے منہ گرا ہے کہ الجھنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دہ سر کفر قوان باطلہ کے کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکھتے دیکھکر پوچھا کہ تم کیوں
اُس دن روزہ رکھتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز میں فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرا روزہ رکھا تھا تو ہم بھی رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم حق ہیں ساتھ موسی علیہ السلام کے تم سے پس آپنے روزہ رکھا اوس سے
معلوم ہوا کہ بعد منت او احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہے اب سنو یہ قیاس بھی درست نہیں ہے اول تو وہی تقریر
سابق یہاں بھی ہے کہ شکر وجود دیر جود دیر آیکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہے پس قیاس لغو ہے اور بسبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منقلب ہے ؛ ظہور حشر نہ ہو کیونکر کلچڑے گنجے
حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ؛؛ ابن حجرؒ مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاس کو جلال الدین سیوطیؒ و ملا علی قاری وغیرہما علماء محققین تسلیم کر چکے ہیں عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس میں بطلان و فساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح قبول کرتے ہاں جامع براہین مانند سفہائے لا مذہب
لہم کے یہ کہدیگا کہ یہ محققین متعصبین میں تھے اور بدعتی تھے اور ادلہ شرعیہ سے اعتراض کرتے تھے اور قیاسات فاسدہ
پر اُنکا مدار تھا اور اُن میں سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جانچنے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
و سفہاء وہابیہ غیر مقلدین کے حضرت خیر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہیں کہسکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہے کہ
مجتہد سے خطا ہوتی ہے یہ قیاس خطا ہے تو عاقلین جانتے ہیں کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کہ درجہ رتبہ اجتہاد نہ رکھتا ہو وے جیسا کہ گنگوہی ہے بلکہ اقوال حنفیہ و آئمہ بلکہ
ظاہر کرنا جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہیں کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجھے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر ایسی ہو کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر پر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار نہووے تو تمام لامذہب لہم قیاسات حقہ
کو باطل بتاتے ہیں اور جامع براہین کو بھی لو عار ظاہر ہے ولسانے تقلید کا ہی اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہے پس تمام قیاسات
حقہ موافق لامذہب لہم کے باطل بتاوے اور کہلا ہوا لامذہب ہو جاوے و تقیۃً مقلد بننا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکی بعض لامذہب لہم کے تقریر
کی ہم جوابات دیتے ہیں تو اسیطرح جامع براہین گنگوہیکی تقریر پر تزویر ہذیانات کی بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک مثل ہے کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچہ نہو سکا تو ہمیشہ یونکو سکوت کے واسطے کہ راہ راست پر نہ آجاوین یہ مثل ہر شرمگرد ہے ؛ ناک مشہور ہو وین نزا بدون نین
ہم بہی ہیں پانچوں سواروں میں ؛ دیکھو اس قول میں بھی وہی رونا رویا کہ مطلق مقید ہو جاتا ہے جسکو ہم اوپر کتب اصول سے بخوبی ثابت
کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی ہے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا بطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی جیسا
رقبہ مومنہ کا جواز و عدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے اور
جامع براہین و دیگر وہابیہ کی غرض یہ ہے کہ ان قیودات کے ساتھ یہ محفل جائز نہیں ہے تو انہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کر دیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا بطلان ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستونکا کام
ہے نہ کسی مسلمانکا قول اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور
خود مثبت اجتماع جو فاکہانی کا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** و باللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بمنازل جامع
براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا اس سے واضح ہے کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے
فروعکا ثبوت ہو جاتا ہے اور حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جب ان میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کی ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور
اوس سے منفک نہیں ہوتا ہے اس روز اعادہ شکر ضروریاً ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجر رح یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگونکا و اطعام طعام
فروش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لاحق و ملاحق سرور کے
ساتھ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اسکے ثابت ہو گئے اور اونمیں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں ہے جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ سے قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہین اور علامہ ابن حجر نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرکۃ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للآخرہ کے ہین اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جن سے شکر مفہوم ہو ملحق
ہی پس ابن حجر رحمہ نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ احسن تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر
پر کیا ملامت ہی شیخ سعدی نے اول ہی ایسے لوگونکی حق مین فرما گئی ہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ
پس قطع جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہین ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہی ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رحمہ نے ہباء منثورا کر دیا اور اوسکا خاکہ اُڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ مین منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل مقرر و متحقق فاکہانی کا بی اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور بدعت سیئہ
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہی جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کی مخالفت کتاب و سنت و اجماع
سے ثابت نہین ہی اور یہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہی کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہو کہ موجب سرور مؤمنین و حزن شیاطین ہی اور
بلاشبہ مستحب ہی تو قول فاکہانی رحمہ باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا **قولہ** اب تحقیق اس فعل
کی سنو کہ بخاری و مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کی مکہ مین رکھتے تھے عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء
تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلعم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ (علی عادتہ قسطلانی) وامر الناس بصیامہ
فلما فرض رمضان (فی السنۃ قسطلانی) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول سن مین آپنے حسب عادت رکھا تھا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکھ رہا ہی اور خود ابن حجر عسقلانی نے
بھی شرح بخاری مین یہی اقرار کرتے ہین اور لوگونکو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالی تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہین ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکھا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہی کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ لعادت و افتراض اللہ تعالی تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہی اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہی کہ اول سن مین آنحضرت صلعم نے روزہ عاشوراء کا
بحسب عادت رکھا تھا اسمین دلالت اس پر کہان ہی کہ واسطے اداء شکر اوس نعمت کی جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانون پر وارد ہوئی تھی کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تھا اور اُسکے رنج و الم تکلیف رسانی سے نجات ملی
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانونکو کبھی آنحضرت صلعم نے یہ روزہ نہین رکھا اور یہ کوئی استحالہ عقلی و شرعی ہی کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا تھا بطور اداء شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کے ہوا ہو وے یا بنقل

متواتر یہود کی کہ تواتر مین ایمان و عدل شرط نہین ہی ساتھ بیان اون علماء یہود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہوچکے تہے
آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکریہ روزہ رکہا ہووے اور علی عادتہ رکہنی سے یہ زعم فاسد کرلینا اگر کسی وقت مین منسوخ نیت
ہوجانا نہین ہوسکتا ہی کبری و صغری ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت مین ہونا منافی دوسری نیت کی ہی تو دوسرے وقت مین بطور فرضیت
رکہنا بہی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکہنا خود جامع براہین بہی قبول کرتا ہی اور پہر منسوخ ہونا بہی مانتا
ہی پس بہ نیت اداء شکر بعد بیان یہود کے روزہ رکہنا بہی ویسہی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یہود کے فقط علی عادتہ تہا
اور بعد بیان بہ نیت اداء شکر کی ہوگئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بہی نیت ہونا جائز ہی پس علی عادتہ پر یہ مرتب کرنا جامع
براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کیواسطے نہوا تہا بناء فاسد علی الفاسد ہی و قول سفاہت و تقریر کاسد ہے
اس جامع براہین کو صحبت بہی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذرچکی ہین اور وہ منسوخ
نہین ہوئی ہین اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاوین کہ یہ احکام شرایعت ما تقدم کی ہین تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا
اور ماننا اونکا لازم و ضروری ہی بلکہ آنحضرت صلعم بہی اوس حکم مین شامل ہین اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہی طریق ثبوت
کا علماء محققین بیان فرماتی ہین قصہ کرنا اللہ تعالی و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ما تقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور
اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الہی ہی زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والونکو جبتک ناسخ
ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہی دوسرے اجماع امت کا ہے اوپر استدلال کے ساتھ **قولہ تعالی** کے وکتبنا
علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص
پر ہماری شریعت مین بہی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسی علیہ السلام
کی رکہتی ہین تو فرمایا کہ مین احق ہون ساتھ اونکے چنانچہ کتب اصول مین یہ موجود ہی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم مین بہی
یہ موجود ہی بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہی المختار انہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد البعث ونحن معشر الامۃ
متعبدون بشرع من قبلنا و یجب علینا العمل بہ مالم یظہر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر وعلیہ
جمہور الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ وطریق ثبوتہ عند الحنفیۃ قصص اللہ و رسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار
ومن ثم ای لاجل طریق معرفۃ اخبار اللہ تعالی او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا رابعا مسائل صار داخلا فی الکتاب والسنۃ
لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالی فیلزم المکلفین الذین وجدوا زمن الخطاب و بعدہ مالم یظہر ناسخ یرفعہ
ولنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالی وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف
والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشورا
حین نصوا ان یہود یصومونہ اقامۃ لسنۃ موسی علیہ السلام قال انا احق بموسی انتہی اس سے واضح و لائح ہے کہ

آنحضرت صلعم وامت آنکی متعبد شریعت سابق کیہین اور غیر منسوخ پر ہمکو عمل کرنا واجب ہی اسطرحسے کہ یہ شریعت ہمارے نبی صلعم کی ہی نہ اسطرحسے کہ شریعت نبی دوسریکی ہی اور اسکے چند ادلہ ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ آنحضرت صلعم نے روزہ عاشورا کی بارہ مین فرمایا کہ مین موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنیمین احق ہون جس سے واضح ہی کہ نبی سابق نے جسپر عمل کیا ہی اور وہ ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوسپر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو چاہئی اور یوم عاشورا کا روزہ بجز ادائے شکر الہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جوانا احق ہنسے واضح ہی دوسرے طور پر رکہنا کسی دلیل شرعی وعقلی معتبر سے ثابت نہین پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ رکہا تہا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے رکہتے ہین بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے ادا حکم الہی جانکر رکہا تھا اوسیطرح آنحضرت صلعم نے رکہا تہا یعنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کی تھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہین جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکہنیکا کرنا سراسر بیعلمی ونافہمی ہے **قولہ** دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہی کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینة فوجد الیہود صیاماً یوم عاشوراء فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما ھذا الیوم تصومونہ فقالوا ھذا یوم عظیم انجی اللہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکراً فنحن نصومہ فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر الناس بصیامہ الحدیث پس اس حدیث مین اول کلام تو یہ ہی کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومہ یہ اتباعاً لموسیٰ خود یہود کا روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روز نجاة کا تہا اور پھر شکر نعمت کا مثل سب نعماء کی بردم رہتا ہی اس سے بحث نہین پس فخر عالم صلعم کا روزہ بہی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق تقریر وتزویر جامع براہین کی دیکہو اپنی طرف سے فنحن نصومہ کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم مین موجود ہی فقالوا ھذا الیوم الذی اظھر اللہ فیہ موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیماً لہ فقال النبی صلعم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فامر بصومہ دیکہو خود حدیث مسلم مین موجود ہی نصومہ تعظیماً لہ اسکو چہوڑ گنگوہی نے اپنی طرفسے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور یہ اسواسطے ترک کردیا جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہین ہوگا اور جامع براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ فقط فساد وعناد وخُبثاً نظر ہی کہ روزہ بطور اداء شکر خدا تعالی کے کہنا آنحضرت صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو اُدعا استی ہونیکا کرتا ہی اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنا ہی اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہی آنحضرت کی کرتا ہی اور اسہی تحقیر مین اول سے آخر تک سرگرم ہی اور انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی مین اتم ہی اور واقعی امر یہ ہی کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی وجعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھہ بے حسبتو نکو خوف خدا نہیں آنکھیں بند کرلیں منہ پھاڑ لیا جو چاہا بکدیا
دین و ایمان سے تو کچھہ علاقہ نہیں نہ شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھہ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہین اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت مین ڈالیگی
کہ قریب ہی جو دیکھو گے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم آواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہین کہ خواب جہالت سے بیدار ہون
اور نشہ شراب سفاہت سے ہوشیار ہون اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ اور مقابلہ کو تیار ہون اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بہی نہیں ہے کہ علماء محققین کتب اصولیین تصریح کرچکے ہین کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تہے قبل بعثت کی
بہی لکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اوس زمانہ مین کہ آدم علیہ السلام درمیان روح و جسد کی تھے
آنحضرت صلعم نبی تھے اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کے ہین اوسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت مین تابع کسی رسول کے نہ تھے اور تعبد آپکا اس جہت سے تھا کہ وہ حکم الہی ہے نہ کسی دوسرے کا
جیسے فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراهیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ
من الشرائع لا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بالشرع منسوخ
حرام لبقاء المنسوخ واجب علیہ وهو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیا وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین هم کالخلفاء لہ فلا یتعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا لغیرہ انتہی اس سے واضح ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بھی نہ تھے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکی سبب سے کرتے تھے وحدیث نبوی لو کان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہے کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری مین اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کے اونکو چارہ و گنجایش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اور آنحضرت صلعم کو اس روزہ
عاشورا کے رکھنے مین تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہے پس یہ مخالف قول مختار علماء فقہا و اصولیین کے اور برعکس حدیث
مذکور کے ہے پس بعلمی و بے انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہوکر اوسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے حق مین
کوشش منقصت شان کرنا اور ابلہ فریبون سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کے بنانا اور رفائز بمقصود نہ ہونا
ثابت ہوا ابھی مقتضی محبت و ایمان یہ ہے کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی کے موجود ہونیکی جو دال اسپر ہین کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کے اور خصوصا موسی علیہ السلام کے نہین تھے اور نہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرکے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کیونکہ شکر روز نجات تھا جس سے واضح ہے کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہو پس سراسر غلطی و بےعلمی ہو اول تو اسیہی حدیث روزہ عاشورا سی واضح ہے کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکہا تہا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبد الحق اوپر گذر چکی ہو وہ باعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کی ثابت ہو اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکہتی تھے اور سبہی ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت و شکر دین کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم جامع براہین کا باطل و مخالف احدیث و اقوال علماء کے ہوا **قول** صـ ۱۶۵ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ رکہا تھا سو یہود دو کام کرتی تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسی کی تھی یا اوسپر فرض ہوگیا تھا تو مفروض من اللہ تھا دوسری سرور و عید یوم النجاۃ سو اوسکو خود فخر عالم نے رد کردیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہو تو اس صورت میں اس سے استدلال بہی صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر و سرور کا ہو وہ شارع نے بوجہ مخالفت یہود کے چہوڑ ہی دیا تہا **اقول** وباللہ التوفیق یہ کہنا اوسکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ کہا تہا دلالت واضحہ کرتا ہو کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہو اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ اون یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائی تھے اور وہ علماء میں بہی تھی یا اون کے غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہووے واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہو اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہو اسیہی روز عاشوراء کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب سے یا جز علماء یہود کی جو ایمان لے آئی تھے مقبول ہو ہاں مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہو قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

اوتھا

او تواتر او اجتہادًا لا بمجرد اخبار احادہم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مخصوصہ میں یعنے جب خبر یہود متواتر ہو گئے
تھی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہو گئی تھی یا اونکے علما نے خبر دی تھی جو ایمان لائے تھے ان صورتوں میں خبر یہود مقبول ہو گئے
اور اسیکی خبر کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکھا تھا اور مجرد وحی و الہام
من اللہ کی سبب سے روزہ رکھا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکر تھا
کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر بھی اس محل میں موجود نہیں ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے
کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا ہووے یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جاوے بعد آنحضرت صلعم نے رکھا ہووے مقصود حاصل ہے
کہ روزہ شکریہ کا رکھا تھا یہود کے کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے پس اسمیں کلام کرنا بھی جامع براہین کا
لغو ہے خدا آباد رکھے اوس گلی کو :: کہ اوٹھتا ہے یا فتنہ جہاں سے :: اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے
سرور و عید لیوم النجاۃ سو اوسکو مخبر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے اسصورت میں اس سے استدلال صحیح
نہیں کیونکہ اسمیں اعادہ شکر کا ہرگز نہیں اور جسمیں اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا)
سراسر بے علمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث
مسلم میں ہرگز مصرح نہیں ہے روزہ کی بارہ میں چنانچہ قول آتی ہیں اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنے
اتخاذ عید و اظہار سرور سے رد کر دیا اوا روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہیں آتا ہے اور اعادہ شکر کا ادا روزہ عاشورا
میں نہ جاننا اور بناء فاسد بر فاسد یہ قصر فساد جتنا کہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغاء اہل ایمان نہیں ہے
اعادہ شکر کا ساتھ روزہ رکھنے کے یوم ورود و نعمت میں بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبد الحق دربارہ صوم الاثنین کے
اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادا شکر رکھنا معلوم ہو لیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے
اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمیں اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ
شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید میں تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ میں جسکا اعادہ شکر کیواسطے
ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہیں ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عورتونکو پہنانا
جیساکہ یہود خیبر کرتے تھے جو **قول** آئندہ میں آتا ہے اوسمیں اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہیں مانتا ہے اور اسپر کوئی
حجت عقلی نقلی قابل التفات نہیں قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ص ۱۶۵ دوسری یہ کہ قصہ
میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اس قدر معلوم
ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکھا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اللہ تعالی وعلی حادثہ
پس یہ احتمال رفع ہو گیا اور احق بموسیٰ منکم اے اتباعًا لا سے وَ مُرادًا شکرًا کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تھا الی موسے

قال كان يوم عاشوراء يوماً يعظمه اليهود وتتخذه عيداً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموه انتم دوسری روایت مین خالفوا اليهود پس آپ یہود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول احق بموسیٰ منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر مین متبع موسیٰ کے ہو تم تو ہر امر مین اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم ہوئے کی ہو پھر دعوی اتباع تمہارا بے محل ہے ہان ہم متبع موسیٰ کے ہین پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اعادہ شکر و سرور کا نہوا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کسطرح یہ کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماوے انتہی **اقول** بالله التوفیق یہ جو کہا کہ فصار مین کوئی نص نہین کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے رکھا تھا کلام بے معنی ہے اسلیے کہ لفظ فا لفظ صام پر داخل ہے اور فا واسطے تعقیب کی ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے في المسلم وشرحه الفاء للترتيب على سبيل التعقيب ولو في الذكر ومنه عطف المفصل على المجمل نحو قوله تعالى فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه وهو اي التعقيب في كل شيء حسبه كتزوج فولد فيصح اعتبار التعقيب وانكار المدة بينهما فوق سنة من السنة لانه لايمكن القرب فيه عرفاً من هذا فلا يعد هذا التراخي تراخيا عرفاً واذا كانت للتعقيب دخلت في الاجزية والمعلولات فانما يكون عقيب الشرط والعلة وكثيرا ما يدخل العلل ومنه نحو ادفانت حرامي لانك وانت فانت آمن اي لانك آمن انتهى مختصر **وقال** العلامة الحلبي في حاشية على شرح الوقاية لان الفاء تدخل على الحكم لما انه يعقب العلة كما في قولك ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتهى ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول فا معلوم ہے اور اس محل مین کوئی صارف جو مانع ہووے دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہین ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہود کی کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا یہی مفہوم ہے عدم مقبولیت خبر یہود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر و غیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا و بیان نووی و مازری سے بھی مفہوم ہوا کہ یہود کی کہنے سے روزہ رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات مؤمنین و موسیٰ علیہ السلام و آمتہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اس محل مین جو جامع براہین انکار کرتا ہے اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کر کے یہود کی کہنے پر روزہ نہ رکھنا اور بوجہ نجات کے نہ رکھنا بتاتا ہے مخالف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال و جواب یہود کی رکھنا جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسیہی پر دلالت کرتا ہے او متبادر اس سے یہی ہے کہ او نکی کہنے سے رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی ہونے یا تواتر کے سبب سے ہووے بہر صورت خبر یہود ہی پر روزہ رکھنا مبنی ہوا انکار اوسکا مکابرہ صرف ہے جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ آنسو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بالغرض یہود علی

عادتہ تہا پس یہ احتمال رفع ہوگیا) سراسر روباہ بازی وفتنہ اندازی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
ومراد کاسد یہ ہی کہ یہ روزہ بطور سرور وشکر کے نہ تہا اور یہ معلوم ہوچکا ہی کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ بعد سوال
وجواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ بوحی یا بہ تواتر یا بدوسرے طریق سے آپنے نیت ادائے شکر کے نہین کی
اور بفرض اللہ ایک وقت مین ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کی بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہی اور حکم رکہنے کا دیا ہی اوسوقت
مین بھی یہ نیت ادائے شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی ونقلی مانع نہین ہی صرف وہم جامع براہین اور اونکے ہم مشرب ہونیکا اس
بارہ مین ہے کیونکہ محبت شرعیہ ہوکر ادائے شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہوسکتا ہی اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کردیا ہی کہ بطور ادائے
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تہا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا کہ
(او احق بموسی منکم اتباعًا لا سرورا وشکرا) کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کردیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحتہً تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
وبیعلمی سے باوجود فقدان لیاقت وفہمات حدیث دانی کی شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق اوسنے کی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہی اس بے انصافی ومخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہی اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی حدیث صحیح واقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تہے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو حکم الہی ہونے کی حیثیت سے عمل
کیا ہی نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسے
علیہ السلام کے ہرگز نہین ہین اور حدیث صریح بھی اس بارہ مین آچکی ہی تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دے جاوینگے کہ مین احق والیق ہون ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہوسکتے ہین انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہی کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت مین ہوگی کہ شکراً وسروراً روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکراً وسروراً
رکہا تہا دیکہو اس حدیث مین دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر رح کے اور ایام ولادت
کے امثال مین سرور وشکر کرنے پر بطور قیاس واستنباط واستخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد ومعاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکہین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہی ہے ۔ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کردیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی عند مسلم کی روایت کہی ہوئی پیش کی جسکے معنے یہ ہین کہ یہود یوم عاشورا کے تعظیم کرتے تہے اور اوسکو عید ٹہراتے
تہے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہے خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہیں ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کردیا تہا کیونکہ اس حدیث میں کوئی لفظ موجود نہیں ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمیں تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمیں سکوت ہی ہان حدیث ما
تقدم سے سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم میں دوسری حدیث بروایت
ابی موسی رضی موجود ہے عن ابی موسی قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدًا ویلبسون
نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکہتے تہے عاشورا کے
دن اور اوسکو عید ٹہراتی تہے باین طور کے اپنی عورتونکو زیور ولباس زینت پہنا یا تہے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہیں ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کرے تو بطور مفہوم مخالف
کی خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ میں بہی موجود ہی قال فی رد المختار
فی صفحہ ۱۱۴ والمفاھیم جمع مفھوم وھو دلالۃ اللفظ علی شئی مسکوت عنہ وھو قسمان مفھوم الموافقۃ وھو ان یکون
المسکوت عنہ ای غیر المذکور موافقًا للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالۃ النھی عن التافیف علی حرمۃ الضرب
وھذا یسمی عندنا دلالۃ النص وھو معتبر اتفاقًا ومفھوم المخالفۃ بخلافہ وھو اقسام مفھوم الصفۃ والشرط
والغایۃ والعدد واللقب وھو معتبر عند الشافعی الا مفھوم اللقب قال فی التحریر والحنفیۃ ینفون مفھوم المخالفۃ
باقسامہ فی کلام الشارع فقط ا ہ فافاد انہ فی الروایات ونحوھا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب وھو علی تعلیق الحکم
بجامد کقولک صلوۃ الجمعۃ علی الرجال الاحرار فیفھم منہ عدم وجوبھا علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیئ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم علی ما عداہ فی خطابات الشارع انتہی اس عبارت سے
ہویدا و پیدا ہی کہ کلام شارع میں مفہوم مخالف لینا درست نہیں حنفیہ کے نزدیک اور خطابات شارع میں تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہیں کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص بذکر صوم کو دال
اوپر ترک نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہی اور کیونکر تخصیص بذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ میں جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافًا مضاعفۃ میں ربوا دوچند حرام ہو اور دوچند سے
کم حرام نہو اور اسکا قائل تو زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور میں دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معنوب
پر ہرگز نہیں ہے اگر یہ حدیث ابی موسی رضی موہم انکار سرور و عید بالغرض ہا نی جاوے تو انکار عورتونکو زیور ولباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے پہناتی تہے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسی رضی اللہ عنہ مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ جو مین مسلم کے
نقلکی ہے اوس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقلکی ہے وہ حدیث مختصر اسی
حدیث کا ہی جو ہم نے نقلکی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہی یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض
تو اہل خیبر کی مفہوم نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی ہین عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہوجائیگا فانتظر یہ جو کہا اس نے کہ دوسری
روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی) سراسر ابلہ فریبی
وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افترا محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید وسرور کے رد مین
خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیطرح براہین قاطع کے صفحہ دو سو ستہتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشورا کو بخاری
ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا ہی اور خالفوا الیہود اوسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے
آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشورا کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا
حال آنکہ بخاری ومسلم مین رد عید عاشورا کے بارہ مین یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افترا
جامع براہین کا ہی مصنفین علماء کو چاہئے کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشورا مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحہ اوسمین موجود
نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشربون کو پڑہاتا بھی ہی اور بکثرت
یہ مواقع اس جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری ومسلم مین خالفوا الیہود عید عاشورا کے
بارہ مین نہونا اس جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی
اس بارہ مین یعنے عید عاشورا کے رد کی بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرت صلعم پر باندہا ہی پس مصداق
حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذب فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے
جو شخص قصداً جھوٹ مجھپر بولے تو چاہئے جگہہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے
تو کل علماء کی نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال
جانیکی بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ
فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لایکفر بھذا الکذب الا ان یستحلہ ھذا ھو المشہور من مذاھب العلماء من الطوائف
وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی وھکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکنا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی
بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول ہی عید بمعنے سرور کلجو متنازع فیہ ہی ممنوع ہونا اور
بایں معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کہ اونمین مدینہ منورہ کی یہود بھی ہین

جنکی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تہا اور رکہوایا تہا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہیں ہو ہان بعض یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کی ہین ایک قسم خاص کی سرور ہین جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہین ہی اور صوم مخالف ہر عید کا ہونا بہی مسلم نہین ہے اور عید عاشورا سے مراد عید حقیقی نہین ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی نعمت الہی یاد کرکے کرنا صوم کے ساتہ جمع ہو سکتا ہی کوئی مخالف عقلی و شرعی نہین ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے قال فی مجمع البحار قوله صامه ظاهره یشعر بان هذا كان ابتداء صومه بعاشوراء فيأول بانه ثبت علی صیامه از علم من الحدیث لا ولی انه كان يصومه قبل قدوم المدينة وقيل لعله كان يصومه بمكة ثم تركه ثم لما علم ما عند اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قبل اتخاذهم عیدا نبا فی صومه فی ایضا فصوموا مشعر بان الصوم کان لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جائز الصوم اذ هو لاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المذنبين وخالف غيرهم انتهی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتہ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے ثابت ہوئی اور پر قسطلانی نے روزہ عاشورا کا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے یہ روزہ شکر نہ تہا اسکی بی انصافی دیکہو کہ خود قسطلانی مین ہی موجود ہی کہ ابن عباس کے حدیث سے ثابت ہی کہ باعث روزہ رکہنی کا موافقت یہود مدینہ کے ہی سبب روزہ مین کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسی علیہ السلام کی ہے مع موافقت عادت کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۲۳۰ قسطلانی کے یہ ہی فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق اذ هو باعث علی موافقة يهود المدينة على السبب و هو شكر الله تعالى على نجاة موسى مع موافقة عادته او الوحي كما مر تقريره ويحتمل ان يكون من العظمة عند يهود خيبر فی شرعهم صومه وقد وقع التصريح بذلك عند مسلم من وجه آخر عن قيس بن مسلم قال كان اهل خيبر يصومون يوم عاشوراء يتخذونه عيدا انتهی دیکہو اس عبارت سے واضح ہی کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ مین کہ وہ شکر الہی ہی تہا اور موافقت عادت یا وحی بہی اور اسکے ساتہ مفہوم ہی پس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہان ہی خود قسطلانی کی عبارت سے شکر و عادت دونو کا جمع ہونا ثابت ہی اور یہ بی انصافی علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہی اوس سے منافات شکر اللہ و عادت مین ثابت کرتا ہی اور اس عبارت قسطلانی کو پوشیدہ کرتا ہی ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہین ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنی لگے کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہان مفہوم ہی نہ اہل اسلام کی یہان تو گنگوہی کی جو کچہ فہم ہوئی ہے اسواسطے جواب بہی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہین وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن عباس رضی نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہی فی الترمذی عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا و عنده یهودی فقال لو انزلت هذه الآية علينا لاتخذنا يومها عيدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی يوم عيدين فی الجمعة و يوم

عرفة هذا حديث حسن غريب من حديث ابن عباس انتهی اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہی کہ یوم عرفہ
عید ہی فی الترمذی فقال عمر انی لاعلم ای یوم انزلت هذه الآیة انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حدیث حسن صحیح انتہی
قال البغوی اشار الی ذلک الیوم کان عیدًا لنا انتہی حضرت عمر رضہ کے قول سے ساتھ بیان بغوی رحہ کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہی پس جب عرفہ وجمعہ دونو نکا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رضہ کے ثابت ہی اور روزہ عرفہ کا
مستحب وموجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہی اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملا کر رکھے تو ثابت ہی پس یہ عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ وعرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعًا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعًا نہوا اگر مخالفت ہی روزہ
عید سے تو عید الفطر وعید الاضحی سے ہے نہ دیگر اعیاد سے پس روز عاشورا جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہی اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہی اوسمین یعنے روز عاشورا مین روزہ کا حکم دینا مخالف ومنافی عید ہونے کے اور اظہار سرور کے نہوا اور
آنحضرت صلعم کی فرمانے سے صوموا انتم سے رد عید و اظہار سرور کسیطرح معلوم ومفہوم نہوا گنگوہی کو علم وصحبت نہین
اگرچہ درس حدیث اپنے یہان جاری کیا ہی تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی اور ایسا
آدمی علما مین شمار نہین ہوتا ہی اس بیعلمی ونافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ ہر عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کرلیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی ومخالف روزہ کی ہے پس عید عاشورا بھی منافی ومخالف روزہ کی ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمین فرمانا عید کا واقع ورافع ہی اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد مین روزہ دافع ورافع عید کا نہین ہی اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہی اوسکی فقدان
کی سبب سے دلیل مستقیم نہین ہوسکتی ہی اور قول احق ہو تسلیم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ وجہ صوم ہونیکو منعکس کرتا ہی اوسپر یہ متفرع کرتا ہی کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ شکر وسرور کے نتھا سراسر جہالت
وسفاہت ہی بلکہ بدعت ضلالت ہی کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر ومتبادر وتمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کرتا ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہین کئی ہین اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہری کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم
نے بیان فرمائی موجود نہین ہی اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر یکا اس جامع براہین نے بیان کیا ہی پس یہ صرف نص
حدیث کا ہی ظاہر سے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہی کہ نص کتاب وسنت محمول اپنے
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها
ما لم يصرف عنها دليل قطعي كما في الآيات التي تشعر بظواهرها بالجهة والجسمية ونحو ذلك انتہی کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہان حدیث کی بارہ مین موجود نہین ہی اور باوجود اسکی معنے ظاہر ہی پھر جامع براہین محمول نہین
کرتا ہی پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہی تو اوسکو یہ خبر

نہین ہی کہ الزام کونسا محل و موقع ہوتا ہی و کسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھہ الزام دیا جاتا ہی امام ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلئے کہ حقیقت اوسکی یعنے الزام کی نقض مذہب خصم کا ہی ایسی چیز کے ساتھہ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہین ہوتا ہی اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی صحت ضروری و واجب نہین ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسی وقت مین ہی کہ جس چیز کے ساتھہ نقض کرتا ہی وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے و الالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقد الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل وھذا لا یکون الا اذا کان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہوچکا تو جاننا چاہئے کہ یہ محل تنازع و مناظرہ کا ہووے یہ ہونا حدیث سے ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اونہی مدعی حق پر اول استدلال لا چکے ہوون بعدہ الزام آنحضرت صلعم اونکو ایسے چیز سے دیتے ہوون کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوون اگر گنگوہی یا کوئی اونکا چیلہ چاپا یہی اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب بھی حاصل ہی تو ثابت کردے کہ جو جواب الزام کیواسطے ہونا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہین یہ محل مین موجود ہین ورنہ اونکے جہالات و سفاہت و بعدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہی پس جب الزام ہونا باطل ہے تو یہ ان وجہ صوم کی طور پر ہونا اوسکا واضح ہی اور بطور بنا و فاسد علی الفاسد جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر و سرور کے تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اسکا معلوم ہوچکا ہی اسکی آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی ازاس حدیث سے یہ معلوم ہوا ہی قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے یہ تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اسنے مبنی کیا ہی جسکا بطلان اظہر من الشمس ہے اسلئے کہ جب امور ما تقدم کا فساد ظاہر ہوگیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہوگئی اور قیاس ابن حجر پر تعجب کرنا یہی جہالت و سفاہت کی سبب سے ہی صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلاء بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوسپر تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جب کہ وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان ہے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال سابقہ سے معلوم ہوگیا ہی اور جامع براہین کی علم و انصاف کا حال کہلگیا ہی اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر ہی اسواسطے تعجب ہوا کہ اسمین علم و انصاف نہین جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کرے اور تعجب ظاہر نکرے اسکی پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کہ یہ خلاف ہی اور گنگوہی کی ترک اتباع اپنے اباو پیشوایوں کا نہایت دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جن کا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہی اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیئ عجاب یعنی کیا کر ڈالدیا اور کردیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودوں کی واسطے ہی فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو بڑی عجب بات ہی اسلئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہی اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی ہی جس سے اونکے پاس آئے تہے بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھہ نئے نہین ہین ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کی قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا

اس تعجب ہی کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچہ فائدہ نہین ہی اب جامع براہین اپنی گریبان مین منہ ڈالکر دیکہی کہ صاحب
انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہی اول کتاب مین باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی مخالف
تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا، حکما، وغیرہم ہی تو اب اور کیا ہی خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کی قول پر تعجب
کرنیمین اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلتا فاکہانی
کا دو اعتراض تہے سو ہیت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہر حال اول اس حدیث کا اصل ہو نیمین ہی کلام ہی کہ مرگز
اس سے اعادہ شکر و سرور کا یوم معین مین نہین نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مرجح
کو تو کسی وجہ سے مشابہ نہین پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود مین حجت قیاس سے بھی کچہ ثبوت نہین لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس
کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بی معنی کو دیکھنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روباہ بازیان وابلہ فریبیان
جامع براہین نے کین سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین مین ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی
کوئی دلیل شرعی نہین اوسنے جو انکار کیا تو اسکا انکار دین الہی مین دلیل نہین ہی اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو یہنی
اس غلطی فاحش ہر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ مین کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہی اور نہ
فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہی بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئی اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت
و حرمت مین معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانیکا ہرگز وارد ہی
نہین ہی اسیہی واسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ مین اور بعد زمانہ اوسکی کی لغو جانکر اور اوسکی طرف التفات
اور اوسکی خلاف بلا دلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقاً اور اون کی زمانہ
کی بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکون اہل اسلام مین اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علما و فضلا
نے اسکو جائز کہا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہی اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم
ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہی قال فی نور الانوار فی صفحہ ۵ پانچ
و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانیکا باقی نہ رہنا و بمقابلہ اتفاق و استحسان ساقط ہونا ظاہر ہی چنانچہ توضیح
سے اوپر گذر چکا ہی اور اوپر فتاوی سے نا قلا من السغناقی گذر چکا ہی لما اجتمع فقہاء الامصار علی شیئ فقول الواحد بخلاف
قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہی بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہین ہی خلاف ہی اور خلاف کے
معنی بھی در مختار سے اوپر واضح ہو چکی ہین کہ بے دلیل ہوتا ہی اور معتبر نہین ہوتا ہی اور اس محفل مین حاضر ہونا علماء و فضلاء کا اور انکا
نکرنا کسی کا بھی قول ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہی اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہئے
اور مخالفت جمہور سے عاقبت و انجام بخیر ہونا بھی اوپر معلوم ہو چکا ہی پس قول فاکہانیکو معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور لوگونکے

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہی جسکی فہم وعقل مختل کا حالی جابجا ظاہر ہوتا جاتا ہی اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا
ہی حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر وسرور کا ثبوت بہی بخوبی معلوم ہو گیا پس حدیث کی اصل ہو نیمین کلام ہونا جو
جامع براہین کہتا ہی اور یوم تعین اعادہ شکر وسرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہی سب کا بطلان واضح ہی اور قیاس بطلان کیواسطے جو وجہ
اس گنگوہی نے پیش کی تہی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علماء وخیانت عبارت توضیح وتلویح اوکیا دیر بخوبی
ظاہر ہو گیا پس قیاس محفوظ مضمون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہی کوئی اپنی جہالت سے
مفید نجانے تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہئے اسمین ابن حجر وجلال الدین سیوطی رح یا دوسرے کسی مسلمان کا کیا قصور معاندین
تو بدیہیات وقطعیات وضروریات دین سے بہی انکار کرتے ہین اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتے ہین جامع براہین اور اوسکے ہم مشرب
قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی رح کا مفید نہونا مولود مروجہ کے حقمین نہین جانے تو کیا بڑی بات ہے ان کا کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا
تو اوس سے تعجب تہا وہابیہ سے کچھ تعجب نہین اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہی اور جو کچھ وساوس اس جامع براہین
نے قیاس پر پیش کئے تہے اون تمام کا بطلان اوپر معلوم ہو چکا ہی اعادہ کی کچھ ضرورت نہین ہی اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ ادلہ
حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہو گیا فللہ الحمد اب مؤلف کی اقوال مبعنی کو دیکہنا چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین
کی بیعلمی کی انتہا نہین ہے اب ہی جلال الدین سیوطی وابن حجر رح کے قیاس پر وساوس پیش کرتا تہا اور بہت ہی روباہ بازیان اور
ابلہ فریبیان کین کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کہائی اور مکبوب علیٰ وجہہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی
اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہو کر اور پہاڑ مین سر مار کر مسجوج ومرضوض ہوا یعنے اپنا سر پہوڑا اور کچھ نہ
ہو سکا روتے روتے یہ نالہ وفریاد نئی شروع کر دی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہو گیا اتنی فہم نہین اور اسقدر ہوش وحواس
نہین کہ آپنی کونسی آیت وکونسی حدیث وکونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہی بدعت محقق ہونیکیواسطے جو حجج اربعہ سے
بدعت ہونا بتاتا ہی ہر ادنی طالب علم بہی جانتا ہی کہ حجج اربعہ قرآن حدیث واجماع وقیاس ہے ان چارون سے ثبوت کسی چیز کا ہونا
جب یہ کہنا سمجھ ہوتا ہی کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چارون سے ثبوت نہین تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہے تو وہ سراسر
جہوٹا ہی گنگوہی فی بدعت ہونا تو ایک سے بہی ثابت نہین کیا چہ جائی کہ چارون سے ثابت کیا ہووے اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی
حیلہ یہ کہے کہ چارون حجتون سے جب محفل میلاد ثابت نہوئی تو چارون سے ثبوت بدعت کا ہو گیا ہی یہ مراد قول مذکور سے ہی تو اوسکی جواب
مین کہا جاویگا کہ یہ بہی سراسر سفاہت وبیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا جواز مثلاً ثابت نہین ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہو گیا۔ دیکہو
یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لا یستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
حدیث لازم نہین آتا ہی اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہین دیا جاتا ہی چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہی جامع براہین بیچارہ
کو اسقدر علم وفہم کہان ہو کہ یہ سمجہے اور اہل سنت وجماعت کا تو ادنی طالب علم بہی یہ سمجہتا ہے طرفہ تر یہ ہی کہ اس بیعلمی سے اور جہوٹ

بڑا الطف

ہر الحمد للہ یہی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہے کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوالکو جس کے انوار ساطعہ کی چمک
و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے
بیمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوالکے معنی اونکے
فہم میں نہیں آتے اسلئے بیمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت
جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہوجاوینگے اور نور علی نور ہو کر نظر آجائنگے اوسوقت جامع براہین و دیگر
وہابیہ کے حقمین مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ؎ ولو خفیت علی الغبی فعاذر ہا: ان لا تراہا مقلۃ عمیاء
پھر اب ہم طرف قول براہین صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال
جامع براہین کے تردید کر کے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کردینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ما تقدم کے
بعض اقوال ہمنے نہیں لئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہا ہیں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے استحباب
اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ما تقدم کو جنمیں قیاس کے
ابطال کیواسطے جامع براہین نے سر پٹکا ہے اور کچھ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قوال قیاس والوں کے بھلے کی بھی ذکر کردئے تاکہ بخوبی
حال قیاس کا معلوم ہوجاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مدفوع
ہیں اور بضرب اہل اسلام لا الٰہ الا اللہ و اعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین سیوطی
و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسوں کی سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی دفع ہوئی اور کوئی وجہ خرابی قیاس
میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حقمین خسران ثابت ہے صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول
خود کے ((اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں یہ قول کہا ہے ((اور قران و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سب آپکے علما
کا فتوی لا یعبا بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہے خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندوں سے
شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لك ذکرك اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے
کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعك کلهم یثنون علیك و یصلون علیك لکہی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل
داخل ہے اسلئے کہ اسی محفلمیں کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات
و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیك و یصلون علیك اس محفل پر صادق ہے اور منبر پر جو کہ یہ بآواز بلند پڑہا جاتا ہے بلندی شان رفعت
و رفعنا لك ذکرك کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہؓ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان
فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہؓ ذکر کرتے نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں
بمقتضائی و رفعنا لك ذکرك کے افاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہو کچھ جواب نہ بن پڑا عاجز ہوکر جھنجھلا کر صفحہ ۱۴۶ مین مؤلف انوار ساطعہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا کر
مؤلف کو بالکل ہوش نہین کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہی بسبب قیود غیر مشروعہ اگر اوسمین
خیرات و مبرات بہی ہون ہان اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہوجاوین تو بیشک آیت مین یہ محفل داخل ہے او منبر و چوکی
بلکہ مینار پر چڑہ جاوے جب بہی رفعت نہین ہی یہ قول جامع براہین کی کہکر عبارت ردالمحتار کی ذکر کی واقبح منہ النذر
بقراءة المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرة المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم او
بعد کہا کہ منارہ پر پڑہنے مین رفعت نہین بلکہ اشتمال لعب و غنا کی سبب سے اقبح ہوگیا یعنی منارہ پر پڑہنا مؤلف کا مولود کیونکر
رفعت مین داخل ہی کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہی اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دونون امر کی مذمت نصوص
مین موجود ہی اور آیات معجزات کی جواب مین جامع براہین فرماتی ہین کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہین ہی پس اوسکا ہیئت
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہوکر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل نا تمام کو دیکھنا ہی کہ جواز درس
ذکر فخر عالم کو یہان ثابت کرتا ہی تابعین کے مراد سے بیخبر ہی کہ وہ اوسکے مانع ہین جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت الاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہی سو جامع براہین فرماتی ہین کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہین مؤلف کی غلط فہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتی تہے جو کچہہ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو
اس ذکر مین غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع تہا پس اوس طبقے کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہونگے سو قیود مروجہ
مجلس ہمارے وقت کی مذموم ہونی مگر مؤلف کو کچہ فہم نہین) یہ جواب جامع براہین نے مولف انوار کے اقوال کا دیا جس سے علم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہی منصفین خود جانتے ہین کہ یہ جواب نہ موافق عقل کی نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہی جو مقابلہ آیت قرآنی
و عبارت تفسیر وغیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہی اور مقدار علم اپنا ادا کیا ہی ظاہر کیا ہی کرتا بکجا رسیدہ است بار بار جل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہی تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہی یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کہ اس محفلکو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً از قسم المحروف کہتا ہی کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور ایسی جہل
مرکب اپنی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال پراختلال جامع براہین کا دوسرون پر حجت نہین ہی جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی
کی تلخ ہووے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہے تو دوسرونکے نزدیک جو مریض نہین وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہوجاوینگی
اور دوسرون کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیون تلخ قرار پاوینگی محفلین قیود اجتماع و تاریخ معین وغیرہا جنمین کلام ہے
غیر مشروع ہرگز نہین ہین یہ ابہی اوپر گذر چکا ہی اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کردیا ہی اور اوسکا قیاس
کا سالم ہونا بطلان و سقوط سے واضح ہوچکا ہی پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہی اور ادعائے
شارع ہونیکا کرنا ہی جامع براہین کو خود فہم نہین شرعیکو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قولے

قول سے جو مولف انوار پر حجت نہین ہو بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہی اور اُس سے خارج ہونا محفلکا آیت سے
بنا کرتا ہی اور مولف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مولف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائی قبول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہی اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کئے ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہو جاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تہا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوس پر فتوی دینے سے جاہل و خارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہی پہر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس پر مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہی اور فہم جامع براہین پر آفرین ہی کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہی اور الزام مالا یلزم دینا چاہتا ہی یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہو یگا جو جامع براہین کے فہم و قولکو حجت شرعیہ جانیگا اور اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو ہی نہین سمجہے ہین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت ورود و ثنائی مانند ذکر معجزات و کرامات وغیرہا کے لکہتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہی چنانچہ خود کہتا ہی کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہو جاوین تو بیشک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور ورود و ثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہی اور یہ امر بدیہی ہے قطع نظر دوسرے قیود سے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہی اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کے قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہی اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مولف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر ثابت ہی کہ جب قیود اجتماع و تاریخ کا مثلا غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائی محققین علی ممر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہی تو اونکی لیئے قیود کے مشروعیت بلا شبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہی پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مولف انوار کے قول سے مفہوم ہی اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مولف انوار
ساکت ہی اس محفلین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہی پس یونہی لچر و پوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بہی اس محفلین موجود ہوتی اور خیرات و مبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بہی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت ادا کرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہی اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہی دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت قرآنیہ ہی مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع
قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہین ہے
اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت ادا کی منافی ہی اور یہ فرد ادا نماز کا نہین ہی اور ذمہ اوس مصلی کا فرض
وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہو کے یہ کہدے تو کچھہ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا
فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا او مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہین کا کام
ہی علما محققین تو مثبت بالنص کو اگر چہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور بہ مطلوب شارع مین داخل ہونا فرماتے ہین
اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتے ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کر دو بلکہ بعض
محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفا کراہت نہین ہوتی ہی اسلیئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف
محدث باوجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہین اور محققین امر مطلق سے انتفاء کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونون
کو مامور بہ مانتے ہین اور کراہت نفس مامور بہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا مامور بہ کی حقیقت مین غیر مضر
فرماتے ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۱۴۳ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور
بہ وانتفاء الکراھۃ ای المذھب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وھو
حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظھر الفساد بدلیل مستقل بعد یعید
واما الحج فقد اداہ بھذا الاحرام و فرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء و عند ابی بکر الرازی
لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراھۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا
قلنا ذلک الکراھۃ لیس نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبیہ لعبدۃ الشمس و کون الطائف محدثا و مثل ھذا غیر مضر
انتہی اور کبھی کراہت سے بچنا مع اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتا ہے تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی فی نور الانوار فی صفحہ ۱۰۹ لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت
ثم مدھا بالتعدیل والتطویل الی ان غربت الشمس فان ھذہ الصلوۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعھا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم
ھذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراھۃ مع
الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فیجعل ھذا القدر من الکراھۃ عفوا انتہی پس جب ذکر صلوٰۃ و ثنا مین کراہت
کچھہ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوۃ و ثنا کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے
جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کے سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین
کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہی جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت
عفو علما نے قرار دی ہی یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہو اور جو اس سے بے بہرہ ہی وہ اسکا عامل کسطرح

ہوسکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی ہو واسطے
کہ منبر و چوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہیں ہوتی ہی یہ بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو و غناء یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہو و منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ و احادیث نبویہ سے صراحتاً ثابت ہی اور اسپر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
وبعثت لمحق المعازف والمزامیر و دیگر احادیث نبویہ اسپر دال ہین اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غناء کی حرام جاننے پر ۲۷ یا ۲۵
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ مین فرماتے ہین اور علامہ تفتازانی و میر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی مین حرام متفق علیہ
مثال سماع زمانا کو فرماتے ہین جسکا استحلال کفر ہی اور امر محقق ہی کہ نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
ہی کہان ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت مین دیکھہ لیا ہی اتنی خبر نہین کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ مین بھی استعمال کیا کرتے ہین اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہان ورود ثنا و ذکر معجزات
وکرامت کا ذکر کہان ہی اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہی کہ غناء و لہو کو بھی کوئی منارہ و چوکی پر
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غناء و لہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور قبیح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہی آپکو ہوش نہین یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہین ہین اور رد کرنیکو موجود ہو گئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی و منبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم و فاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علماء و فضلاء بتا رہے ہین
اور بڑے بڑے فضلاء اسکا جواز ثابت کر رہے ہین اور شامی نے جو رد المحتار مین ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہین ہوا ہی اوسکا ذکر اسمحل مین سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہین ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعویٰ کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنے سے
موجب رفعت ہو جاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہین ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہا ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہین ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہاتے اور زک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اسپر موجود نہین ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہین پس امر مین کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بار بار با قوال علماء ثابت
ہو گئی اقوال سابقہ دیکہو مولف انوار کے قول مین غور کرو کسی عالم سے سمجہلو پس یہ امر غیر مشروع کا منبر و چوکی و منارہ پر کرنا
کہان ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہمکو مضر نہین ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر و چوکی و منارہ پر ثناء آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہین ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی البطلان ہو آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم و صحابہ و کرام رضہ نے سنی بخاری و مسلم سے یہ واضح ہے منکر اسکا معاند و منکر صرف ہو اگر تم پہر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے اور تمہاری وساوس جو کچہہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہوچکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا اون امور کا بہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو یہ نذر معصیت کہ راگ و باجہ ہی جو حرام عند العلماء ہے گو اوسکے ساتہہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اوسکو قبیح کہا ہے چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی لیاقت کہان ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین مبتدعین و فساق کی توقیر ہونا اور قنادیل و تبذیر سے مظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر فی مجوزین محفلکو مبتدعین و فساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور و روشن ہونے محفلکو سبب عناد و سواد ب و تاریکی باطنی اپنی کی سے مظلم کہتا ہی اور جبا وپر معلوم ہوچکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی و تعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین کو بدعتی کہنا سو اضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین فساق مانند روافض و خوارج کی توقیر ان محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف روافض خوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل بدعت وہابیکی توقیر اہل سنت سے کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کے مشروع تین ہو بین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس و تدویر ہی ایسے موقع مین حاجت ضرورت ہی جسقدر زیادہ بہی ہون تو جواز اسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت و شوکت شان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کی متصور و متخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قران شریف پر سونا اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی و سونے و گچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت نہین ہی لیکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی در المختار وجاز تحلیة المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیة المصحف ای بالذہب والفضة خلافا لابی یوسف کما قدمنا وقولہ کما فی نقش المسجد ای ما خلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علماء اسکے استحباب کے بہی قائل ہوئے ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربة انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت و اشارت کے اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہاء ایسے محلمین قرار دیتے تو سونا و چاندی و گچ کا صرف کرنا مصحف و مسجد مین بہی تبذیر قرار

دیتا

دیتے جسطرح وہان تدبر نہین یہان بہی نہین ہے اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علما کا ہے جو قیاس معتبر پر بہی حاکم ہے
پس جواز فنا دیل کا بہی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۳۳ مین کہا ہے کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ ازالۂ شین
اسلام کے ہے اور رفع شین اسلام کا فرض ہے انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بہی بعلی
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہے پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بہی ہمارا مدعا حاصل ہے کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بہی
رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہے پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بہی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کے سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہے جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس وعظ و مجلس نکاح و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہین مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہوجاتی ہین
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہوجانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہے راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے
ثابت کرے الحکل بجو باتین بنانے سے کچہہ نہین ہوتا ہے اور کراہت بدعت کے ثبوت کیواسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہین ہے اگر کسی فاسق کو اس محفل مین بلایا ہی تب بہی کچہہ خرابی نہین ہے اسمین نیت خیر ہے تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہے کیونکہ بمقتضائے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگئی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہے ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چہوڑکر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمین بہت بڑی متصور ہے اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتہہ حکمت موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہے جو مامور بہ قران شریف کا ہے لقولہ ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة
الحسنة اور یہ محفل سناتا ہے اون فساق کو نصیحت کرتا ہے اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہے
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ بلکہ اس محفل میلاد سے غرض بہی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کی ہے باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفلمین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور
بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ مستحق کرامت گنہگارانند اور آیت قرآن احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع
کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلك بانهم قوم لا یعلمون سے ثابت ہے کہ کوئی شرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قران سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہو جاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو تم پہنچا دو اور یہ امر سواسطے
ہے کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکیواسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہے کہ کافر کو بہی ذکر قران سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان ہو پس بطور دلالت النص اس سے یہ بہی ثابت ہے کہ اسطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقر ایمان کی ہین بطریق اولی سنانا چاہئے کہ فسق و فجور چھوڑ دینا اونکو مثل شرک
مشرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بھی عیب جانتا ہی ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر * جس جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہوگیا
منصفین اذکیا اون تمام مواضع کی مردودیت اس محلمین خیال فرمائینگے اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رض سے اپنی تنک ٹھہرایا ہی یہ بھی سراسر
بےعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رض مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعاء باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جا بجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستار بندی کا ہوتا ہی اور منازل سے لوگ طلب کئے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکھنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضو سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوس کو
محققین نے قبول کیا ہووے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہسکتے ہین ہمارے نزدیک جیسے
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بھی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسے کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکی سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تھا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بھی بدعت نہونا ثابت
کیا تھا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ١٨٥ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا بھی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر بعین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفل کو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکھو کہ مدارس
کے بارے مین کیسی خوب تاویل مارتے ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ مین موجود نہ تھی وہ بھی درست ہوگئی اور

عین سنت ہی اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہی کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اوس کے بہیئت کذائیہ فقط
اسیوجہ سے کہ صحابہ رض سے ثابت نہین بدعت ہوگئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بتاتا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہین بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشابہ کے موجود ہین ان مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مولف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑہنا صحابہ رض کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بیعلمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچا وے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رض کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سوائے
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر الآیۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ کے
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مولف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد کو طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہین جو اوس پر مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتاتا کیسے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رض نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بھتان صرف
صحابہ رضوان پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لک ذکرک و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ مین جو جواب مولف انوار ساطعہ مین پیش کئے گئے
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مولف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہوگیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ مولف انوار کا قول و راقم الحروف کی یہ تحریر لاظہار تغیر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو ہر منصف ذی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیز ہے جامع
براہین سے ہرگز مکدر و متغیر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کو ہی نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب چلے وجہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن ورفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث بہی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہوچکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشوراء کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کی جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو کبھی

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدن کی عید بنانیکی طرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گذر چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر مین ہمارے امر کی ہوجاوے تو مذموم نہین ہی پس یوم ولادت آنحضرت صلعم بہی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و جہو ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم ہوا اور بالغرض مشابہت بہی کسی سے ہوجاوے تو مقبوح و مذموم نہین ہی پس یہ قرآن و حدیث سے ثبوت اس محفل میلاد شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچہہ ثبوت نہین سفاہت و بیعلمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے ناشی ہی اوسیہی صفحہ ١٦٦ کے قول مین جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علمأ کا فتوی لا یعبأ بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا افرط جہالت و سواد بے شدید سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع براہین پر کہ قرآن و حدیث سے کچہہ ثبوت نہین اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلا و علمأ ہونا ظاہر ہوگیا اور بمقابلہ جمہور کے لا یعبأ بہ ہونا واضح ہوگیا اوس پر مبنی کرنا اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہین ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف انوار نے پیش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہوسکا اور احادیث مذکور مشتبہ اس بارے مین موجود ہین باین ہمہ قرآن وحدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتے ہین باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہین ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علما کا فتوی لا یعبأ بہا ہوگیا اس قول سے واضح ہی کہ جن علمأ نے فتوی اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمین ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی و شیخ عبدالحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن وحیہ وغیرہم علمأ اعیان و فضلأ زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے علمأ ہین اور اس جامع براہین کے یہ علمأ نہین ہین یہ بطور مفہوم مخالف کے جو مقتضا ہم عرف مین معتبر ہی ثابت ہوا اور ان کے فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علمأ کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہین ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل مکتب ہونیکی نسبت بہی اون علماء سے حاصل نہین ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہین اور ان کے اقوال سے اونکی دین و ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کرسکتا ہی جامع براہین گستاخ کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہوگیا جسکا بطلان واضح ولائح

ہی کہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متبحرین و مثبت ساتھہ قرآن و احادیث کی بدعت ہو جاویگا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کی قول مین جو یہ جامع براہین نے کہا ہی کہ (حامد ہو فنی سے مشائخ و علماء کے کچھہ حجت جواز نہ
کی ہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہین) سراسر جہالت و سفاہت ہی
حضور مشائخ و علماء کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑون علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہی خدا کا خوف اسکو کچھہ نہین ہے اور
شرم و حیا سے کچھہ کام نہین اتنی خبر اوسکو نہین کہ جس امر پر کروڑون علماء فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑون
علماء کا فتوے ہو جاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخالف اوس کے نہین ہو سکتا ہی اور کوئی معتبر و لایق اعتماد انکار اوسکا نہین
کر سکتا ہی پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن و من یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم کا ہی اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علماء کو لکھا جن سے
اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و ضلالت پر ہونا ہی جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے ہوا اور جب اس قدر علماء یعنے کروڑون نے ایک امر پر فتوی دیا تو
اونھون نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانون کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہی تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے
غیر معتبر بتایا ہی پس اُسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی جامع براہین یا اوسکے ہمشرب یون کہے فہم سے بعید نہین کہ کہین کہ کروڑون کا فتوی
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہی اور بمقابلہ نصوص کروڑون کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہی کہ کروڑون کا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ
ممکن نہین ہے بلکہ اجتماع اکثر کا بھی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہین ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہی اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجتماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہی اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کی جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف
ہونا ہرگز مسلم نہین ہی اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہین ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہووے صرف قول باطل جامع
براہین کا ہی جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہی مسلمانون کو معلوم ہووے کہ فرقون بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت ہین انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہی کہ اہل سنت و جماعت کے علماء جس مسئلہ پر ہوتی ہین اعداد اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہین اور جم غفیر علماء اہل
سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہے تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کر کے جم غفیر کے مسئلہ کو اوٹھانا
چاہتے ہین دیکھو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتون سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہین بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہی اور اہل سنت و جماعت کی خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلٰث وربٰع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا کی عدد سے اور قول مثنٰی وثلٰث وربٰع سے
آیت کی تخصیص نہین قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض اعداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد مین نہین ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وحجر کے مطلقا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے بیٹی کو کہے جو چاہے تو وہ کر بازار مین جا یا شہر مین
یا باغ مین تو یہ تصریح ہی اُن امر کی اوسکے ہاتھ مین زمام اختیار کی مطلقا تفویض اُسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقا
رفع کردیا اور یہ مراد نہین اس کے اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونونکی ہوتی ہی اسی طرح یہان اعداد زوجات سے مراد ہی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کے وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین تہین اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوہ اور اقل مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بہی درست ہوئین دوسری دلیل
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہو پس ادنی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکھو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت وجماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہی اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہین کہ غیلان رضہ ایمان لائے تھے اور انکی نکاح مین دس عورتین تہین آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رکھو اور
باقیکو چھوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل ابن معاویہ اسلام لائے تھے انکی نکاح مین پانچ عورتین تہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رکھو اور باقی چھوڑ دو اور دونونکا یہ جواب اس فرقہ
بدعیہ نے دیدیا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار مین مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمین چند احتمال ہین محتمل ہے کہ چار رکھنے اور باقی کے ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ اُن چار اور باقی کے درمیان مین جمع کرنا بسبب نسب کی جائز نہووے یا بسبب رضاع کے
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہین ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہیں ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہین ہے اس امر پر بھی دو شبہہ وارد ہین اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا ہی پھر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہہ یہ ہی کہ امت محمدیہ مین قید
دو مین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہین ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہین ہوتا ہی جواب اول شبہہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہین ہے لیکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم مین تہا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتونکی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منسوخ ہوچکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہین اونکی مخالفت کا اعتبار نہین ہے دیکھو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت وجماعت کے مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بناتا ہی اور جم غفیر اہل سنت و جماعت کی فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علماء کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کی بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن و حدیث سے اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کیا بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہی کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ماطاب لکم و بمقابلہ حدیث نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے و بمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کی کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے
اہل سنت و جماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہئے اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اُس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکی فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتونکی نکاح کا قائل ہو
جاوے اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہو ماخود کا بظاہر قبول کرے اور اگر یہی جواب اُسکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت و حدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتونکی بارہ مین ہی میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز
نہین ہی اگر اُسکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بھی اسی قسم کا جاننا چاہئے اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہئے اگر اوسنے اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکی اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکی موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہی اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جاننا جاویگا الغرض مخالفت نصوص کے
فتوی کروڑون علماء کا ہرگز نہین ہو سکتا ہی جن نصوص کے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت و جماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علماء کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہان مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت و جماعت کرتے ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علماء کا باقی رہے
اور مخالفت اوٹھجاوے جیسا کہ ابھی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل و پوچ و لچر بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان علمائے حضور مشائخ و فضلاء کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی
وہابی بعلم نہ مانے تو نہ مانے اور یہ قول جامع براہین کا اوسیہی صفحہ ۱۶۶ امین کا اگر کچھ بھی علم و عقل ہو تو ہی پس قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہی اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البرأۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکون مین ہوتا ہی
ہی اوسہی نقول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہو چکا ہے
اور اسی سے وہی اہل بدعت کی قولکی تائید ہی کہ فقہاء امصار کے فتوی و اجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جنکو آپنے زعم فاسد مین
نصوص قرار دی ہین اون پر ہی عمل کرنا چاہئے پس چار سے زیادہ عورتونکی جواز کے جو نصوص ہین اونپر ہی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکون مین اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح نا جائز ہے یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہین ہے تو پس چار سے زیادہ عورتون کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے اگر کچھ بھی علم وفہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حق مین کہا تہا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل مین اور اشتہار تمام بلاد مین اور تمام ملکونمین رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علی قاری سے
ثابت ہے بلاشبہ دلیل شرعی ہے کیونکہ یہ تعارف واستحسان علما کا ہے اور تعامل و استحسان علما بلاشبہ دلیل شرعی ہے اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہے چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے مسلم الثبوت و شرح سے کہ اتفاق علمائے محققین علی مر الاعصار
حجت ہے مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا علی مر الاعصار اور اتفاق کرنا محققین کا اسپر واضح
ہے پس یہ تعامل واتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند ومکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہین ہے بلکہ کتب فقہ مین
بہی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکہا ہے چنانچہ فتح القدیر مین ہے لان العرف انما صار حجۃ بالنص
وهو قوله عليه السلام ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما لم ينص فهو محمول على عادة الناس في الاسواق لانها اي
العادة دالة على الجواز فيما وقعت عليه لقوله ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي ذلك دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند عدم النص انتهى مختصرا اور رومال ناک منہہ کی صفائی کیواسطے رکہنا جائز
اسواسطے لکہا ہے کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد مین استعمال کرتے ہین قال في العناية قوله هو الصحيح لان عامة المسلمين
استعملوا هذا في عامة البلدان لدفع الاذى ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن انتهى یہ محفل بہی تمام
مسلمین عامہ بلاد مین کرتے ہین فرقہ بدعیہ وہابیہ مبحث سے خارج ہین اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہین ہے پس یہ بہی یعنی محفل
میلاد شریف بہی جائز و داخل تحت حدیث ما راه المسلمون کی ہوئی اور عرف اسپر جاری ہے اور نص ممانعت
یہان مفقود ہے ہفوات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہوسکتا ہے اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہے پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار مین ہے کتاب الاجارہ مین لان التعامل اذا وقع من غير نكير منكر فقد حل محل الاجماع وفيما نحن فيه وقع
كذلك على ما صرح به من قال بجواز العقد في كل الشهور والاجماع دليل قطعي والدليل الذي خالفه التعامل
ههنا انما هو كون جهالة المدة مفسدة للعقد وهو موجب القياس والقياس دليل ظني لا يصلح لمعارضة الدليل القطعي
اصلا فضلا ان لا يعتبر القطعي في مقابلة انتهى في الدر المختار انتهى في كتاب الوقف لان التعامل يترك به القياس لحديث
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا تعامل فيه كثياب ومتاع وهذا قول محمد وعليه الفتوى

انتہی

انتہی وقال العلامۃ الشامی علیہ لان التعامل یترک بہ القیاس فان القیاس عدم صحۃ وقف المنقول لان من شرط الوقف
علی التابید والمنقول لایدوم والتعامل کما فی البحر عن التحریر وہو الاکثر استعمالا وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت
بالعرف کالثابت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المسماۃ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاہر ما مر فی مسئلۃ
البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابۃ وکذا ہو ظاہر ما قدمنا انفا من زیادۃ بعض المشائخ اشیاء
جری التعامل فیہا وعلی ہذا فی الظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون غیرہ انتہی بقدر
الحاجۃ وقال الشامی فی موضع آخر من ذلک الکتاب اعنی رد المحتار والعرف فی الشرع لہ اعتبار لذا علیہ الحکم قد یدار
انتہی یہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی باعلی صوت ندا کرتی ہین کہ تعامل بمنزلہ اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ مین دلیل
قیاسی ساقط ہی کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہی اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع مین عرف کا اعتبار ہی اور عرف سی جو مسئلہ
ثابت ہی وہ ایسا ہی جیسا کہ نص سے ثابت ہی اور عرف وتعامل زمانہ صحابہ رض سے ہونا ضرور نہین ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہی پس بخوبی
واضح ہی کتب فقہ واصول سے کہ عرف وتعامل دلیل شرعی ہی اور تعامل یہ ہی کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی مین ناقلا عن التحریر
موجود ہی اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل وتعارف وعرف پر صادق اور تمام ملکونمین رائج ہونا اور مشائخ وصوفیہ واعیان کا
اس محفلمین حاضر ہونا ہی تعامل ہے پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہی جامع براہین نے اسکی حجت ہونیکا انکار
بسبب جہالت کے کیا ہی کہ علم فقہ واصول سے بیبہرہ ہے اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہی کہ سنکر بھی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے
قول کا کیا اعتبار ہی کہ جسکو علم فقہ واصول کی خبر نہ اوسکو فقیہ اصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے تمام
ملکونمین مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت ومکروہ قرار دینا جہالت صرف ہی اسلئے کہ صلوۃ رغائب
پر تعامل علما وفضلا ومشائخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہی اور اوسکے اثبات مین کتب ورسائل علمانے ایسے کہان لکھے ہین اور
جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہی صلوۃ رغائب کے منکر کو کہان رد کیا ہی بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علمانے تصریح کی ہے اور
اوسکی یعنے صلوۃ رغائب کے علما ہر مذہب والے مذاہب اربعہ میں سے سخت تردید کی ہے اس کے یہانتک کہ بہت سے بلاد مین
اس صلوۃ کا نام ونشان اون علماء کے تردید کے باعث نہ رہا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ مین فرماتے ہین وقد جعلہا جہلۃ
ائمۃ المساجد مع نحو صلوۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلبا للریاسۃ والتقدم وملاء بذکرہا القصاص مجالسہم
ثم ان اللہ تعالی اقام ائمۃ الہدی فی سعی ابطال الصلوۃ وامثال ہذہ المنکرات فتلاشی امرہا وتکامل ابطالہا فی البلاد
المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الثامنۃ انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ صلوۃ رغائب کو ائمہ شہرون ومصر وشام نے بالکل
مٹا دیا اوسکے ابطال مین کوشش کرکے اور اسیہی خاتمہ مین صاحب مجمع البحار فرماتے ہین وصلوۃ الرغائب موضوع بالاتفاق
انتہی اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین وغیرہم موضوع قرار دیتے ہین اور اس نماز کی بارہ مین

جو احادیث بتائی ہین وہ تمام موضوعہ ہین اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب درالمختار وفی صفحة
بخط ثقة وكذا صلوة الرغائب انتہی کے تحت مین علامہ شامی فرماتے ہین ثم ان ما نقله قال لو حمتى هو من الحواشي الموحشة
ويمنع التوثق بذلك الخط اجماعهم على حرمة العمل بالحديث الموضوع وقد نصوا على وضع حديث هذه الصلوات
والفقه لا ينقل من الهوامش المجهولة سيما ما كان فساده ظاهرا انتہی وقال فی شرح المنية قال ابو الفرج بن الجوزي
وابو بكر الطرطوسی صلوة الرغائب موضوعة على رسول الله صلعم وكذب عليه انتہی قال العلامة الشامی
فی موضع آخر قال فی البحر ومن هنا يعلم كراهة الاجتماع على صلوة الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعة
منه وانها بدعة وما يحتاله اهل الروم من نذرها لتخرج عن النفل والكراهة فباطل انتہی قلت وصرح بذلك
فی البزازية كما سيذكره الشارح اخر الباب وقد بسط الكلام عليها شارح المنية وصرحا بان ما روی فيها باطل
موضوع وبسط الكلام فيها خصوصا فی الحلية وللعلامة نور الدين المقدسی تصنيف حسن سماه ردع الراغب
عن صلوة الرغائب احاط فيه بغالب كلام المتقدمين والمتاخرين من علماء المذاهب الاربعة انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء على كراهة هذه الصلوة المبتدعة التی تسمى الرغائب قاتل الله واضعها ومخترعها
فانها بدعة منكرة من البدع التی هی ضلالة وجهالة وفيها منكرات ظاهرة وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات
نفيسة على تضليل مصليها ومبتدعها ودلائل قبحها وبطلانها وتضليل فاعلها اكثر من ان تحصر والله اعلم انتہی
الغرض صلوة الرغائب کو علما محققین نے مستحسن نہین جانا ہے اور اسکا رواج علما وصوفیہ مشائخ مین نہین ہوا اور علما اعیان
تعامل اس پر واقع نہین ہوا بلکہ جہال مین اس نماز نے شیوع پایا تھا اوسکے ابطال مین علما وفضلا نے بہت بڑی کوشش
کرکے نیست ونابود کردیا اور چارون مذاہب کے علما متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوة بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وموضوع علما فرماوین اور چارون مذہب کے فضلا اوسکو رد کرین اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوسمین کسی حدیث موضوع پر عمل نہین ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع بھی نہین فرمایا ہے اور اوس پر
تعامل فضلا وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علما بھی قائل ہین جو صلوة رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہین چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوة مذکور کو موضوع بتاتے ہین بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہین اور ابن جوزی
اس صلوة رغائب کو موضوع فرماتے ہین اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہین اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہین اور امام نووی اور انکے استاد صلوة رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہین اور اوسکے رد کو بارہ مین ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوة رغائب کے ہرگز نہین ہے جامع براہین کو بغیر علم تو

تو جو چیز مردود علماء کی نزدیک ہی اور اوسکی بارہ مین بی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکی
اثبات کی بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بی انصافی کا
باعث ہی کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر و جلال الدین سیوطے و سخاوی و ابن حزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی وغیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھہ اعتبار یہہ نہین کرتا ہی اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہی اور قابل اعتبار نہین جانتا ہی بلکہ
کہتا ہی کہ کروڑون فتوی دین تو تب بہی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پہر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جھوٹا حیلہ اپنی طرف سی فرض کر کے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوے
اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کر کے
جیسی کے اس جامع براہین نی کی ہین اوٹہا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم و رہم ہو جاوین اور ایمان سے بہی ہاتھ دہو
بیٹہین دیکہو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قران کی حقیقت کا مقر ہے لکن باوجود اسکے وہ کافر
اسلیے کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھہ حجاز کی قرار دیتا ہی اور دلیل فاسد اپنے مدعی کا سند پر یہ لاتا ہی کہ خدا تعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہی وکذلک اوحینا الیک قرآنا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها فی البیضاوی لتنذر ام القری اهل
ام القری وهی مکة ومن حولها من العرب انتهی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہی کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکی گردا گرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی انذار کا حکم ہی پس اس آیت سی نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کی ساتھہ ہی کرتا ہی اگر ارسل الی الناس کافۃ ونحوہا احادیث پیش کیجاوے ہمارے طرف سی تو انکو
بہی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کی ساتھہ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہی اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوی تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی بہی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کی نہین ہی اب دیکہو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بہی ثابت ہو سکتا ہی اور ایسے گفتگو مزخرفات سی ایمان بہی کہو سکتا ہی کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرانی مین کر دینا بہی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیہا جو نص ہے
صدقات کی بارہ مین اور شروع و صدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الایۃ ہی اس سے اجرت مدرسین
کا جواز ثابت کرتا ہی اور کہتا ہی صفحہ ۱۸۵ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہی والعاملین علیہا
سو وہی امر دینی پر لینا اب بہی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہی کہ اوس وقت بطور رزق و کفایہ کی تھا اور اب
قضاۃ و ولاۃ و غزاۃ وغیرہ سب یہی قسم مین اب بطور اجرت ٹہر گیا ہی انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہی اور پہر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہی اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہی تحریف معنوی آیت کی ہی ایسے تحریفات یہود کیا کرتے تھے کسی مسلمان کا کام نہین ہے بلاشبہ صدقہ وزکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہی صدقہ وزکوۃ تملیک بلا عوض کی ہی اور اجرت بمقابلہ عوض کے ہوتی ہی یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہی وہ بلا عوض نہین ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہی اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت وصدقہ دونونکا اوسمین ہے اسواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہین ہی اور نصف سے زیادہ دینا درست نہین ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہوجاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ درمختار وشامی مین یہ بیان موجود ہی اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہی جو ذی شبہین ہے اجارہ کی طور پر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اجارہ بدون مدت معلوم وعمل معلوم واجرت معلوم کی نہین ہوتا ہی چنانچہ شرح ہدایہ مین ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہی وہ اجرت کی ہی طور پر ہوتا ہی اجرت معلوم ومدت معلوم اوسمین ہوتی ہے بیس عہ یا تیس سہ یا چالیس للعہ روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوئی اور ایکماہ مین اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہی علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہین پس یہ بطور اجارہ کی ہے اور من کل الوجوہ اجرت ہوتی ہے یہ بلاشبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہی داخل قرار دینا آیت مین تحریف معنوی ہی جو بیشک یہود نے اور ارق فصاق وغزاۃ وغیرہ کو بھی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہی کہ صدقات مین سے ہی اونکو دیا جاتا ہی اور عاملین جنکی مصرف بنانا اوسکی ہی مصرف قضاۃ وغزاہ وغیرہما بھی ہین پایہ کہ بطور اجرت کی جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہی اسطرح انکو بھی دیا جاتا ہے تو بھی سراسر بعلمی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہا مصرف اور چیز کی ہین کہ جنکی مصرف عاملین علی الصدقات ہین اوسکی مصرف قضاۃ وغزاۃ وغیرہا ہرگز نہین ہین اور یہ بطور اجرت بھی ہرگز نہین دیا جاتا ہی بلکہ علماء معلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت ایسی بطور تعلیم وتدریس کرتی ہین اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی در المختار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وہدیۃ للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشر منہم (مصالحنا) نعم مصرف کسد ثغور وبناء قنطرۃ وجسر وکفایۃ العلماء) والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم (والقضاۃ والعمال) الکتبۃ قضاۃ وشہود وقسمۃ ورقباء سواحل رزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر مر فی الزکاۃ ومصرف خمس وکان مرفی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا لقیط فقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدہا لیصرف للاخر ویعطی بقدر الحاجۃ والنفقۃ ان لعضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ مال چار قسم کا ہی ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہین امام پر واجب ہی کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانون رکھے اور جدا جدا مستحق کو دیوے علماء وقضاۃ وغزاۃ کو جزیہ وخراج ومال تغلبی وہدیۃ تغلبی وماخوذ من الکفار بلا حرب وماخوذ عاشر از کفار مین سے دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کی ہین اور مصرف زکوۃ وعشر دوسرے ہین جو مصرف زکوۃ وعشر مین مذکور ہین اور

ہر مصرف

مصرف خمس درکاز کی دوسری ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلاوارث ولقطہ ودیتہ مقتول بلاولی کا لقیطہ فقیر
وفقیر بلاولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہرایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم اپنی
بیعلمی سے زعم کرتا ہی اور علما بسبب علم مصرف زکوۃ کہتین ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کی ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہ ماخذ کورکی مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہوون چنانچہ شامی مین مصرح
ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین الورثہ والشرکاء کیوقت جو حاضر ہوتی ہین اور نگہبان کنارون
دریا کی ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر وواعظ بحق علم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی ردالمحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہ ماخذ کو ریا لا کی ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہرایک قسم مال کے
علیحدہ ہی اور ہرایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بنتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
بہی ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد وہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتی اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ امر دین پر لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہی اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہوسکتا ہو تب بہی
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہوا حدیث سے تو عمل وقول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی
ومرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہی جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کی ہین خشکہ باگندہ بہر وزہ اگرچہ گندہ لکن ایجاد بندہ امام ابو حنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب نہ دیا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل رہی اور باوجود
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بہی جو جواز اجرت کی قائل ہوئی اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء اب تک مصرح ہین کہ بلخیون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فهذه مجموع ما افتى به المتاخرون من مشائخنا وهم
البلخيون على خلاف في بعضه مخالفين ما ذهب اليه الامام وصاحباه وقد اتفقت كلمتهم جميعاً في الشروح
والفتاوى على التعليل بالضرورة وهي خشية ضياع القرآن كما في الهداية وقد نقلت لك ما في مشاهير متون
المذهب الموضوعة للفتوى فلا حاجة الى نقل ما في الشروح والفتاوى وقد اتفقت كلمتهم جميعاً
على التصريح باصل المذهب من عدم الجواز انتهى اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کہ زمانہ
مین جامع براہین سے بعلم آدمی وناقہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا کی بالکل مخالف ہین ہان جامع
براہین وحی کا ادعا کرے کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئی ہین اور یہ معنی اب ہی قرار دیگئی ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید
نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات سے اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین
ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم بتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا پرتو پڑتا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسری کے
قرار دیگئے اپنے پر قیاس مولف انوار کو بھی کرتے ہین الغرض جامع براہین کی مسلک سے تمام جہان کی بدعات وکفریات کا ثبوت
ہوسکتا ہی اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جسنے تفسیر احمدی اردو لکہی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدلے ہین
اور اپنے نفس کے موافق کئے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہوگیا
ہوگا کہ قول فاکہانی ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن
حجر صحیح ودرست ہی وساوس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علما کا اس بارہ مین معتبر ہے
اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین
مانند فرعون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی
پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کی ہاتھ میں
سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچہہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہی کہ بڑے بڑے فضلا
وعلمانے اور مشائخ وصوفیہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسیطرح
اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سے کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچہہ نہین کرسکتے ہین اپنا سیر پیٹتے ہین
شعر ناقصی گر کنند این طائفہ را طعن قصور ؛؛ حاشا للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ؛؛ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ؛؛ قال صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا
رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجہکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علما ومعاصرین
کی نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعہ صفحہ ١٠٦ ادو ایک عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک وہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہوویگا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لایضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہی اور قلت پر دلالت کرتا ہی پس ارشاد مخبر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے ہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور یہان خود مبرہن ہو لیا
ہی کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکہی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کرچکا کہ مولف کے پاس کوئی دلیل سوائے
اسکے نہین کہ تمام علما کرتے ہے اور یہ بشرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہین حجت وہ ہی کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہانکی حکایات سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بہی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ لکہدیگی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کے حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالیخولیا ہوگیا ہے افسوس انا للہ
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجہتے نہین ہین انکا بحوجو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی گہڑتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بہی افتراء علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہی چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہی کہ ایک آدمی کا انکار بمقابلہ ہزارون ولاکہون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہی جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ وہ ایک عالم کہ مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک وہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم وطنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے ہین معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب اب
دی ہے مین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہوکر جامع براہین صاحب کے بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ وخطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کے مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون ولاکہون ہوون جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت وضلالت کرخت ہی اور لاکہون علماء اور تمام فضلا کی حققین پر حکم
فاسد و عقیدہ کرنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور وہ ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی وعقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکہون علماء امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہوون تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت واہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم سے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کے ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری ومن حولہا کے کہ اوس سے اہل کفر وطغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھہ ملک عرب کے ثابت

کرتی ہین جنکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بہی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہین چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بہی تخییر کا درمیان غسل ومسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار مین ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ امام حسن بصری بہی تخییر کے
قائل ہین جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول تجویز وتخییر بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوسوقت مین فرمایا ہے کہ اعقاب وعراقیب پر مسح وغسل کچہہ بہی نکیا ہووے پس حدیث مین دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما اجامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قول وفتوی لاکہون وکروڑونکا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہان وارجلکم موجود ہے اگر دوسری
قراۃ وارجلکم ہے جو ساتہ نصب کی ہے غسل کا ثبوت باینطور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اسے جو آپ غسل کا اثبات کرنے لگے ہین دو قرائین بمنزل دو آیتونکے ہین ایک کا مقتضی غسل ہے دوسری کا
مقتضی مسح ہے دونون مین سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہین ہے اور تخییر مین دونون
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہین جو جمہور کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہین اور انکو باین معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہین ہم معشر اہل سنت وجماعت نہین ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتی ہین اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہین جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہو جاتی ہین پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بناتا ہے اور جمہور کو اوسکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکی معانی
بہی ہم معشر اہل سنت کے نزدیک ایسے ہی ہین کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہو جاتی ہین اور ایک دو عالم کے ہاتہہ مین کچہہ
بہی نہین ہے اسی ہی آجتک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسے نص پیش ابتک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہوسکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق زعم کرتا ہے وہی خطا و باطل پر ہین نہ جمہور اور حدیث
لایزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہین ہے ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہین اور تمام دنیا کے عالم جسپر ہین اور اوسکو حق جانتے ہین وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کے کسی
لفظ اور کسی قرینہ وکسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہین ہین اور یہ افحش ہے اس حدیث مین لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کے مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود

ہو یہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت وگمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ سے ہے اور بعض روایت مین کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بھی آنحضرت صلعم نے یہان بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علماء محققین نے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم و افشاء شعار دین اور شوکت باب جہاد مین ساتھ کفار و ملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قولہ ای کما رواہ مسلم عن سعد بن ابی وقاص مرفوعًا (لا یزال اہل الغرب ظاہرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونہج الصدق وسبیل الطاعة من الجہاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذہب ابن المدینی الی انہم) ای اہل الغرب (العرب لانہم المختصون بالسقی بالغرب وہی الدلو) وغیرہ ای غیر المدینی یذہب الی انہم اہل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناہ وفی حدیث آخر من روایة ابی امامة کما رواہ الطبرانی عنہ مرفوعًا (لا تزال طائفة من امتی) ای امة الاجابة ظاہرین علی الحق ای مستعلین علیہ غیر محققین لدیہ (قاہرین لعدوہم) ای غالبین علیہم من غلبہ واللام للتقویة (حتی یاتیہم امر اللہ) ای بفنائہم وخفائہم (وہم کذلک) ای لا یثبتون علی ما ہنالک (قیل یا رسول اللہ این ہم قال ببیت المقدس) ولعل مثل ہذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیرہ المراد باہل الغرب اہل الشام لانہ غرب الحجاز بدلالة روایة ہم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل منہما جمع یقومون بامر الحق من اظہار العلم وافشاء شعار الدین والاجتماع فی باب الجہاد مع الکفار والملحدین ویؤیدہ ما رواہ مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعًا لن یبرح ہذا الدین قائمًا یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ وہ طائفہ یا اہل عرب سے ہین یا اہل بیت المقدس سے یا دونون جائے سے ہین اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتی ہین چنانچہ یہ غلبہ و قہر اعدا پر اون جانب لوگونمین اس زمانہ مین بھی حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما و فقہاء محدثین و زہاد و آمرین بالمعروف جو متفرق اطراف و اقطار زمین مین ہین مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت و جماعت مراد ہونا اور جو اونکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بھی علماء نے ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طرف لا یزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق ہم اہل العلم ای معاونین علیہ ویحتمل ان یکون علی الحق خبرًا ثانیًا فیہ حجیة الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتہد ولا یعارضہ لا یقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبہم شرار وبدلیل انہم اہل العلم انہ انما یتم الاستقامة بالفقہ ویحتمل ان ہذہ الطائفة متفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقہاء محدثین

وزهاد والآمرين بالمعروف ولا يلزم كونهم مجتمعين قوله حتى ياتى امر الله وهو الريح الاخذة روح مؤمن قال
احمد هم اهل الحديث قال القاضي اراد اهل السنة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث انتهى وشيخ عبد الحق دہلوی
محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروہ اصحاب حدیث داشتہ اند کہ ترویج سنت وتجدید دین می
نمایند واکثر بر آنند کہ مراد غزاۃ اند کہ بجہاد با کفار تقویت وتائید دین میکنند ودر آخر زمان بسرحدہای اسلام مرابطت
دارند ودر بعضی روایات آمدہ کہ وہم با شام ایشان ودر شام اند ودر بعضی آمدہ حتی تقاتل آخرہم المسیح الدجال واین روایات ناظر در ارادہ غزاۃ اند
وظاہر عبارت حدیث در عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی باعلی صوت ندا کر رہی ہین کہ مراد طائفہ سی حدیث مین جماعت ہی جو کفار وملحدین پر غالب
رہتی ہین اور وہ ملک شام مین یا عرب یا دونون جگہہ یا تمام عالم مین متفرق ہین اس حدیث مین طائفہ سی ایک دو عالم مراد نہین ہین پس زعم جامع
براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کی علماء کے ناحق پر ہونیکی بارہ مین جو پیش کرتا ہی اس حدیث
سی سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی آتا ہی لکن یہ مستلزم اس امر کو نہین کہ اس حدیث مین بھی مراد
ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہی کہ تمام شراح ومحشین تصریح جماعت کی کرتے ہین
اور یہ ایک جاہل اس سے مراد لیتا ہی اب بتائی دماغ مین خلل وفتور وضعف مرض ومالیخولیا جامع براہین کی ہی کہ الٹی معانی
حدیث کی کرتا ہی یا صاحب انوار ساطعہ کے سوافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ حدیث آنحضرت
صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر وباطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب مین نڈالیگی اور
اونکے کثرت کی سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد مین کم ہووینگے اور وہ یعنے اہل کفر وباطل
زیادہ ہووینگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیه لا يزال طائفة من امتى على الحق الطائفة الجماعة من الناس
ويقع على الواحد كانه اراد نفسا طائفة ابن راهويه يحدون الالف وسيبلغ وهذا الامر لي ان يكون
عدد المتمسكين بما كان عليه النبي صلعم واصحابه الفا يسلي بذلك ان لا يعجبهم كثرة اهل الباطل انتهى اور
قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ ومجاہدین ہین دلالت واضح اس پر کرتا ہی کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار واہل الحاد کے ہوگا
کیونکہ جہاد وغزا بدون کفار کے نہین ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہین کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول
جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بھی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا
جہالت صرف وسفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہی کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ تھی کہ ایک
شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز یقین وظن معتبر نہین کر سکتا ہی یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے
جیسی کہ جامع براہین صاحب ہین اور یہ جو کہا کہ یہان خود مبرہن ہولیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ سے
بدعت ہونا اسکا ثابت ہی انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہی براہین کی تمام مقدمات یقینیہ ہو وین

وانہ ہین

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و
مبرہن ہونیکی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس واستحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا مالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء کر رہے ہے اثبات استحسان علماء کا ہے
اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھہ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ واصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہوچکا ہی اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہی اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل
ہونا ہی اور استحسان علماء کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم وفقہ واصول سے
بھی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے یا یہ علم ودلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی ہی مایہ علم ودلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ واصول سے کچھہ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے
باوجودیکہ کتب مین موجود ہی کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین وعبادمین جنکی مجالس
مین فضلاء وعلماء مستند مین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع واطاعت قرآن سے ثابت ہی قال اللہ تعالی
أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ اونکی حالات ومعمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علماء وفضلاء کا ہی چنانچہ ملا علی قاری وسخاوی وجلال الدین سیوطی وغیرہم علماء ذکر کرتے چلے آئے ہین
جامع براہین کی رائی فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ تبعیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بھی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اوسدنکی
عظمت واوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے پھر کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکی حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کی ہی اسکو جامع براہین سمجھا نہین اور رام لیلی کو پیش کرنیلگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہی مفہوم ہی رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پیٹھکر کے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب وعقیدہ نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا تو اوسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہی کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو محبت عدم جواز پیٹھ کرنیکی لاتا ہی ہندو کی بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل توکہین دلیل نہ پکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف ہے اور وہ
دونون قومنے برابر سمجھہ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہی دونون
کسطرح برابر ہوسکتے ہین پس یہی جواب جامع براہین کا ہی کہ رام لیلا و محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک سا حال
جانتا ہی امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہی ایسے نا انصاف نام کے
مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سے مشابہت
دیتے ہین اور ایمان سے ہاتھ دہوتے ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہئے استغفر اللہ استغفر اللہ
سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے
سے بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہی جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہا ہی یا فقط
استغفار کے ساتھہ بہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے
یا نہین جو ایسے کلمات ناشایستہ و بے محل کہہ رہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئے یا نہین **قال** صاحب انوار
ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو
محمود اور مستحسن جانتے ہین پس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعود رض کی کہ فرماتے ہین ماراٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح
یا ضلع مین اگر دو تین یا پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہی اپنا ایک جرگہ باندہکر کچھہ اس عملکو
برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہی اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ فرما چکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا
السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین
جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے
اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہی یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر
المسلمین اھ اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو اعتقاد
اور قول و فعل اکثر علماء کے ہون انکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین
اسلئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے
الفاظ یاد کر لئے ہین معنی تو کسی سے پڑہی ہی نہین یہ سمجھہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ
امر جائز ہوگیا اور حال آنکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی
اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جواب ہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبا و سیعود غریبا فطوبے

للغربا الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہے کہ ان احادیث مین طائفہ اور غربا کی مدح ہورہی ہے اب جب بدعت
مین انکو داخل کر دی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل
میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکونمین علمانے مستحسن جانا ہے اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن
جانین وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے پس یہ محفل خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل
کا ہے مؤلف انوار نے اسطرح جواب دیا کہ تمام ملکون اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علما و فضلا کا اسمین شامل ہونا
اور اس محفلکی مدح وتعریف کرنا کتب سے ثابت کر دیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علما کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا
جو کبری دلیل کا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود ماراٰہ المسلمون الحدیث کے جواب دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل ہین انکی
برا کہنے سے کچھ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علما کی نقل
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہو گیا بایں طور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک
گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بھی علما ہین تب بھی ہمارا مدعی حاصل بایں طور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین
چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ مامور بہ شارع کا ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد
الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے بھی ثابت ہے دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے مگر گنگوہی
سفاہت سے نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وہم یعلمون کا بنے تو اوسکا علاج نہین ہے خدا تعالی اوسکو کافی ہے اور مؤلف
انوار کیطرف نسبت اس معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہے ہان جامع براہین نے معنے اپنی طرف سے گھڑ رکھے ہین جو تمام دنیا کے خلاف ہین
اور وہ نہ مراد شارع ہے جیسا کہ حدیث لایزال طائفۃ کے معنی قرار دئے ہین کہ ایک جماعت مقابلہ تمام دنیا کی علما کے جو کروڑون ہون
حق پر ہے اور تمام دنیا کے کروڑون علما باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام سے
بیان کی جامع براہین وہابی نے یہ مراد گھڑی ایسے معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم سے
لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسے معنے کسی نے کسیکو پڑھائی ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوس استاد کو جو کوئی بنائے
یا جس نے بنایا ہے وہ جانتا ہے مولف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ (یہ سمجھ لیا ہے
کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہو گیا) بیشک جو مسلمان ہے اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے
اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہے اور اُسپر اعتقاد رکہتا ہے اور اسپر عامل بھی ہے تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون
اوسکی پیروی کرنا چاہیے تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تھی اب جامع براہین پر وحی آنی سے نعوذ باللہ من ذلک
یہ معنی منسوخ ہو گئے یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہو کر اپنا ایمان کہو دیگا وہابیہ کو ایمان کی کیا پرواہ ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہوجانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو
اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سو زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہو گئی) یہ قول
جامع براہین کا اس پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار ہمکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتادیا ہی اوسکو یہ جامع براہین
نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر رکھنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہوجاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب
محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل
باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ آنحضرت صلعم کے
ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم
و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچھ نہین کر سکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مولف انوار سے
بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتے ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علماء مسلمین کرو
اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں
اتبعوا السواد الاعظم عبر یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فظ ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من
الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوھم فیہ فانہ ھو الحق وما عداہ الباطل فی اصول الدین واما الفروع فیجوز
فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علماء مسلمانونکے ہووین وہ ہی حق ہین اور ماعدا
اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علماء ہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج
وغیرہم تہتر فرقونکے علماء تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بھی تمام ملکونمین جو علماء
اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بھی نہ پہونچینگی چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علماء اہل بدعت کو ہووے
علماء اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق
سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کو وہ برابر بھی نہین چہ
جائے کہ زیادہ ہووین ہم کہتے ہین کہ اعتبار مسائل مین علماء کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علماء کا کام نہ جہلاء کا
پس جہلاء کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بیعلمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حقیقین کہ حدیث
اتبعوا ہی مراد علماء ہین بدون سمجھے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعاء باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین
سچا ہی تو تمام ملکون کے علماء اہل بدعت تہتر فرقونکے مع وہابیہ کے شمار کر کے اور اہل سنت کی بھی تمام ملکونکے علماء شمار کر کے
زیادت انکی ثابت کرے ورنہ جھوٹ صرف کا مرتکب ہو اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق
کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بھی اعتبار ہی الغرض علماء فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جسمین اکثر علماء ہون اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہی اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ
ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ مین زیادہ ہین اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین
دو چار یا دس بیس وہابیہ کوہی اہل سنت وجماعت مین شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہی کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہین اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہی بلکہ اہل سنت وجماعت
وہی علماء ہین جو اکثر ہین موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہوچکا ہی اور اب بہی وہی زیادہ ہین علماء اہل بدعت
سی اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت مین نہین ہین اور یہ عقیدہ جامع براہین کا بہی خلاف حدیث نبوی کے ہی کہ جماعت
قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہین ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے بہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا
ثابت ہو پس اس سے بہی اہل بدعت مین سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال ابہی
بخوبی واضح ہوگیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہین ہی کہ طائفہ
قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہی اور بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء
الحدیث کا یہ بہی یہ مطلب ومراد ہرگز نہین ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا بہی غیر مراد
شارع کو مراد شارع زعم کرتا ہی جو ضلالت وگمراہی ہی بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب
ہوکر شروع ہوا یعنے اول مین اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر مین
بہی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہی غرباء کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام
وآخر اسلام مین بسبب صبر کرنے انکی کے اوپر ایذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار مین ہے نہ ان الاسلام بدأ غریبا ای کان فی
اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء
ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرہم علی اذی الکفار ولزومہم الاسلام انتہی دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہی اور
جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنے وہابیہ کوہی اہل سنت وجماعت مین منحصر کرنے کیلیے اور
اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ
احادیث نبویہ کا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسیکی شخص کو ہوتا ہی جو ایمان والا ہوتا ہی وہابیہ کو
اس سے کیا علاقہ ہی پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدأ الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو یہ جامع
براہین ہی مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہی کہ اسنے اس کو مبنی کیا ہی کہ ان
دونون حدیثون وامثالہما کی مراد اسنے یہ قرار دی تہی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہین
اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل وناحق ہوتی ہین جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہوگیا وفساد لائح ہوگیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بھی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مردہ ہے
اور غرباء کی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی ہیں ہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بےعلمی و تعصب و سفاہت کو بھی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ حب بدعت میں انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہیں اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو لچر و لغو اول سے ہی جانتا ہے اور اوسکو خیال ہے کہ اسکے اہل سنت و جماعت ٹکڑے
اوڑادینگے اور ہباءً منثورا کردینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا کہ اوسکی تقاریر کا ہم سنت و جماعت نے خاکہ اوڑادیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل با تعظیم سے ہے مسلمانوں کو آگاہ و خبردار کردیا
یہ ہمارے حق میں حب بدعت کا قول کرتا ہے تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہے کرتا ہے ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ میں کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ میں ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہے کہ
جسوقت میں کہ تمام دنیا میں حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت میں وہی دو چار متبع سنت مقبول ہونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کرچکے اور جو انکے
معانی ہیں وہ خوب واضح ہوچکے کہ کوئی سفیہ کو دن ہوگا جو شراح حدیث کے معانی بیان کئے ہوئے کو نہ مانیگا اور جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہیں دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کے معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنالیتا ہے التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت و جماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیان کی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہیں ہے
مصرع ما چشم و گوش خویش بہ بہر خر نمیکنیم کیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن جزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابو شامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کے ہیں اون تمام کو متبع سنت نہیں جانتا ہے اگر انکو متبع سنت یہ نہیں جانتا ہے جنکی
کتابوں پر آجکل سمجھنا و سمجھانا احادیث کا موقوف ہے تو دوسرے کونسے علماء کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علماء کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہے تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہیں یہ تو دو چار سے بھی زیادہ ہیں
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگا کہ دو چار سے
وہ مراد ہیں جو فرقہ وہابیہ میں سے ہوں اور یہ علماء فرقہ وہابیہ میں سے نہ تھے پھر تو خوب حال جامع براہین کا کھلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سمجھی گئی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لیکن اہل سنت و جماعت کا پھر بھی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علماء کے متبع سنت مقبول کہنا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علماء

کثیرہ علمار کو متبع ہوی و ناحق پر رہنا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہین ہے مخزن و معدن بدعت وہابیہ ہی ہین لامذہبی و نیچریت و آخر مین عیسائی ہوجانا ہم نے انہین
مین دیکھا ہی ناواقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسی کے انکار سے مرتفع نہین ہوجاتا ہے پس متبعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھ کرنا ہی اور اپنا ایمان بگاڑنا ہی یہ حیلہ و بہانا و دغابازی وابلہ فریبی ہے جامع براہین
یہی چاہتا ہی کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہوجاوے اور اہل سنت و جماعت آپکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لکن کچھہ نہین چلتی جامع براہین کلمتہ در القائل ؎ وما کل ما یتمنی المرء یدرکہ ؛ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

قال جامع براہین او حدیث مارآہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح و قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور اسمین باشارہ نص و دلالت نص تمام علما جمع ہوجاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہی تو کمل مسلمین علمار مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علماء کملاء اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق منہ مشتق حکم کا ہوتا ہی
پس ایسا امر عند اللہ بہی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بہی حدیث مارآہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہی جو کسی نے آجتک بیان نہین کی ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھہ جمع ہونیکے
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علماء کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہی اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہی اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث مارآہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگاکر نفس حدیث
کو مقید کرنا راہی ہے ہی یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہی کہ تقیید مطلق جائز نہین اور نص
کا مقید کرنا ناجائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچھہ بہولگیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہی اور المطلق یجری علی الاطلاقہ کو جو جابجا لکہتا
چلا آتا ہی سبکو یہان ہضم کرگیا عجب آدمیت ہی کہ قیاس جلال الدین سیوطی و قیاس ابن حجر و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہی باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہی چنانچہ اوپر گذرا ہی اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھہ خیال نہین منصفین اس جامع براہین کی تعصب و بیعلمی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بہی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کی قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بہی ہونا تمام کتب اصول مین لکہا ہی اور اوپر عبارت توضیح و تلویح سے گذر بہی چکا ہے